خطباتِ مکاتب

خطاب از

مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی

(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

تحقیق ونظر ثانی

مفتی سید آصف قاسمی

(استاذ کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)

ضبط وتحریر

مولانا محمد بلال صاحب اسعدی

(استاذ مدرسہ اسلامیہ دار العلوم صدیقیہ نرمل)

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب : خطباتِ مکاتب

خطاب از : مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی

(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، حیدرآباد)

ضبط وتحریر: مولانا محمد بلال صاحب اسعدی (زمل)

نظر ثانی وتحقیق: مفتی سید آصف صاحب قاسمی

(استاذ کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، حیدرآباد)

رابطہ نمبر : (9675873726/9885052592)

کمپوزنگ : گرافک سولیوشن (9634990960/9520717020)

سن طباعت : ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۰۲۴ء

تعداد صفحات: ۱۷۴

فہرست مشمولات

عناوین	صفحہ نمبر
تقریظ	۱۱
پیش لفظ	۱۲
مکاتب کی اہمیت اور ضرورت	۱۴
مکتبی جلسوں کے مقاصد	۱۴
مکاتب کی اہمیت	۱۵
اللہ کے ولیوں کے یہاں مکاتب کی اہمیت	۱۵
ماہر استاذ کا انتخاب	۱۶
مسجد کمیٹی والے مکاتب کے قیام پر خرچ کریں	۱۷
کسی خدمت کو ہلکا نہ سمجھیں	۱۸
مکتب پڑھانے والے معلمین کی قدر و اہمیت	۱۸
ہماری نظر اجر پر ہو	۱۹
بچوں کی ذہن سازی اور حوصلہ افزائی کریں	۱۹
اہل و عیال کو وقت دیں	۲۰
والدین پہلے خود کو بدلیں	۲۲
نیو ایجوکیشن پالیسی کے نقصانات	۲۲
ہمارے سامنے درپیش چیلنجز	۲۳
پہلے خود کو بدلنے کی ضرورت	۲۴

⊙ حالات بدل سکتے ہیں	۲۶
⊙ فرائض کی ادائیگی کا اہتمام	۲۶
۞ **مکاتب کے قیام واستحکام کی ضرورت**	۲۸
⊙ شریعت پر عمل میں ہی نفع ہے	۲۸
⊙ دل خدا کی محبت کے لیے ہے	۲۹
⊙ صغیرہ گناہ پر اصرار	۳۰
⊙ جہالت بڑا گناہ ہے	۳۱
⊙ اپنے اعمال سے ماحول کو بدلیں	۳۱
⊙ گناہ کے نقصانات	۳۲
⊙ شراب نوشی کا گناہ اور اس کے نتائج	۳۳
⊙ مرد کا کمال غیرت اور عورت کا کمال حیا ہے	۳۳
⊙ تجارت کا اصول	۳۵
⊙ اپنے اندر غیرت پیدا کریں	۳۵
⊙ مکاتب کی اہمیت	۳۷
⊙ دین مختلف اعمال کے مجموعہ کا نام ہے	۳۸
⊙ امانت داری کے ساتھ تجارت کے واقعات	۳۹
⊙ مکاتب پر خرچ کریں	۴۱
⊙ رشتے طے کرنے میں بڑے پیمانے نہ رکھیں	۴۲
⊙ طلاق کے مقابلے میں خلع کی کثرت	۴۳
⊙ شریعت کو نقصان اپنوں سے ہوا ہے	۴۴
⊙ علماء ہمارے خیر خواہ ہیں	۴۵

⊙ اپنے علاقوں کا سروے کریں	۴۶
⊙ ناموافق حالات میں کئے جانے والے کارنامے	۴۸
⊙ زندگی میں کچھ کام کیجئے	۵۱
⊙ بچی کھچی زندگی کی قدر کیجئے	۵۲
⊙ قبل از وقت تیاری کریں	۵۵
مکاتب کا قیام وقت کی ناگزیر ضرورت	۵۷
⊙ نرمی سے تعلیم دیں	۵۷
⊙ تربیت وذہن سازی پر توجہ دیں	۵۸
⊙ منصوبہ بند طریقہ سے پڑھائیں	۶۰
⊙ ایک واقعہ	۶۱
بالغات کے مکاتب، اہم اصول اور مفید تجربات	۶۳
⊙ دوسروں کے لیے مثالی بنیں	۶۳
⊙ تعلق مع اللہ مضبوط ہو	۶۴
⊙ بزرگوں سے تعلق استوار رکھیں	۶۴
⊙ مکتب پڑھانے والوں میں شکر کا جذبہ ہو	۶۵
⊙ اپنے گھروں کو مشن بنائیں	۶۵
⊙ دوسروں کے تجربات سے فائدہ کیسے اٹھائیں	۶۶
⊙ نصاب ونظام کا اہتمام	۶۷
⊙ نامحرم سے مستقل رابطہ مناسب نہیں	۶۷
⊙ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز تعلیم وتدریس	۶۸
⊙ پڑھنے پڑھانے پر توجہ دیں	۶۸
⊙ فراغت کا تصور نقصان دہ ہے	۶۹

ہر گھر کی ضرورت بہشتی زیور	٦٩
کام کرنے کے کیا طریقے ہوں؟	٦٩
مختلف کورسز پڑھائے جائیں	٧٠
افتتاح مکتب بالغات	٧٢
علم دین سیکھنے کے فائدے	٧٢
کمانے اور خرچ کرنے کی شکلیں	٧٣
دین کا علم نہ ہونے کے نقصانات	٧٤
قرآن پاک کی مخصوص سورتوں کے فضائل	٧٦
مکتب چلانے والی خدا کی بندیاں	٧٧
گھر میں اجتماعی تعلیم ہو	٧٧
مستورات کے مکاتب کی اہمیت	٧٩
حصول نعمت پر شکر گزاری	٧٩
دین کے دو فائدے	٧٩
دین پر نہ چلنے کے نقصانات	٨٠
شریعت آسان ہے	٨١
پڑھنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی	٨٢
اللہ کی نعمتوں کی قدردانی	٨٣
شادی سے پہلے کی رسومات	٨٤
خاندانوں کا جوڑ	٨٤
راہ خدا میں خرچ کرنے کی اہمیت	٨٥
اہل علم سے محبت	٨٦
تربیت سے اولاد کی قسمت بنتی ہے	٨٦

۞	**مکاتب کے فوائد اور والدین کے لیے ضروری ہدایات**	۸۹
⊙	تمہید	۸۹
⊙	سب کی فکروں سے بچوں کی ترقی	۸۹
⊙	بچے والدین کی نقالی کرتے ہیں	۹۰
⊙	حضرت شاہ جمال الرحمٰن صاحب کا اندازِ تربیت	۹۱
⊙	بچپن سے ہی بچہ پر محنت کی جائے	۹۲
⊙	الفاظ سکھانا اصل نہیں، ذہن سازی اصل ہے	۹۳
⊙	نیو ایجوکیشن پالیسی کے نقائص	۹۴
⊙	تعلیم کی اہمیت کو سمجھیں	۹۴
۞	**دعوتی احباب بالغان کے مکاتب کیسے قائم کریں؟**	۹۶
⊙	جماعت میں لیا گیا عہد و پیمان	۹۶
⊙	دعوت کے کام کی فکر	۹۷
⊙	دعوتی کام کی دو بے اعتدالیاں	۹۹
⊙	امت کے دو طبقوں کا حال	۱۰۱
⊙	اکابر کی اپنے اساتذہ سے محبت وقدر	۱۰۲
⊙	دین کی تکمیل	۱۰۳
⊙	تاریخی غلط فہمیاں	۱۰۴
۞	**مکاتب بنات کیسے کامیاب ہوں؟**	۱۰۷
⊙	تکمیل کے بعد اصل ذمہ داری	۱۰۷
⊙	خواتین کے گھریلو مسائل	۱۰۸
⊙	تدریس سے جذبات منتقل ہوتے ہیں	۱۱۰

⊙ بڑوں کے مشورہ سے کام کریں ۱۱۱
باپردہ جگہ کا انتخاب ۱۱۱
⊙ بڑی خواتین کو پڑھانے کا طریقہ ۱۱۱
⊙ علم حاصل کرنے والوں کی قدر کریں ۱۱۲
⊙ نامحرموں سے رابطہ فتنوں کا سبب ہے ۱۱۲
⊙ تربیت و ذہن سازی پر توجہ دیں ۱۱۳
⊙ دین پر استقامت ہو ۱۱۴

۞ مکاتب کے اساتذہ کام کیسے کریں؟ ۱۱۷

⊙ آخرت ہماری منزل ہے ۱۱۷
⊙ اجر کے لیے کام کریں اجرت کے لیے نہیں ۱۱۷
⊙ انسانوں کو کمانے کا جذبہ ۱۱۹
⊙ نابیناؤں کی تعلیم ۱۲۱
⊙ زندگی بدلنے والے لمحات ۱۲۲
⊙ اصل میدان کمزور طلبہ ہیں ۱۲۳
⊙ بچوں کو شفقت و محبت سے پڑھائیں ۱۲۴
⊙ تعلق مع اللہ ۱۲۵
⊙ معاشرہ میں کرنے کے کام ۱۲۷

۞ مکاتب کے اساتذہ اپنے کام کو بہتر کیسے بنائیں؟ ۱۲۹

⊙ خدمت دین پر شکر خداوندی ۱۲۹
⊙ قابل بنانے کی صلاحیت ۱۳۰
⊙ کام کا میدان ۱۳۱
⊙ بالغات کے مکاتب پر پہلا سوال ۱۳۲

⊙ مفتی سعید پالن پوریؒ کے گھرانہ کے معمولات ۱۳۳
⊙ اپنے اوقات قیمتی بنائیں ۱۳۳
⊙ آن لائن تعلیم ۱۳۵
⊙ کوئی دینی موقع ضائع نہ کریں ۱۳۵
⊙ کام کرنے کے لیے عزائم اصل ہیں ۱۳۶
⊙ دو مثالیں ۱۴۰
⊙ حکومتی امدادوں پر ادارے چلانا ۱۴۲
⊙ خوبیاں دیکھنے والا بنیں ۱۴۲
⊙ غیبت سے بچو ۱۴۳
⊙ معیار بندگی اصل ہے ۱۴۴
⊙ دنیا میں تین قسم کے لوگ ۱۴۵
⊙ آپس میں تعاون کا ماحول پیدا کریں ۱۴۷

مکاتب کے لیے معاونین کی خدمت میں چند نصیحتیں ۱۴۹

⊙ خدمت دین کرتے وقت جتلانے کا جذبہ نہ ہو ۱۴۹
⊙ قبول کروانے کی فکر ۱۴۹
⊙ ضرورت مند خاتون کی مدد اور حج کا ثواب ۱۵۲
⊙ مکاتب سے نسلوں کے ایمان کی حفاظت ۱۵۳

مکتب دینی اور مالی اعتبار سے خود کفیل کیسے بنیں؟ ۱۵۵

⊙ سیاسی زوال اسلامی زوال نہیں ۱۵۵
⊙ اختیاری حالات کی قدر کریں ۱۵۷
⊙ ہر شخص اپنے حصہ کا کام کرے ۱۵۷

⊙ افرادسازی کے بغیر انقلاب ناممکن	۱۵۸
⊙ داعی کی زندگی مثالی ہو	۱۶۰
⊙ تواضع کے ذریعہ اتحاد قائم ہوگا	۱۶۱
⊙ انفرادی کاموں کے ساتھ اجتماعی کاموں کی فکر	۱۶۲
⊙ بڑوں کے فیصلوں پر عمل کریں	۱۶۳
⊙ اتحاد پیدا کرنے کے طریقے	۱۶۳
⊙ نفسانی موانع کے ساتھ کام نہیں ہوسکتا	۱۶۴
⊙ موجودہ کاموں کی قدر کریں	۱۶۵
⊙ مکاتب دینی اعتبار سے خود کفیل بنیں	۱۶۵
⊙ شیخ سے رابطہ	۱۶۶
⊙ خوددار اور مثالی علماء	۱۶۶
⊙ اکابر سے تعلق	۱۶۷
⊙ بڑوں کو بڑا پن دیں	۱۶۸
⊙ اپنی نیت درست ہو	۱۶۸
⊙ مکاتب کا دینی استحکام	۱۶۹
⊙ مکاتب مالی اعتبار سے خود کفیل بنیں	۱۶۹
⊙ مٹھی فنڈ کا نظام شروع کریں	۱۷۰
⊙ چھوٹی تعاون کی شکلیں	۱۷۰
خطبات مکاتب بیانات لنک	۱۷۳

⊙ ⊙ ⊙

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

خطبات سے ہمارے مدارس اور خطباء خوب استفادہ کرتے ہیں، ماشاء اللہ ایک کتب خانہ تیار ہو چکا ہے، میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میرے خطبات بھی جمع کئے جائیں گے؛ لیکن میرے شاگرد اور معاصر ساتھیوں کے بعد میرے اکابر اور اساتذۂ کرام بھی میری معروضات کی اہمیت اور مفید ہونے کا اظہار فرماتے رہتے ہیں، اس لیے میرے عزیز دوست اور کہف الایمان حیدرآباد کے شعبۂ بنات کے ذمہ دار، صالح عالم دین مفتی آصف قاسمی حفظہ اللہ نے بار بار نظر ثانی کے بعد یہ خطبات مرتب کیے ہیں، اصل میں ریکارڈنگ سے صفحۂ قرطاس پر لانے کا پر مشقت کام مولوی بلال اسعدی سلمہ (خانہ پور، نرمل) نے بڑی محبت و محنت سے انجام دیا، جزاھم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر ہم سب کو اپنی رضا عطا فرمائے۔

ابوبکر جابر قاسمی

۱۳؍صفر المظفر ۱۴۴۶ھ

۱۸؍اگست ۲۰۲۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد

مکتبی نظام مدنی معاشرے کا حصہ ہے، بچوں کی بنیادی اور اساسی تعلیم کا مرکز ہے، نئی نسل کے ایمان کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے، موجودہ زمانے کا مؤثر ہتھیار ہے، مکتبی تعلیم ایمان کا بیج بونے کا کام کرتی ہے، نظام مکتب اسلامی تعلیمات اور دینی احکامات سے واقف کرواتا ہے، بقول حسن بصریؒ: بچپن کی تعلیم پتھر کی لکیر کی حیثیت رکھتی ہے، **التعلم في الصغر كالنقش في الحجر**، مکتب کا قیام فرض عین ہے، ہندوستان پر انگریزوں کے قابض وتسلط ہونے کے بعد قائم کردہ الہامی وتجدیدی نظام ہے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرمایا کرتے تھے: ہمیں اپنے کسی عمل پر اعتماد و بھروسہ نہیں سوائے مکاتب کے قیام کے اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ اس کو ہماری نجات کا ذریعہ بنائے گا۔

عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ اگر دینی تعلیم بچوں کو دی جائے تو ان کا رشتہ اسلام سے جڑا رہے گا، فتنوں اور ارتداد والے ماحول میں بھی اپنا اسلامی تشخص باقی رکھیں گے۔

اس سلسلے میں نمونۂ اسلاف استادی ومرشدی حضرت مفتی ابوبکر جابر قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے قیمتی شہر، دیہات، اضلاع اور صوبوں میں کیے گئے بیانات کا ذخیرہ انٹرنیٹ پر موجود ہیں، (سہولت کے لیے کتاب کے اخیر میں لنکس محفوظ ہیں) جن کو نوجوان عالم دین میرے دوست مولانا محمد بلال اسعدی صاحب استاد مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم صدیقیہ نرمل نے اس موضوع سے متعلق ۱۳/ بیانات (جو مکتب کی اہمیت، استحکام کی ضرورت، مکاتب بالغات اور مستورات کے اہم اصول، سرپرستوں کے لیے ضروری ہدایات، مکاتب کے اساتذہ اور معاونین کی خدمت میں چند گزارشات اور مکتب کو خود کفیل بنانے کی مختلف شکلیں وغیرہ مضامین

پر مشتمل ہیں) منتخب کر کے اس کو تحریری شکل دی، کچھ عرصہ یہ مسودہ یوں ہی رکھا رہا، پھر مفتی صاحب کے حکم سے بندے نے اس پر کام شروع کیا، کام کی نوعیت درج زیل رہی۔

پروف ریڈنگ اور تصحیح کا حتی الامکان اہتمام رہا، املائی اغلاط سے پاک کرنے کی کوشش کی گئی، نیز رموز او قاف کی رعایت رکھی گئی۔

آیات و احادیث کی تخریج کا اہتمام کیا گیا، جا بجا حذف و اضافے سے کام لیا گیا، ذیلی عناوین کا اضافہ، تقریر کو تحریر کی شکل دینے کی پوری کوشش رہی۔

اس کتاب کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے میں اگر بندہ کامیاب ہے تو یہ محض اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے اور اس میں جو کمی کوتاہی ہے وہ بندہ کا قصور ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب میں کہیں غلطی پائیں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں، یہ آپ کا گراں قدر تعاون ہوگا۔

اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اس کو قبول فرما کر قاری اور راقم سب کے لیے ذخیرہ آخرت بنائیں۔ آمین

اس موضوع سے متعلق مزید ان کتابوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ تربیتی نصاب برائے مکاتب قرآنیہ
۲۔ خیر القرون کی درسگاہیں
۳۔ بچوں کی تربیت اور معیاری مکتب کی اصول
۴۔ منظم اور مؤثر مکاتب کے اصول و آداب
۵۔ تجدید مکاتب کیوں اور کیسے؟

سید آصف
خادم کہف الایمان حیدر آباد
۲۳ / ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ
27 / اکتوبر 2024، بروز اتوار

مکاتب کی اہمیت اورضرورت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم: یَاأَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَکُمْ وَأَھْلِیکُمْ نَارًا(۱)

مکتب کا پروگرام اور اسکولوں کا پروگرام جہاں پر چھوٹے بچوں کی تعداد زیادہ رہتی ہے، جہاں پر پیرنٹس اور سرپرست بڑی دلچسپی سے شریک ہوتے ہیں، بہت دور سے آتے ہیں، بہت دیر تک بیٹھتے ہیں، ہمت افزائی کرنا چاہیے، کتنی محنتیں ہوتی ہیں ایک پروگرام سجانے کے لیے، انعامات کے انتخاب کے لیے، بچوں کی تیاری کے لیے کھانے وغیرہ کی ضروریات کا انتظام کرنے کے لیے، اگر ہم شریک بھی نہ ہوسکے اور بچوں کا انعام لیا جانا بطور اعزاز کے بڑوں کے ہاتھ سے دلوایا جانا، اگر ہم وہاں پر بھی شریک نہیں ہوسکے تو واقعی بڑی بے حسی ہے، بڑی ناقدری ہے، بچوں کے چہرے پر کیسی خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، بچوں کی کیسے ہمتیں بلند ہوتی ہیں۔

مکتبی جلسوں کے مقاصد

جلسے بچوں کی محنت میں اضافہ کا ذریعہ بن جاتے ہے، ایک دوسرے سے مقابلہ اور کمپٹیشن کی کیفیت فضا بن جاتی ہے، جلسوں کے ہونے کی وجہ سے جو لوگ تعلیم اور تربیت میں دلچسپی لیتے ہیں انہیں اندازہ ہے، جنہیں اپنا بچپن یاد ہے انہیں اندازہ ہے کہ کس جلسے کے کس واقعہ نے جذبات بنادیے تھے اور زیادہ محنت کرنے کے، کون سا انعام اور کوشش کو تیز بنانے کا ذریعہ بن گیا تھا، آپ بھی اپنے بچپن کو سوچیں، وہ کمیٹیاں بڑی ہمت افزائی اور

---

(۱) التحریم:۶

تعریف کے قابل ہیں، وہ اساتذوں تحسین کے قابل ہیں کہ جن کی محنت کے اثرات کو ہم نے دیکھا ہے، ہم نے رزلٹ کو ان کی محنتوں میں دیکھا ہے۔

مکاتب کی اہمیت

مکاتب کی اہمیت ہر زمانے میں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، تابعین، تبع تابعین کے زمانے میں، بچپن میں حکمت سیکھو، بڑے ہونے کے بعد عمل کرو، بہت سی باتیں بچپن میں سمجھ میں نہیں آتی ہیں، عمر کے بڑھتے ہوئے اس کا فہم آدمی پر کھلتے چلے جاتا ہے۔

کتنا اہتمام تھا ہمارے بڑوں کے یہاں کہ جن تختیوں پر قرآن لکھواتے اس کو پاک پانی سے دھلواتے تھے، پاک گڑھے میں ڈلواتے، بے سروسامانی کا زمانہ، لیکن قرآن اور حدیث کا تقدس اور عظمت ان کے دلوں میں۔

اللہ کے ولیوں کے یہاں مکاتب کی اہمیت

سلسلۂ قلندریہ کے ایک بزرگ ہیں، مولانا اعجاز صاحب اعظمیؒ نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ لکھا کہ دیوان عبدالرشید کی موت کا وقت قریب آیا، فرمایا جب میں مرجاؤں تو میری قبر میں وہ پتھر لگانا، جس پر مکتب کے معصوم بچے اپنی جوتیاں اتارتے تھے، مجھے اس کی برکت سے امید ہے کہ اللہ تعالی قبر کے عذاب سے نجات دے دیں گے، اتنا بڑا اللہ کا ولی ہے، اور اس شخص کی نظر میں مکتب میں پڑھنے والے بچوں کے جوتے پتھروں پر رکھتے جاتے ہیں، ان پتھروں کو قبر میں لگانے کی وصیت فرمارہے ہیں۔

سمنون بن حمزہؒ بڑے فقہاء میں سے گزرے ہیں، ایک مرتبہ اللہ کی محبت میں مغلوب ہوکر نامناسب اشعار ان کی زبان سے نکلے "**ولیس فی سواک حظ فکیف ماشئت فامتحن**" اے اللہ! آپ کے علاوہ کسی میں دلچسپی نہیں ہے مجھے، آپ جیسے چاہے امتحان لے لیجئے، آزمائش مانگنا نہیں چاہیے، آنے پر راضی رہنا چاہیے، لیکن انہوں نے اللہ سے آزمائش مانگ لی، اللہ تعالی نے ان کے پیشاب کو روک دیا، اب جو اذیت اور تکلیف

ہوتی ہے مکتب کے بچوں کے پاس آتے تھے، بچوں! میرے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے اوپر رحم کھائے اوراس آزمائش سے مجھے نکال دیں، مجھے تکلیف سے نجات دیدیں۔

امام رازیؒ بڑے مفسرین، متکلمین میں سے گزرے ہیں، انہوں نے اس واقعہ کو نقل کیا، مولانا طلحہ صاحب کاندھلویؒ اپنے رسالوں کے اندر اس واقعہ کو نقل کیا کرتے تھے، ایک باپ کا انتقال ہوا، بہت ہی بری عادتوں میں تھا، قبر کے عذاب میں مبتلا، معافی چاہتا ہے، چھوڑ دئے جانے کی درخواست کرتا ہے، ایک مہینہ، دومہینہ، ایک سال گزر گیا، اس کے بعد اچانک فرشتوں نے اس کے اوپر سے عذاب کو ہٹالیا، اس نے پوچھا: آپ لوگوں کو میرے اوپر کیسے رحم آ گیا؟ آج آپ نے میری فریاد کیسے سن لی؟ فرشتوں نے کہا: تمہارے انتقال کے وقت تمہارے بیوی امید سے تھی، ولادت ہوئی، اور بچہ کی پیدائش کے بعد بچہ کچھ بولنے لگا اوراس کی ماں نے کسی مکتب کے استاذ کے پاس، کسی اللہ والے کے پاس بسم اللہ خوانی اس کی کروائی، بسم اللہ الرحمن الرحیم کہلوایا، اللہ تعالی کی رحمت جوش میں آ گئی کہ جس شرابی کا بیٹا مجھے رحمٰن کہتا ہو میں اس کے باپ کو اس قدر عذاب میں رکھوں، یہ میری شان رحمت کے خلاف ہے۔

ہمارے ملک کے ایک بزرگ فرماتے ہیں: رات بھر امت ایسے گناہ کرتی ہے کہ اللہ تعالی فجر کے قریب فیصلہ فرمادیتے ہیں، ہونے والی بدکاریوں کے نتیجہ میں اس بستی پر عذاب اتار دیا جائے، لیکن سویرے تہجد میں اٹھنے والے وہ بندے اور مسجد کی طرف جانے والے یہ چھوٹے چھوٹے پیر اور اللہ اللہ کہنے والے یہ چھوٹے چھوٹے بچے، اللہ تعالی کی رحمت ان بندوں کے اعمال کو دیکھ کر اپنے عذاب کو ہٹا دیتی ہے، یہ مکاتب چھتریوں کی طرح اللہ کے عذاب کو تھام لیتے ہیں، اللہ کے نیک بندے، شب بیداری کرنے والے امت کے اوپر برسنے والی ناراضگی کو سنبھال لیتے ہیں۔

ماہر استاذ کا انتخاب

ماہر استاذ کا انتخاب کیا جاتا، زبردست تجربہ کار کو نگران بنایا جاتا، بڑی عمر سے زیادہ، چھوٹی عمر کے پڑھانے والوں پر صبر زیادہ چاہئے تحمل زیادہ چاہئے ،نفسیات اور سائکلوجی کی مہارت زیادہ چاہیے، اگر ابتداء میں پڑھانے والے استاذ بدتمیز ہوں، بدزبان ہوں، سخت طبیعت ہوں تو پھر آدمی تعلیم سے متنفر ہوجاتا ہے، اسکول مدرسہ سے بدکنے لگ جاتا ہے، اوراگر تعلیم وتربیت میں نفسیات کا ماہر ہو، بچوں کے ساتھ بچہ بن جاتا ہو، صراحی جتنا جھک جاتی ہے اتنے برتن بھر جاتے ہیں، تھرماس جتنا جھک جاتا ہے اتنی پیالیاں بھر جاتی ہیں، اگراس قسم کے پڑھانے والے ہوں تو واقعی بچے شوقین ہوجاتے ہیں، نورانی قاعدہ بھی ہوتا ہے، ناظرہ خوانی بھی ہوتی ہے، اردو بھی جاننے کا شوق ہوتا ہے، مدرسہ کی طرف بھی متوجہ ہوجاتے ہیں، مکتب میں بیج بودئے جانے کی وجہ سے۔

مسجد کمیٹی والے مکاتب کے قیام پر خرچ کریں

ہمارے مساجد کی وہ کمیٹیاں جواس قسم کے کاموں میں حصہ لیتی ہیں، سچی بات یہ ہے کہ مسجد کی ایسیوں سے زیادہ، مسجد کی ٹائلس اوراس کے محراب وممبر کو چمکانے سے زیادہ مکاتب کا قیام ضروری ہے، کروڑوں کی مسجد بنانے سے زیادہ مکاتب پر خرچ کرنا ضروری ہے، عجیب قسم کا رواج چل پڑا ہے کہ مجھے اتنے کروڑ کی مسجد بنانی ہے، چاہے بستی میں ضرورت نہ ہو، چاہے امام صاحب کا قیام نہ ہو، چاہے مصلیوں کی اتنی تعداد نہ ہو، چاہے اس علاقہ کا تقاضہ نہ ہو، وہ شوق کو پورا کررہے ہیں، شریعت کے تقاضہ کو پورا نہیں کررہے ہیں، اپنے شوق کو تسکین پہنچا رہے ہیں، لیکن وہ حقیقت میں علاقہ کو کھڑا کرنے کا ذریعہ نہیں بن رہے ہیں، بندگان خدا بجائے ۱۵/۲۰/لاکھ کے ۱۰/لاکھ کی بنادو اور باقی رقم مکتب پر لگادو، مسجد کے خادموں کی خدمت پر لگاؤ، جس کے ذریعہ سے اعمال مسجد آباد ہوں گے، اگر ماربل کی مسجد نہ بنیں، درخت کے نیچے مکتب قائم ہوجائے، اگر (AC) کی مسجد نہ بنیں لیکن چبوترے پر مکتب قائم ہوجائے، کسی کوٹھے میں اور کسی چھت پر مکتب قائم ہوجائے تو علاقہ

لہلہا جائے گا، بچوں کے کلمے درست ہو جائیں گے، عقیدے محفوظ ہو جائیں گے، کچھ اسلامی زندگی کی ہدایات ان بچوں کے سامنے آجائیں گی۔

کسی خدمت کو ہلکا نہ سمجھیں

ہمارے پڑھانے والے اساتذہ کبھی مکتب کے کام کو چھوٹا نہ سمجھئے، عجیب بات ہے آدمی عالمیت کی کتابوں کو پڑھانا، دورۂ حدیث کی کتابوں کے پڑھانے کو بڑا کام سمجھتا ہے، مکتب کے پڑھانے کو بڑا کام نہیں سمجھتا ہے، ہمارے اکابر میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ہمارے اکابر کے سید الطائفہ ہیں، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ کے شیخ ہیں، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے شیخ نور محمد جھنجھانویؒ وہ ایک مکتب کے استاذ تھے، مکتب پڑھایا کرتے تھے، لیکن روحانیت اور اخلاص کی وہ بلندیاں کہ حاجی صاحبؒ نے ان سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کیا۔

حضرت مولانا یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں: کہ بخاری پڑھانے والا شاید اپنی نیت کے بگاڑ کی وجہ سے اللہ کے یہاں بچ نہ پائے، لیکن نورانی قاعدہ پڑھانے والے کے بارے میں بڑی امید ہے، کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اس کے انکساری اور بے نفسی کی وجہ سے اس کا بیڑا پار کردیں گے، اور اس کو قبول فرمالیں گے۔

مکتب پڑھانے والے معلمین کی قدر واہمیت

ہمارے حضرت شاہ جمال الرحمن صاحب فرماتے ہیں: کہ بخاری پڑھنے والے بچوں کو بھی یاد کرنا چاہیے کہ الفابیٹس پڑھانے والے، حروف تہجی پڑھنے والے استاذ کا احسان ہے کہ اگر حروف تہجی پڑھانے والا نہ پڑھاتا تو آپ بخاری پڑھانے کے قابل نہ بنتے، مشکوٰۃ پڑھنے کے قابل نہ بنتے، بڑی کتابیں پڑھنے کے قابل نہ بنتے، یہ الفابیٹس سکھانے والے استاذ کا احسان زندگی بھر پڑھی جانے والی ہر تحریر میں اسے اجر ملے گا، پڑھی جانے والی ہر کتاب میں ناظرہ اور نورانی قاعدہ پڑھانے والے کو ثواب ملے گا کہ ابتدائی

تعلیم، بنیادی تعلیم اسی نے دی ہے۔

ہماری نظر اجر پر ہو

ہماری نگاہ اجرت پر نہیں اجر پر رہتی ہے، اجرت تو تھوڑی ہے اجر زیادہ ہے، اجرت دینے والے کیا دیں گے، اجر دینے والا اللہ ہے، اور روزی صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی کو گڈیاں مل جائیں، روزی صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی کو سونے چاندی کے تولے کے تولے مل جائیں، روزی یہ بھی ہے، بلکہ اس سے بڑی روزی ہے کہ اللہ دل کا چین دے دے، حقیقی روزی ہے اللہ گناہوں سے بچا دے، بڑی حقیقی معنوی روزی ہے کہ مسجد کے ماحول میں وقت گزر جائے، پاکیزہ بیویاں مل جائے، صحت مند، نیک صالح، نیک نسل مل جائے یہ بھی حقیقی اور معنوی روزی ہے جو مادی روزی کے مقابلہ میں، چیزوں، پیسوں کے مقابلہ میں زیادہ قیمتی ہوا کرتی ہے۔

پڑھانے والوں کو چاہیے کہ شفقت سے پڑھائیں: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (۱) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی خاص رحمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے حق میں نرم ہوگئے، دیہاتی مسجد میں پیشاب کر دیتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً روکنے سے منع کیا، پیشاب رک جائے گا تو اور بڑی پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا، پانی بہادو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مسجد ہے، یہاں ادب کیا جاتا ہے، وہ دیہاتی اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا، میں بہترین انسان کے پاس سے آیا ہوں۔

بچوں کی ذہن سازی اور حوصلہ افزائی کریں

آپ نے کرسچن مشنریز کے اسکولوں کو دیکھا کہ نرسری سے لے کر دسویں تک، کالجوں، اور یونیورسٹیوں کے مقابلہ میں، یہ پرائمری سے لے کر کالج تک کی پڑھائیاں اسی لئے دیتے ہیں کہ اس عمر میں بچہ ہمارے پاس رہے گا تو عیسائی بن جائے گا، رٹانے سے

---

(۱) آل عمران:۱۵۹

زیادہ ذہن سازی پرتوجہ ہو، رٹانے سے زیادہ تہذیب دلانے پرتوجہ ہو، اگر یہاں استاذ نے دعائیں پڑھادیا گھر میں ماں باپ نے عمل نہ کیا، سنتیں یاددہانی کردی گئی، لیکن ماں باپ خود اپنے آپ کوعمل نہیں کروایا تو بچے اس پرعمل نہیں کرتے جوانہوں نے پڑھا ہے، بلکہ بچے اس کی نقالی کرتے ہیں جوانہوں نے ماں باپ کوکرتے ہوئے دیکھا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ بعض ملکوں میں مثلاً شام، عراق، رشیہ، ترکی میں، جہاں پر مسلمانوں کو کاٹا گیا، بم برسائے گئے، خانہ جنگیاں مسلط کردی گئیں، جیلوں میں بند کردیا گیا، مسلمان ہے کہ ارتداد قبول نہیں کرتا، مسلمان ہے کہ کفرنہیں بکتا، کیا وجہ ہے؟ ایک سائنسدان کھڑا ہوا، اس نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد سب سے پہلی آواز ان کے پاس اذان کی سنائی جاتی ہے، اور یہ اذان واقامت کا پیغام بچوں کے دل میں گونجتا ہے، کان کے راستہ سے جڑ پکڑ جاتا ہے، پوری زندگی میں اس کی برکتیں، اس کے اثرات رہتے ہیں، اسی وجہ سے بہت کم تعداد ہے جو بہت کم مرتد ہوتی ہے،، بہت بڑی تعداد ہے کمزور ایمان والے ہونے کے باوجود وہ اپنے ایمان پر مرنا چاہتے ہیں، آدمی سن کر زیادہ سیکھتا ہے، اسی طریقہ سے کوشش کی گئی ایسے ہاسپٹل کے اندر کہ پہلے اذان کی آواز نہیں، میوزک کی آواز پہنچے تاکہ بچوں کے ذہن ودماغ میں اللہ کی بڑائی کی کوئی گونج پہنچ نہ پائے، اگر ہم مسجد میں مکتب کے اوقات میں، آنے والے بچوں پر صبر کرنا نہیں چاہتے ہیں، ان کو چاکلیٹ، بسکٹ دے کر ہمت افزائی نہیں کرنا چاہتے ہیں، تو اس کا مطلب ہم اپنی اولاد کو چبوتروں کے حوالہ کرنے پرراضی ہوچکے ہیں، ہم اپنے بچوں کوفون والے ہونے پرراضی ہوچکے ہیں، ہم بچوں کو بری عادتوں کے حوالے ہونے پرراضی ہوچکے ہیں۔

اہل وعیال کووقت دیں

میرے عزیزو! محبت بانٹنے والے بنو، اگر ہم نے گھروں میں محبت دے دی، اپنی بیٹیوں، بیٹوں، بیویوں اورشوہروں کو، توسڑکوں پر یہ محبت تلاش نہیں کریں گے، یہ بازاروں

میں فیس بک، واٹس ایپ کی نالیوں میں محبت تلاش نہیں کریں گے، اگر ہم نے گھروں میں محبت دیدی کتنے گھرانے وہ ہیں آم نہ آئے تو کمی محسوس ہوتی ہے، گوشت نہ آئے تو کمی محسوس ہوتی ہے، لیکن ہفتوں گزر جاتے ہیں اپنی اولاد کے ساتھ بیٹھنے کا موقع تک نہیں ملتا ہے، یہ کہنے کو تو کسی کا واقعہ ہے لیکن تقریبا گھروں کی یہی زمینی صورت حال بن چکی ہے۔

ایک ٹیچر نے پوچھا: بیٹا! کیا بننا چاہتے ہو، کوئی کہتا ہے انجینئر، کوئی کہتا ہے ڈاکٹر، کوئی کہتا ہے عالم، کوئی کہتا ہے پائلٹ، کوئی کہتا ہے بزنس مین، اور کوئی کہتا ہے میں اسمارٹ فون کا اسکرین بننا چاہتا ہوں، ٹیچر نے اس پرچی کو دیکھا رونے لگ گئی، اپنے گھر آئی اور اپنے شوہر کو وہ پرچی دے کر کہا: کہ یہ ہمارا بچہ ہے، اس نے اس سوال کے جواب میں تم کیا بننا پسند کرو گے؟ اس ہمارے بچے نے لکھا ہے کہ میں اسمارٹ فون کا اسکرین بننا چاہتا ہوں، میرے ماں باپ جتنا اسمارٹ فون کے اسکرین کو وقت دیتے ہیں مجھے نہیں دیتے ہیں، اسکرین پر جتنی نگاہیں ان کی گھڑی رہتی ہیں، اتنی نظر محبت تو مجھ پر نہیں پڑتی ہے، کاش! میں انسان نہ بنتا اسکرین ہی بن جاتا تو کم از کم ان کی نظر محبت اور نظر شفقت تو مجھے مل جاتی، یہ معاشرے کی ایک مثال ہے، جو ہماری بے حسی کو بتلاتی ہے، ہماری زندگی کی بے ترتیبی کو بتلاتی ہے، ہمیں اس روش کو بدلنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

جو دنیا میں ماہرین تربیت ہیں انہوں نے لکھا کہ گھر کا اصول بناؤ کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک فون استعمال کریں گے، جب ہم سب بیٹھیں گے فون لے کر نہیں بیٹھیں گے، جب ہم سوجائیں گے فون ایک جگہ پر جمع کر کے سوجائیں گے، تاکہ ہمارے دوسرے کام خراب نہ ہوجائیں، یہ ذہنی انتشار، یہ کاموں کی بے ترتیبی اور پتہ نہیں کہاں کہاں پر ہم نقصان جھیل رہے ہیں، تجارت میں جھیل رہے ہیں، ملازمت میں نقصان جھیل رہے ہیں، صحت تباہ ہوگئی، بیوی شوہر کا اعتماد اٹھ گیا اور نگاہیں کمزور، نیند کی کمی اور پتہ نہیں کون کون سی شعائیں ہیں جو اندر کے سیلز کو بگاڑ دیتی ہے، بانجھ کر دیتی ہیں۔

والدین پہلے خود کو بدلیں

ساری دنیا کے اندر جو ماں باپ اپنے آپ پر قابو نہیں پانا چاہتے ہیں وہ اپنی اولاد پر کبھی قابو نہیں پا سکتے ہیں، جو ماں باپ اپنے آپ کو بدلنا نہیں چاہتے ہیں وہ اپنی اولاد کو بدلنے کا خواب دیکھنا چھوڑ دیں، یہ نہیں ہوسکتا میں تو کسی بری عادت میں رہوں اور میری اولاد اس عادت میں نہ رہے، اب عمر چھوٹی ہے، اب جسم کمزور ہے، شاید ہماری دھاگ اور ہمارے ڈنڈے سے بچہ چپ ہوجائے لیکن کل وہ جب بڑا ہوجائے گا اور جب اس کو یہ گناہ کے سارے سامان مل جائیں گے، تو پھر وہ ہمیں آنکھ دکھلانے اور ہمارے کسی قسم کے دباؤ کو قبول کرنے والا نہیں ہے۔

نیو ایجوکیشن پالیسی کے نقصانات

ہمارے ملک کے اندر نیو ایجوکیشن پالیسی، جس پالیسی کے ۴۸۵ر پیج میں سب کچھ لکھا گیا، ہندوانہ کلچر، بھارتی کلچر کے نام پر مسلط کرنے کے پورے فیصلے ہو چکے اور اس سلسلہ کا پورا نظام بنا دیا جا چکا، مورتیوں کی شکل میں کھلونے بھی دیے جائیں گے، ڈرائنگ بھی دی جا رہی ہے مورتیوں کی صورت میں اور اسی طریقے سے مغلیہ سلطنت اور مسلمانوں کے دورِ حکومت ۷۰۰ر سالہ مٹا دئے جائیں، ٹیپو سلطانؒ کو ظالم وخونخوار بنا کر پیش کیا جائے، اورنگ زیبؒ کو مندریں ڈھا کر مسجدیں بنانے والا ظالم جلاد بنا کر تاریخ کو بگاڑ دیا جائے، ایسی ایجوکیشن پالیسی کہ جس میں لڑکے، لڑکیوں کو مخلوط بٹھا دیا جائے، ایسی ایجوکیشن پالیسی کہ جس میں ۳ر ہزار سال پہلے یہاں کی برہمن تہذیب، منووادی والی تہذیب اور منو سمرتی وغیرہ کتابوں کی تہذیب پڑھائی جائے، جس میں عزتیں برہمن کو ملیں گی، شودر شودر ہی رہے گا اور اعلی عہدے برہمن کو ہی ملیں گے، چھوٹی ذات کو نہیں ملیں گے۔

ذہنی غلام بنا دیا جائے گا، اور ۱۵ر ۲۰ر سال کے اندر آنے والی نسل پوری ہندو بن جائے گی، یہ یقینی بات ہے، یہ کوئی اندیشہ نہیں ہے، یہ کوئی امکان نہیں ہے، یہ کوئی دھمکی

نہیں ہے، تعلیم بدل دی جاتی ہے ذہن بدلنے کے لیے، تعلیم بدل دی جاتی ہے پورے ملک کے نظام کو بدلنے کے لیے، یادرکھیں ماب لنچنگ کے واقعات چھوٹے ہیں، فسادات کے واقعات چھوٹے ہیں، مہنگائی کا صدمہ چھوٹا ہے، پرائیویٹزیشن بہت چھوٹا واقعہ ہے؛ لیکن ایسی ایجوکیشن پالسی مسلط کردیا جانا کہ جس سے ذہن ودماغ برین واش کردی جائے یہ ساری آزمائشوں سے بڑی آزمائش ہے۔

ہمارے سامنے درپیش چیلنجز

ہمارے لیے چیلنج سی اے اے نہیں ہے، ہمارے لیے چیلنج اپنی شہریت سٹیزن شپ کا بچانا نہیں ہے، بلڈوزروں سے اپنے گھر کو محفوظ رکھنا نہیں ہے، ہمارے لیے چیلنج اپنی نسلوں کے ایمان کو بچانا ہے، میرا بیٹا سودا نہیں کرسکتا، میری بیٹی غیر مسلم کے ساتھ نہیں بھاگ سکتی، میرا بیٹا کفریہ نعرے سوریا نمسکار، چاند سورج کی پوجا اور وندے ماترم نہیں پڑھ سکتا، زبان سے پڑھ لے گا تو کیا ہوگا، دل میں تو توحید ہی ہے، کتنے ذہن ارتداد کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو چکے ہیں، میری اور آپ کی کیا حیثیت ہے، حضرت ابراہیمؑ عراق کو چھوڑا، مصر کو ٹھکرایا، بچے کو ذبح کرنے کے لیے تیار، شہزادہ اور بیوی کو لق و دق مکہ کے میدان میں چھوڑنے کے لیے آمادہ، ویسے حضرت ابراہیمؑ اپنی اولاد کے ایمان کے بچانے کے لیے فکر مند، حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کے لیے مانگا، اے میرے رب! میری اولاد کو مورتی پوجا سے بچا، وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ(۱)

مصری تہذیب بہت بڑی تہذیب تھی، حضرت یوسفؑ بھی نبی ہیں، کریم ابن الکریم باپ بھی نبی ہیں، یعقوبؑ دادا اسحاقؑ بھی نبی ہیں، پردادا ابراہیمؑ بھی نبی ہیں، نبیوں کی گود میں پلے ہیں، خود بھی نبی ہیں، اتنا طاقتور ایمان ہے، سورۂ یوسف کے اخیر میں دیکھو، حضرت یوسفؑ کا غم کیا ہے:

---

(۱) ابراہیم:۳۵

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ(۱)

بے حسی کی زندگی نہ گزارو، غفلت کی زندگی قوم شعیبؑ کی طرح نہ اختیار کرو، هَذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا (۲) بادل برسنے کے لئے آیا ہے، اللہ نے بادلوں کے ذریعہ سے آگ برسائی، حضرت یونس کی قوم کا طریقہ اپناؤ، منصوبہ بندی کرو، علماء کے مشورہ پر عمل کرو، توبہ کی طرف آؤ، استغفار کی طرف آؤ، اللہ تبارک وتعالی نے حضرت یوسفؑ کی دعا کو نقل کیا۔ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (۳)۔ اے اللہ! ایمان کی حالت میں موت عطا فرما، اور نیک بندوں کے ساتھ حشر فرما!

پہلے خود کو بدلنے کی ضرورت

آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ایسی ایجوکیشن پالیسی کے بعد کالجوں میں آپ کے بچے مسلمان باقی رہیں گے، ہندو میتھوڈالجی پڑھنے کے بعد کیا اس ثقافت کو ان کا ذہن قبول نہیں کرے گا، ایک مرتبہ، دو مرتبہ، تین مرتبہ، چار مرتبہ ایک آدمی کو جب چور کہا جاتا ہے تو سننے والا اس کے چور ہونے کا یقین کر لیتا ہے، اگر اس زمانہ میں آپ نے اپنے اسکول قائم نہیں کئے، شکایت کرنا چھوڑ دو، آٹھ سال سے حکومتوں کو گالیاں دینا، حکومتوں کی سازشوں کے خلاف احتجاج کرنا، واٹس آپ پر میسیج فارورڈ کرنا، اتنا ہی کر سکتے ہو، اپنا گھر نہیں چھوڑ سکتے، ایک رسم چھوڑ نہیں سکتے، ایک فضول خرچی سے توبہ نہیں کر سکتے، ایک آنسو نہیں بہا سکتے۔

اپنے دلوں کے مردہ ہونے کا یقین کر لو، کرونا کے ان لاوارث لاشوں کے منظر کو بھول گئے، کرونا کے بغیر دفنائے سڑکوں پر چھوڑے جانے والے جنازوں کو بھول گئے، اور ڈیڈ

---

(۱) یوسف:۱۰۱

(۲) احقاف:۲۴

(۳) یوسف:۱۰۱

(۲)احقاف:۲۶

بوڑیوں کے بدلنے کے واقعات کو بھول گئے، یہ کیسے مردہ دل ہیں کہ ان کو حج کا فرض ہونا یاد نہیں آتا، ان کو قربانی کا واجب ہونا یاد نہیں آتا، جن کو اپنی قضاء نمازیں یاد نہیں آتی، جن کو اپنے قضاء روزے یاد نہیں آتے، اس موت کے منظر نے بھی اگر ہم کو نہیں بدلا، اگر اس قیامت کے بے وفائی کے منظر نے بھی ہماری زندگی سے ایک گناہ کم نہ کیا، میں اپنی بات نہیں کہہ رہا ہوں، ملک کے بڑے مفکر کی بات کہہ رہا ہوں، اپنے بارے میں سمجھ لو کہ حقیقی موت پر بھی کلمہ نہیں ملے گا، اپنے بارے میں سمجھ لو حقیقی قیامت میں بھی اللہ کی نظر کرم نہیں ملے گی۔

میرے عزیزو! جو اپنا گھر نہیں بدل سکتے وہ پارلمنیٹ کو کیا بدلیں گے، جو اپنے پانچ فٹ کے جسم پر شریعت کو زندہ نہیں کر سکتے، وہ پوری عدالتوں میں شریعت کو کیا زندہ کریں گے، جو اپنے اندر کے فرعون پر قابو نہیں پاسکیں ہیں وہ باہر کے فرعون پر کیا قابو پاسکے گے، جتنا راستہ دین پر چلنے کا کھلا ہے اتنے راستہ پر چلنا نہیں چاہتے ہیں، تو جو راستہ بند ہے وہ راستہ ہمارے لئے کیسے کھولا جائے گا، ہمیں بہت سوچنے کی ضرورت ہے، بہت بدلنے کی ضرورت ہے۔

بالغات کے مکاتب اور بالغین کے مکاتب، کمیٹی کے لوگ اپنا قرآن درست کریں، خطابت مؤثر بنائیں، درسِ قرآن، درسِ حدیث اور خطابت میں اسلام پر اعتراضات کے جوابات دئے جائیں، اسی طرح کے اعتراض صرف کسی ایک تنظیم کا اعتراض نہیں رہا بلکہ وہ ایک ایک چبوترے کا اعتراض، ایک ایک کالج کا اعتراض، ایک ایک ذہن کے اندر ابلنے، سسکنے، سلگنے والا اعتراض بن چکا ہے، اپنے بچوں کو اسلامی تاریخ، اسلامی جغرافیہ، قرآن کی ۲۴ ر آیتیں، اسلام کے جہاد کا حقیقی پیغام، غیروں کے پروپیگنڈے کا جواب، یہ سب کا مجھے اور آپ کو اپنی نسلوں کے لئے کرنا ہوگا، اصل سبق یہ ہے، شکایت سے حالات نہیں بدلتے، کوششوں سے حالات بدلتے ہیں، صرف لیڈروں کے بدلنے سے حالات نہیں بدلتے، کیا ہوگا اگر وزیر اعظم میں کل سے بدل دوں، آپ کے میرے گھر میں کیا شرعی پردہ زندہ ہوجائے گا، کیا دکانوں سے نیم برہنہ ننگی کلائیوں، ننگی ٹانگوں والا لباس

ختم ہوجائے گا، کیا فرقہ پرست تنظیمیں ختم کردی جائیں،نہیں نہیں ہماری نفسانی رکاوٹیں بڑی ہیں قانونی رکاوٹوں کے مقابلہ میں، قانونی رکاوٹ چھوٹی ہے نفسانی رکاوٹ بڑی ہے، قانون تو میری بہن کو میراث نہیں دے گا، کوئی پارٹی تو مجبور نہیں کررہی ہے جوڑے کی رقم کھانے کے لئے، کوئی RSS کا آدمی تو نہیں کہہ رہا ہے میری بچی کو بوڑھی کرنے کے لئے، نکاح وقت پر کرنے سے کون روک رہا ہے، یہ میرے اپنے نفس کی جہالت ہے، میری نفسانیت سے زیادہ خطرہ ہے حکومت کے مقابلہ میں، میرے عزیزو! حالات اتنے نہیں بگڑے ہیں، جتنا ہم بگڑا ہوا سمجھ رہے ہیں، جتنا بگڑا ہوا بتلایا جارہا ہے۔

حالات بدل سکتے ہیں

میرے عزیزو! میرے بدلنے سے حالات بدلیں گے، تحمل کے بدلنے سے حالات بدلیں گے، دنیا تو گزر گئی آخرت کا کیا ہوگا، وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ(۱) قبر کا کیا ہوگا، یہاں کی ذلتیں نہ جھیلی جائیں گیا، آخرت کی ذلیتیں کیسی جھیلی جائیں گی، یہاں پیٹے جانے کے ویڈیو دیکھ کر سائیکالجک پیشنٹ بن گیا، جہنم کے عذاب کیسے جھیلے جائیں گے، ہمیں اگر اسلام سے محبت ہے، اگر ہم اسلام کا غلبہ چاہتے ہیں، اپنی حفاظت نہیں، اپنی جائیداد کی حفاظت نہیں، اپنی نوکریوں کی حفاظت نہیں، اپنی سٹیزن شپ کی حفاظت نہیں، اگر ہم واقعی اسلام کی حفاظت چاہتے ہیں تو اتنا اسلام پر چل کر بتلائیں کہ جتنے اسلام پر چلنے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں، فجر پڑھنے سے کس نے روکا میرے نفس نے روکا، نیند سے تمہیں پیار ہے، اللہ سے کہاں پیار ہے، کون سے ۱۰۰ر گھروں میں فجر کے نمازی کوئی مل جاتے ہیں، ہفتوں میں پورا گھر فجر پڑھتا ہو، پتہ نہیں کونسا گھر ہوتا ہوگا ہزاروں، لاکھوں میں کہ جس میں پورا گھر فجر میں اٹھ جاتا ہو۔

فرائض کی ادائیگی کا اہتمام

---

(۱) الرعد: ۳۴

میرے عزیزو! اللہ تبارک وتعالی نے ایک موقع عطافرمایا، حج فرض ہے، چار لاکھ کی رقم میرے پاس، پانچ چھ لاکھ کی رقم میرے پاس ہے، اگر اس کے بغیر مرگیا، یہودی بن کر مرجائے گا، عیسائی بن کر مرجائے گا، اس لئے اپنے فریضۂ حج جانے والے سیکھ کر جائیں، اور جن پر واجب ہوگیا اب ہمت کریں، پیسے جمع کریں، آئندہ آنے والے سال اور مہنگائی بڑھے گی، عمر ڈھلتی جائے گی، مہنگائی بڑھے گی، صحت ڈھلتی جائے گی، اس لئے اپنے فریضۂ حج کی ادائیگی کا غم۔

اور قربانی! قانون کی خلاف ورزی نہیں، لیکن قانون کا پورا لحاظ کرتے ہوئے، واجب قربانی کی ادائیگی کا غم، کوئی حدیث ایسی سخت نہیں ہے "**فلا یقربن مصلانا**" قربانی کی طاقت کے باوجود قربانی نہ دے، میری عیدگاہ کے قریب نہ آئے، بہو پر الگ قربانی واجب ہے، بیٹے پر الگ قربانی واجب ہے، اڑیسہ کے علاقہ میں قربانی دو، اور بہار کے علاقہ میں قربانیاں دو، یہ ختم نبوت کے علماء، مکاتب چلانے والے علماء ان کے پاس جاؤ، یہ قربانی نہیں کہ میں نے آپ کے پاس ایک ٹانگ بھیجی، آپ نے میرے پاس پائے بھیج دئے، یہ اپنی نیکی بنانے کا راستہ نہیں ہے، ان علماء سے کہو آندھرا کے آخری دیہات میں، بنجر علاقوں میں، وہاں جانور ذبح کرادیجئے، جہاں قربانی ہی ان کے اسلام کی علامت ہے، عید کا کھانا ہی ان کے اسلام کی علامت ہے۔ اللہ تعالی علم وعمل کی توفیق عطافرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مکاتب کے قیام واستحکام کی ضرورت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ مَا لَمْ تَظْهَرْ فِيكُمْ سَكْرَتَانِ، سَكْرَةُ الْجَهْلِ، وَسَكْرَةُ حُبِّ الْعَيْشِ، وَأَنْتُمْ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَإِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ حُبُّ الدُّنْيَا فَلَا تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَا تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَا تُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، الْقَائِلُونَ يَوْمَئِذٍ بِالْكِتَابِ، وَالسُّنَّةِ كَالسَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ. (۱) **أو كما قال عليه السلام**

شریعت پر عمل میں ہی نفع ہے

میرے عزیزوں اور دینی بھائیوں! اللہ تعالی نے ہمیں بہترین شریعت عطا فرمائی:

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۲)

اس شریعت پر چلنے میں ہی ہمارا نفع ہے، ساری انسانیت کا نفع ہے، بنانے والا اللہ جانتا ہے کہ بنی ہوئی چیز کیسے اچھی رہے گی، کیسے بگڑ جائے گی، کار کا بنانے والا جانتا ہے کہ اس میں ڈیزل زیادہ جائے گا تو یہ کار صحیح چلے گی، پٹرول ڈالا جائے گا تو یہ خراب ہوجائے گی، اتنے کلومیٹر چلنے کے بعد آیل چینج کرنا پڑے گا، اگر آیل چینج نہیں کیا گیا، بنانے والے کی بات نہیں مانی گئی، تو گاڑی خراب ہوجائے گی، بیٹھنے والے کا بھی نقصان ہوگا، بنانے والے اللہ نے

(۱) مسند بزاز، حدیث نمبر: ۲۶۳۱

(۲) الجاثیہ: ۱۸

ہمارے لئے کچھ کام کرنے کے بتلائے ہیں، اور کچھ کام بچنے کے بتلائے ہیں، اگر ہم بنانے والے اللہ کی فرمانبرداری کریں گے تو ہماری گاڑی جنت کی منزل تک پہنچ جائے گی۔

ایک بڑے بزرگ مولانا سعید احمد خان صاحب مہاجر مکیؒ تھے، وہ مثال دیا کرتے تھے کہ جیسے گاڑی کا ہر پرزہ اپنی جگہ پر آجائے تو گاڑی چلنے لگ جاتی ہے، ہیڈ لائٹ کی جگہ پر ہیڈ لائٹ آجائے، ٹائیر کی جگہ ٹائیر آجائے، اسٹیرنگ کی جگہ پر اسٹیرنگ آجائے گاڑی چلنے لگ جاتی ہے، قرآن کی جو آیتیں میری زندگی کے جس حصہ سے متعلق ہے، جو آیتیں میری آنکھ سے متعلق ہے آنکھ میں آجائے، قرآن کی جو آیتیں کان سے متعلق ہے کان میں اللہ کے احکام زندہ ہوجائیں، اور اگر ہیڈ لائٹ کی جگہ ہیڈ لائٹ نہیں لگایا، ٹائیر کی جگہ ٹائیر نہیں لگایا گاڑی آگے بڑھنے والی نہیں ہے، شریعت کا جو حصہ شادی میں آنا چاہیے شادی میں آجائے، شریعت کا جو حصہ، دین کا جو حصہ خلع طلاق میں آنا چاہیے خلع طلاق میں آجائے تو گاڑیاں منزل تک اطمینان سے پہنچ جائیں گی۔

دل خدا کی محبت کے لیے ہے

یہ دل اللہ نے اپنی محبت کے لئے بنایا ہے، جیسے یہ پیٹ کھانے کے لئے بنایا ہے، اگر میں اس پیٹ میں بجائے کھانے اور سوکھی روٹی کے تھوڑا سا لوہا ڈال دوں، تھوڑا سا پیپ نگل لوں تو کتنی تکلیف ہوتی ہے، آدمی بے چین ہوجاتا ہے، پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے کھانے کی جگہ میں لوہے کا ذرہ کیسے آگیا، ایسے ہی یہ دل اللہ کی محبت کی جگہ ہے، اگر اللہ کے غیر کی محبت کا تھوڑا سا بھی لوہا آجائے گا تو یہ دل بے چین ہوجائے گا، اس دل میں آنے کی چیز صرف اللہ کی محبت ہے، جیسے آدمی پاخانہ سے نفرت کرتا ہے، ویسے گناہ سے نفرت کرنے لگ جائے، جیسے آدمی گندگی سے نفرت کرتا ہے ویسے سود اور شراب سے نفرت کرنے لگ جائے:

وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ (۱)

---

(۱) الحجرات:۷

اے اللہ! کفر وشرک اور گناہ کی نفرت میرے دل میں ڈال دیجئے"حبب إلینا الإیمان" گناہ کو چھوٹا مت سمجھئے،نیکی کو بھی چھوٹا مت سمجھئے،کوئی نیکی چھوٹی نہیں ہے،کوئی گناہ چھوٹا نہیں ہے،آدمی جب گناہ کو چھوٹا سمجھتا ہے تو کر لیتا ہے،نیکی کو چھوٹا سمجھتا ہے تو چھوڑ دیتا ہے،اس لئے علماء نے کہا،لاصغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار.(۱)

صغیرہ گناہ پر اصرار

جو چھوٹا گناہ بار بار کیا جاتا ہے وہ بڑا ہو جاتا ہے اور بڑے گناہ پر رویا،دھویا جاتا ہے تو وہ چھوٹا ہو جاتا ہے،اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں،کوئی آدمی چھوٹی سی چنگاری نہیں رکھ لیتا چھوٹی ہی تو ہے،چھوٹے بچھو اور سانپ کو نہیں رکھ لیتا چھوٹا ہی تو ہے،تھوڑا زہر کھانے،پانی میں نہیں ڈال لیتا تھوڑا ہی تو ہے،لیکن گناہ کو چھوٹا ہونے کی وجہ سے کرتا ہے،چھوٹے سانپ،بچھو،تھوڑے زہر سے بچنے کی فکر ہے،لیکن چھوٹے گناہ سے بچنے کی فکر نہیں،گناہ کی مثال کھجلی کی طرح ہے،آدمی جتنا کھجاتا جائے گا زخم گہرا ہوتا جائے گا اور وہ زخم اس کے بیماری کے بڑھنے کا ذریعہ بن جائے گا،آدمی جتنا گناہ کرتا جائے گا، اتنا گناہ کا رسیہ ہوتا جائے گا،گناہ کی لت لگتی جائے گی،پھر اس کے بعد آدمی کو گناہ سے توبہ کی توفیق نہیں ملتی،جیسے کھجلی کے بیمار کی انتہاء زخم کا گہرا ہو جانا ہے،ویسے ہی گناہ کی انتہاء اس گناہ میں مر جانا ہے۔

آدمی کا نفس بدترین قسم کا دشمن ہے،دنیا کے دوسرے دشمنوں کو کھانا،پانی کھلا دیں،پیسے دے دیں تو دشمنی کم ہو جاتی ہے،لیکن انسان کا نفس اتنا بدترین قسم کا ہے کہ جتنا گناہ کرواؤ اور گناہ کرنے کے لئے کہتا ہے،جب تک کہ جہنم میں نہ ڈال دئے جاؤ،فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ.(۲) شیطان کہے گا مجھے برا بھلا مت کہو،اپنے آپ کو برا کہو،میں نے بھی تمہیں دعوت دی،نبیوں نے بھی تمہیں دعوت دی،تم نے میری دعوت کو مانا،نبیوں کی

(۱) کنز العمال حدیث نمبر:۱۰۲۳۸

(۲) ابراہیم:۲۲

دعوت کوٹھکرایا، یہ تمہاری بدقسمتی ہے، یہ تمہاری بدعملی ہے، گناہ کو چھوٹا کہنا، نیکی کو چھوٹا جاننا، پتہ نہیں نیکیوں کا پلہ جھکانے کے لئے یہی نیکی کام آجائے، اور پتہ نہیں گناہ کا پلہ جھکانے کے لئے یہی گناہ آڑے بن جائے۔

جہالت بڑا گناہ ہے

میرے عزیزو! شریعت کی پابندی میں خیر ہے، اور گناہ کرنے میں کوئی نفع نہیں ہے، گناہ میں سراسر نقصان ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے اسے حرام کردیا ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے اسے منع کردیا ہے، جب تک آدمی گناہ سے بچنے کا ارادہ نہیں کرتا اس وقت تک گناہ سے بچ نہیں سکتا، جب تک آدمی گناہ کو گناہ یقین نہیں کرے گا اس وقت تک اللہ تعالی کے سامنے گڑگڑا کر منت نہیں کرے گا، جہالت بڑا گناہ ہے، جہالت بدترین قسم کی بیماری ہے، جہالت اندھیرا ہے، جہالت ساری بیماریوں کو پیدا کرتی ہے، قرآن سے جہالت، حدیث سے جہالت انسانوں کے زندگی کے ایک ایک قدم کو تباہ کردیتی ہے، علم کی طرف آؤ، "**انما العلم بالتعلم**" کہ علم تو محنت سے آتا ہے، علم تو قرآنی مجاہدہ سے آتا ہے، علم حاصل کرو جہالت کے اندھیرے ختم ہوجائیں گے، کسی جنگل کے کمرہ میں سانپ بچھو ہیں، ساری زہریلی چیزیں ہیں، اندھیرا ہے، بچنے کا طریقہ کیا ہے، چراغ جلادیا گیا، بلب روشن کردیا گیا، اس کمرہ کے اندر کی زہریلی چیزیں، نفع کی چیزیں نظر آرہی ہیں علم کا چراغ لگ جائے گا تو میری بیٹی کو پتہ چلے گا کہاں طلاق لینا ہے، کہاں خلع نہیں لینا ہے، علم کا چراغ لگ جائے گا تو تاجر کو پتہ چلے گا کہ سود اور فینانس کتنا تباہ کرنے والا ہے، جب علم آجائے گا تو تب پتہ چلے گا کہ نکاح وقت پر ہونا چاہیے۔

اپنے اعمال سے ماحول کو بدلیں

نکاح میں تاخیر کی وجہ سے خاندانی نظام کیسے تباہ ہوجاتا ہے، معاشرہ میں کیسی بیماریاں پھیلتی ہیں، ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے، گناہ کو روکنے کی فکر، نیکی کی طرف

دعوت دینے کی فکر، نہ نیکی کی دعوت دی جائے، نہ گناہ سے روکا جائے، پہلا اسٹیج میں تو نہیں کررہاہوں وہ لوگ کررہے ہیں، بھگتیں گے تھوڑے دن کے بعد، زمانہ ایسا ہی ہے، گناہ کرے بغیر رہنا مشکل ہے، اور تھوڑے دن کے بعد افسوس ہے مجھے کر لینا چاہیے تھا، کیوں میں اتنے دن روکھی سوکھی زندگی گزارتا رہا، گناہ سے نہیں روکنے والا ایک دن وہ آئے گا کہ وہ اس گناہ میں پڑ جائے گا، خود کو بدلنے کے لئے ماحول کا بدلنا ضروری ہے، میری اولاد کے بدلنے کے لئے ماحول کا بدلنا ضروری ہے، ماحول میرے اور آپ کے عمل کا نام ہے، ماحول کسی اسٹیریکچر کا نام نہیں ہے، ماحول کسی انسان کا نام نہیں ہے، ماحول کسی تعمیر کا نام نہیں ہے، اگر مجھے ماحول بدلنا ہے، اپنے عمل کو بدلنا ہے، اپنی کاہلی چھوڑنا ہے، اپنی غفلت چھوڑنا ہے، میرا عمل بدل گیا تو ماحول بدل گیا، اگر میرا عمل نہیں بدلا تو ماحول نہیں بدلا۔

گناہ کے نقصانات

بعض گناہ ایسے ہیں کہ جن کے نقصانات بہت زیادہ ہیں، شراب کا گناہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الخمر جماع الاثم" (۱) شراب ایک گناہ نہیں ہے، گناہوں کا مجموعہ ہے، آدمی چوری بھی کر لیتا ہے، شراب پی کر ہوش نہیں ہے، نماز بھی چھوڑ دے گا نشے میں ہونے کی وجہ سے، بیوی کو طلاق بھی دے دے گا اور اسے یاد نہیں رہا، اولاد کے لئے شرابی اتنا غلط نمونہ ہے، میں تو پی رہا ہوں بیٹا! تجھے نہیں پینا ہے، شراب کا ایک قطرہ پیٹ میں رہ گیا وہ جنت میں نہیں جائے گا، اسے کلمہ والی موت نصیب نہیں ہوتی ہے، شراب سے اولاد آوارہ ہو جائے گی، بیویاں تانک جھانک کرنے لگ جائیں گی، بیٹی سے شادی کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے، پتہ نہیں میرا سمدھی ہونے والا کیا بدتمیزی کرے گا، پتہ نہیں وہ میری بیٹی کی پرورش کر پائے گا، یا نہیں۔

احساس پیدا ہو گیا، اللہ کے سامنے گڑگڑاؤ، شراب دوا نہیں ہے بیماری

---

(۱) نصب الرایہ: ۳۶/۲

ہے، حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب پینا بیماری ہے دوا نہیں ہے "انها اداء ولیست بدواء"(۱) غم تھم جاتا ہے ختم نہیں ہوتا ہے، غم چھپ جاتا ہے ختم نہیں ہوتا ہے، پھوڑے ختم نہیں ہوتے ہیں، سُند ہوجاتے ہیں۔

شراب نوشی کا گناہ اوراس کے نتائج

حضرت عثمانؓ کی روایت ہے کہ پہلے زمانہ کے اندر ایک بڑا عبادت کرنے والا آدمی تھا، اسے وقت کی مہارانی نے بلایا، اور بلاکر کہا، یا تو میرے سے بے حیائی کرنا ہے، یا تو شراب پینا ہے، یا تو اس غلام کو قتل کرنا ہے، ان تینوں گناہوں میں سے تمہیں ایک گناہ کرنا ضروری ہے، اس آدمی نے یہ سوچا کہ قتل کرنا بھی گناہ ہے، بے حیائی بھی گناہ ہے، چلو! تھوڑی سی شراب پی لیتا ہوں، تھوڑی سی پی لیا، کہنے والے نے کہا اور پی، اس نے اور پی لیا، نشہ میں دھت ہوگیا، غلام کو قتل بھی کیا اور نشہ میں دھت ہونے کے بعد بے حیائی کا بھی گناہ کرلیا یہ ہے، الْخَمْرُ جِمَاعُ الْإِثْمِ.(۲) کہ شراب ایک گناہ نہیں ہے کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، قتل کا گناہ، بے حیائی کا گناہ، ایک گناہ کی طرف سے، اور پتہ نہیں آدمی کہاں کہاں تک بڑھ جاتا ہے۔

ایک بادشاہ سے سلطنت چھن گئی، میدان ہار گیا، اپنی ماں کے پاس آکر رونے لگا، توماں نے کہا، بیٹا! بہادروں کی طرح جنگ میں مقابلہ نہیں کرسکتے تو اب گھر آکر عورتوں کی طرح رونے کا کیا فائدہ؟ اسی لئے میرے عزیزو! اس گناہ سے اپنے معاشرہ کو پاک کرنا، اپنے محلہ پر محنت کرنا کہ کوئی شرابی باقی نہ رہے۔

مرد کا کمال غیرت اور عورت کا کمال حیاء ہے

یاد رکھو! مرد کا کمال غیرت ہے، عورت کا کمال حیاء ہے، جب مردوں سے غیرت نکل جاتی ہے، توعورتوں سے حیاء نکل جاتی ہے، غیرت سے دو پیسے کما کر لائے گا، غیرت سے

---

(۱) مسلم شریف، حدیث نمبر: ۶۱۰۴

(۲) نصب الرایۃ: ۳۶/۲

اپنی بیٹی کو پردہ پہنائے گا، غیرت سے ذاتی مکان کی تعمیر کرے گا، غیرت سے اپنی بچیوں کو 5th کے بعد مردوں کے ساتھ مخلوط تعلیم میں نہیں بٹھائے گا، غیرت سے سسرال کے ٹکڑوں پر نہیں پلے گا، جہیز کی رقم پر نہیں جئے گا، غیرت سے قرضہ میں نہیں ڈبائے گا، یہ غیرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک صحابیؓ آئے، یا رسول اللہ! آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو محنت کرتے کرتے ہاتھوں میں گھٹے آ گئے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بوسہ دیا، فرمایا یہ وہ ہتھیلیاں ہیں جسے اللہ محبت کرتا ہے، یہ محنت کرنے والی ہتھیلیاں ہیں، الکاسب حبیب اللہ. (۱) محنت کرنے والا اللہ کا ولی ہے، تجارت کی ضرورت کی وجہ سے اللہ تعالی نے تہجد کو نفل بنا دیا، ورنہ تو تہجد پہلے فرض تھی، ایمان والا جب تجارت کے لئے نکلے تو پورا بزنس وہ کرسکے، نماز پڑھنے کی پاک جگہ کہاں سے لائے گا، بیٹی کا نکاح وقت پر کہاں سے کرے گا، ماں باپ کی ضرورت کہاں سے پوری کرے گا، اگر اس نے دو پیسے نہ کمائے۔

ایک شخص نے ایک جنگل میں دیکھا، ہاتھ، پیر کٹی ہوئی لومڑی ہے، لاچار و مجبور پڑی ہوئی ہے، تو بیٹھا کہ یہ لومڑی کھاتی کیسے ہے، تو دیکھا کہ ایک شیر کھانا کھا کر آتا ہے، اور بچا ہوا جانور اس لومڑی کے سامنے ڈال دیتا ہے، اوہو! جب اللہ اس معذور لومڑی کو کھلانے پر قادر ہے، مجھے کیوں نہیں کھلائے گا؟ کام دھندا چھوڑ دیا، کونہ پکڑ لیا، ایک دن گزرا کوئی نہیں آیا، دوسرا دن آیا کوئی نہیں آیا، تیسرے دن غیب سے آواز آئی، ارے نادان! ہم نے تو تجھے ہاتھ، پیر والا شیر بنایا تھا، ہاتھ، پیر کٹی ہوئی لومڑی تو نہیں بنایا تھا، تم دوسرے کا بچا ہوا کھانے کے انتظار میں کیوں ہو؟ اپنا بچا ہوا دوسروں کو کھلانے کی فکر کرو، دوسروں کا بچا ہوا، بڑے بھائی کا بچا ہوا، سسرال کا بچا ہوا، چھوٹے بھائی کی کمائی کھانے کے لئے تیار ہے، لیکن خود کی محنت کر کے کھانے کے لئے تیار نہیں۔

---

(۱) روح البیان:۵/۲۲۹

تجارت کا اصول

زیرو انویسٹ منٹ کوئی بڑے پیسے کی ضرورت نہیں ہے، ایک صحابیؓ نے آ کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری ضرورت پوری کر دیجئے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کیا چیز ہے؟ پچیس ہزار کا فون نہیں تھا، پندرہ ہزار کا فون نہیں تھا، ان کے پاس لکڑی کا ایک برتن، ٹاٹ کی ایک چادر بس دو چیزیں تھی، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ لے آؤ، آپ نے اپنی مجلس میں اسے بیچا، دو درہم سے زیادہ قیمت نہیں لگی، جاؤ ایک درہم سے کلہاڑی خرید کے لاؤ، ایک درہم سے گھر کا کھانا لے آؤ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلہاڑی کو لکڑی لگائی، جنگل کی طرف چلے جاؤ، دس دن تک نظر نہ آنا، دس دن کے بعد ۱۵/ پندرہ درہم لے کر آئے، یا رسول اللہ میں نے یہ کمایا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایسا محنت کرنا بہتر ہے اس سے کہ قیامت کے دن سوال کرنے کی وجہ سے نوچا ہوا چہرہ لے کر آؤ۔

اپنے اندر غیرت پیدا کریں

قاضی کے پاس مقدمہ آیا، میرے شوہر نے میرا مہر نہیں دیا، قاضی صاحب نے بلایا، بھائی مہر دے دو، قاضی صاحب میں نے مہر دے دیا، لڑکی سے کہا دو گواہ لاؤ، بیوی دو گواہ لے آئی، دونوں گواہوں نے کہا کہ ہم اس عورت کا چہرہ دیکھے بغیر کیسے گواہی دیں گے، اور گواہوں کو جائز ہے کہ وہ عورت کا چہرہ دیکھیں، تو قاضی صاحب نے کہا ٹھیک ہے، آپ چہرہ دیکھ لیجئے، جیسے ہی شوہر نے یہ سنا کہ اس کی بیوی کا چہرہ نامحرم کو بتایا جا رہا ہے، اس کی غیرت جاگ گئی، اس نے کہا قاضی صاحب پہلے میں مہر دے چکا ہوں، دوبارہ دینے کے لئے تیار ہوں، لیکن آپ میری بیوی کو گواہوں کے سامنے بے پردہ مت کیجئے۔

حضرت عثمانؓ کو بلوائیوں نے گھیر لیا، موت کا وقت قریب آیا، جان جانے کا اندیشہ ہے، بلوائی پتھر پھینک رہے تھے، ان کی بیوی نائلہ نے کہا: حضرت! اب آپ کی جان چلی جائے گی میں اپنے بال آپ پر ڈال دوں گی تا کہ آپ دشمنوں کو نظر نہ آئے، چھپ

جائے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا میرا شہید ہوجانا آسان ہے تمہارے بالوں پر اجنبی مرد کی نظر پڑنا گوارہ نہیں ہے، میرے لئے قابل تحمل نہیں ہے۔

ایک بے دین بادشاہ کی بیوی ابوجعفر منصورؒ کا واقعہ، قتل کردیا گیا، ہلاکو خان اس کی بیوی کو نکاح کرنے کے ارادے سے لے گیا، تو ابوجعفر منصور کی بیوی نے کہا: میرا شوہر تو مرگیا، اب آپ ہی کے ساتھ رہنا ہے، میں اپنے مرے ہوئے شوہر کا سیکریٹ اور راز بتانا چاہتی ہوں، ان کی ایک تلوار ہے، اگر وہ استعمال کرتے تو تلوار کام کرتی تھی، کوئی اور استعمال کرتا ہے تو وہ تلوار کام نہیں کرتی ہے، وہ جادوئی تلوار ہے، آپ کو یقین نہیں آئے گا، آپ میری نوکرانی کو کہئے وہ تلوار مجھ کو مارے مجھے کچھ نہیں ہوگا، نوکرانی نے بادشاہ کی تلوار لی اور رانی پر، بادشاہ کی بیوی پر، ابوجعفر منصور کی بیوی کے اوپر چلائی، اس کی گردن جسم سے جدا ہوگئی، وہ ہلاکو خان ہاتھ ملتا رہ گیا کہ اس عورت نے اپنی مکاری سے اپنی جان کو بچالیا، اپنی حیاء کو بچالیا، گردن جدا ہوگئی، لیکن بے حیائی کروانا گوارہ نہیں، کیا کسی کافر سے نکاح کرانا گوارہ نہیں، کیا یہ ہے غیرت، کہ اجنبی مرد، کافر مرد کا ہاتھ مجھے لگنے نہ پائے، برقع سے پتہ چلتا ہے اس کا مرد کتنا غیرت مند ہے، گاڑی پر بیٹھنے کے انداز سے پتہ چلتا ہے اس کا مرد کتنا غیرت مند ہے، بازار میں بکنے والے کپڑوں سے اندازہ ہوتا ہے یہاں کے لوگ حیاء والا لباس پسند کرتے ہیں، یا بے حیائی کا لباس پسند کرتے ہیں، اس لئے میرے عزیزو! غیرت اور حیاء لاؤ، یہ چبوترے پر بیٹھنے والا اپنی جوان بہن کا نکاح کیسے کراپائے گا، یہ فونوں میں جینے والا دو پیسے کما کر اپنے ماں باپ کی خدمت کیسے کر پائے گا۔

حضرت عمرؓ مسجد میں آئے، اپنے نوجوانوں سے کہا، بازار کو کیوں نہیں سنبھالتے، یہودیوں کا ڈامنیشن ہورہا ہے، دوسری قوموں کا وثوق بڑھ رہا ہے، میرے نوجوانوں کہاں چلے گئے، ایک چور کو پکڑ کرلایا گیا، اس نے کہا تقدیر میں لکھا ہوا تھا اس لئے چوری ہوگئی، حضرت عمرؓ نے کہا: اسے ڈبل کوڑے لگاؤ، چوری کرنے کے کوڑے بھی لگاؤ، تقدیر اور اللہ پر الزام رکھنے کے بھی کوڑے لگاؤ، گناہ سے بچنا نہیں چاہتا، تقدیر کا بہانا

دینا چاہتا ہے، حضرت عمرؓ نے کہا: اسے جوتے لگاؤ۔

حضرت علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے لوگو! اگر تم خوددار بننا چاہتے ہو حکومت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، اگر تم بے غیرت بننا چاہتے ہو تو حکومت کی بھیک تمہیں مالدار نہیں بنا سکتی ہے، اگر تم بے غیرت بننا چاہتے ہو تو حکومت کی اسکیمات تمہاری ضرورتیں پوری نہیں کرسکتی ہیں۔

مکاتب کی اہمیت

میرے عزیزو! مکتب قائم کرو، اپنے محلوں کے اندر اپنی مسجدوں میں سو فیصد بچے مکتب میں آئیں، گالیاں جانتے ہیں دعا نہیں جانتے ہیں، اپنے باپ کو گٹکا کھاتے ہوئے دیکھا ہے کبھی سلیقے کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، مکتب ایسیوں سے زیادہ، گنبدوں سے زیادہ، افطار پارٹیوں سے زیادہ، شادیوں کی چمک دھمک سے پہلے مکتب قائم کرو، عربی کے پڑھنے کا انتظام نیوایجوکیشن پالیسی کے زہریلے اثرات سے بچانے کا آسان طریقہ ہے۔

سلسلۂ قلندریہ کے ایک بزرگ، دیوان عبدالرشیدؒ کے انتقال کا وقت قریب آیا، کہا لوگوں جب میں مرجاؤں تو میری قبر میں وہ پتھر لگانا جس پر مکتب کے چھوٹے بچے اپنی چپل اتارتے تھے، اتنا بڑا ولی دنیا سے جارہا ہے اور کہتا ہے میری قبر میں وہ پتھر لگانا کہ جس پر عربی پڑھنے والے بچے جوتوں کو اتارتے تھے، اس کی برکت سے مجھے قبر کے عذاب سے بچنے کی امید ہے۔

مصر میں ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں ابوالحسن سمنون بن حمزہ الخواصؒ انہوں نے اللہ کی محبت میں ایک مرتبہ فرمایا:

وليس في سواك حظ فكيف ما شئت فامتحنّ

اے اللہ! مجھے آپ کے علاوہ کسی سے محبت نہیں ہے، آپ مجھے جیسے چاہیں امتحان لے لیجئے اللہ تعالی نے ان کے پیشاب کو روک دیا، آزمائش مانگی پیشاب رک گیا، تڑپنے

لگے، دعا کرانے کے لیے مکتب میں آئے، بچوں میرے لیے دعا کردو، مجھے اللہ سے عافیت مانگنا چاہیے تھا، میں نے عافیت نہیں مانگی، میں نے آزمائش مانگی، دعا کرو اللہ اس آزمائش کو ختم کردے۔

بڑی عورتوں کا مکتب قائم کرو، ہم ایک مرتبہ مالیگاؤں گئے، پورے مالیگاؤں کا کچرا ایک جگہ پر ڈالا جاتا تھا، ایک عالم دین وہاں پر پہنچے، آنے والی بچیاں کچرا چنتی تھی، انہوں نے وہاں مدرسہ قائم کیا، کچرا چننے والی بیٹیاں عالمہ بننے لگ گئیں، کم از کم ان کے مدرسے میں ۳۰۰ لڑکیاں پڑھتی ہیں، جنگل میں منگل بن جائے گا، صلاحیتیں نکھر جائیں گی۔

دین مختلف اعمال کے مجموعہ کا نام ہے

میرے عزیزو! اسلام میں نماز بھی ہے، محاذ بھی ہے، میدان جنگ میں نماز پڑھنے کا طریقہ، آدھی جماعت میدان جنگ میں، آدھی جماعت ایک رکعت نماز، پھر وہ آجائے گی میدان جنگ میں، یہ جائے گی ایک رکعت پڑھنے کے لئے، یہ ایک رکعت پڑھ کے آجائے گی، پہلے والی جماعت، وہ اپنی دوسری رکعت پڑھے گی، پھر اس کے بعد والی جماعت دوسری رکعت پڑھے گی، نہ ہتھیار چھڑوائے، نہ نماز چھڑوائے، نہ جہاد چھڑوائے، نہ نماز چھڑوائے، نہ نیزہ چھڑوایا، نہ نماز چھڑوائی یہ اسلام کی تعلیم ہے، تدبیر بھی پوری کی جائے، تقدیر بھی پوری کی جائے، تدبیر بھی پوری اپنائی جائے، تدبیر میں بھی محنت اور کوشش میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے، فجر کے بعد انسان کے علاوہ کوئی اور جانور سوتا نہیں ہے، پرندے بھی اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں، گھونسلے میں سوکر بھروسہ نہیں کرتے، سویرے نکل جاتے ہیں اور شام میں بھرے ہوئے پیٹ واپس آتے ہیں، اور ہمارا نوجوان گھر میں پڑے ہوئے رہتا ہے، اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے، پرندوں کی سمجھ سے بھی چھوٹی سمجھ ہے، سویرے تجارت کے لئے نکلا کرو، حضرت صخرؓ سویرے اپنے مزدوروں کو تجارت کے لئے بھیج دیا کرتے تھے، اللہ نے اتنی برکت دی کہ کئی شہروں میں ان کی تجارت کو پھیلا

دیا، تجارت سویرے، تجارت حلال کاروبار، اور حلال مال سے، انٹرسٹ اور فینانس سے نہیں، امانت داری کے ساتھ، جھوٹ اور ڈکیتی کے ساتھ نہیں، خیانت کے ساتھ نہیں، عیب چھپانے کے ساتھ نہیں۔

امانت داری کے ساتھ تجارت کے واقعات

امام ابوحنیفہؒ نے اپنے شاگرد کو کپڑا دیا اور یہ کہا بیٹا! یہ عیب بتا کر بیچنا، یہ ۱۰۰/ روپئے کا کپڑا ہے، ۵۰/روپئے میں، عیب بتا کر بیچنا، وہ شاگرد گیا اس نے محنت کی، بھول کر ۱۰۰/روپئے میں بیچ دیا، حالانکہ عیب کی وجہ سے ۵۰/ میں بیچنا چاہیے تھا، امام ابوحنیفہؒ کو پتہ چلا تو ۵۰/روپئے حلال ہے، ۵۰/روپئے حرام ہے، حضرت امام ابوحنیفہؒ نے پورے ۱۰۰/ روپئے وہاں کے فقیروں پر صدقہ کردیا کہ مجھے شبہ والا مال نہیں چاہیے، مجھے شک والا مال نہیں چاہیے، مجھے دھوکہ دہی کے ساتھ لایا گیا مال نہیں چاہیے۔

حضرت بشر حافیؒ کی حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے پاس دولڑکیاں آئی، حضرت! ہم نے بادشاہ کے چراغوں کی روشنی میں کپڑا بن لیا ہے، بادشاہوں کا مال تو حرام ہوتا ہے، ہم نے اس کی روشنی میں کپڑا بنا ہے، یہ بنا ہوا کپڑا ہمارے لئے جائز ہے یا ناجائز ہے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ناجائز ہے، حضرت ہم نے کپڑا بنا ہے کچھ چراغ کی روشنی میں، کچھ چاند کی روشنی میں، تھوڑا سا فرق آجاتا ہے، کیا یہ فرق بتائے بغیر بیچنا جائز ہے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: ناجائز ہے، مسئلہ پوچھ کر چلی گئی، ان کے بیٹے عبداللہ بن حنبلؒ پوچھنے لگے، ابا جی! آپ نے کیا مسئلہ بتایا ہے، ایسی تو کوئی بڑی چیز نہیں ہے، آپ نے ناجائز کیوں کہا؟ جاؤ بیٹا جاؤ دیکھ کے آؤ، یہ لڑکیاں کہاں سے آئی ہیں، یہ حضرت بشر حافیؒ کی بہنیں ہیں عام لوگوں کے لیے حلال ہے، لیکن اس ولی کی بہنوں کے لیے حلال نہیں ہے، کہاں کھڑا کردیا اپنی بیویوں کو راشن کی لائن میں، کہاں کھڑا کردیا اپنی بیٹیوں کو نوکری، جاب کروانے کے لیے، ان کے مرد کہاں چلے گئے، ان کے بیٹے کہاں چلے گئے، ان کی اولاد کہاں چلی گئی، ان کے بھائی کہاں

چلے گئے، کیا یہ سب بے غیرت اور نا کارہ ہو گئے کہ ان کی عورت کو باہر نکلنا پڑتا ہے۔

حضرت شعیبؑ بوڑھے ہو گئے تھے تو اپنی تربیت یافتہ بیٹیوں کو بھیج دیتے بکریاں چرانے کے لیے، وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ (۱) تو میرے عزیزوں میرا ہی گھر میں نہیں چلا رہا ہوں کسی بیوہ کا وظیفہ کیا دوں گا؟ میں اپنے کی فیس ہی نہیں دیتا یتیموں کا خرچہ کیا اٹھاؤں گا؟ مجھ سے تو میرے پیٹ کی ضرورت ہی پوری نہیں ہوتی میں ملک کی ضرورت کے لیے کیا خرچ کروں گا؟ کسی کو وکیل بنانے، کسی کو مفتی بنانے، کسی مکتب کے قائم کرنے، کسی قیدی کو رہا کرنے پر کہاں سے خرچ کروں گا؟ جب میں کمانے کے قابل ہی نہیں رہا، جب میں محنت کرنے والا ہی نہیں رہا، رب کعبہ کی قسم! جو آدمی پیاز اپنی گردن پر ڈالے ہوئے پیاز پیاز کہتے ہوئے پھر رہا ہے، اللہ اللہ کہنے والے کا ذکر کا جو ثواب ہے وہ حلال روزگار والے کو اللہ عطا فرمائیں گے، اتنا بڑا مقام ہے، **التاجر الصدوق الامین**۔

جیسے بادشاہ کے ساتھ اس کا ڈرائیور بیٹھ جاتا ہے ویسے اس تاجر کو نبی کے ساتھ دسترخوان پر قیامت کے دن بٹھایا جائے اس کی تجارت میں اس کی امانت داری کی وجہ سے، اس کی تجارت میں سچائی اور صداقت کی وجہ سے۔

میری بیٹی بھاگ گئی ہندو کے ساتھ، میری بہن چلی گئی کسی عیسائی کے ساتھ، کیا بات ہے، اس لیے کہ میں نے اس کے نکاح کا انتظام نہیں کیا، میں تو فون پہ رہا، چبوتروں پر رہا، اس کی عمر ڈھلتی گئی، بھوکے کو کھانا نہ ملے تو چوری کر جائے، وقت پر ضرورت پوری نہ ہو تو ناجائز راستہ اپنائیں، اور میری بہن کے نکاح کی عمر ہو گئی اس لیے جب نکاح کا تقاضا پورا نہ ہوا تو اس نے گناہ کے راستہ کو اپنایا، یہ نوجوان نا کارہ 10th بھی ان سے پاس نہیں ہوتا، بارھویں بھی ان سے نہیں نکلتی، ان سے ڈگری کرنے کا بھی کوئی شوق نہیں، انجینئرنگ کے بیک لاکس لگے ہوئے ہیں، یہ خواب دیکھتے ہیں۔

---

(۱) القصص: ۲۳

حجاب کا فیصلہ کیسے آ گیا، کرناٹکا کی ہائی کورٹ میں حجاب کے خلاف کیسا فیصلہ آ گیا؟ آپ کو کس نے منع کیا تھا سپریم کورٹ کا جج بننے سے، آپ کو کس نے منع کیا تھا ہائی کورٹ کا وکیل بننے سے، آپ کو کس نے منع کیا تھا آئی پی ایس اور کلیکٹر بننے سے، کاہلی بے حسی نے روکا۔

مکاتب پر خرچ کریں

مکتب پہ خرچ کرو، عاملوں پر نہیں کاملوں پر، عامل پر نہیں مفتیان کرام پر، عاملوں پر خرچ کریں گے کالا جادو نکالنا ہے کالی نوٹ چاہیے، لال جادو نکالنا ہے لال نوٹ چاہیے، نیلی آنکھوں والا نظر آ رہا ہے تو نیلی نوٹ چاہیے، اسے تو اپنے پیسے بٹورنا ہے، کاش! مکتب میں قرآن پڑھایا ہوتا، اللہ کے کلام کے بعد بھی تمہیں کسی اور کی ضرورت ہے، کیا اللہ کے کلام سے زیادہ کسی کی زبان میں تاثیر ہے؟ ان ضمیر فروشوں کے پاس اپنی بیٹیوں کو بٹھا دیا، ہمارے عاملوں کا حال تو یہ ہے، ایک صاحب آئے میرے گھر کے سامنے ہمیشہ لیمو رہتا ہے، ضرور کسی نے کرا دیا، ایمان والا بھی کیا اتنا گر سکتا ہے، لیموں سے قسمت بگڑنے کا یقین ہے نماز چھوڑنے سے برکت کے اٹھنے کا یقین نہیں ہے، بھلاوین اور مرچیوں سے خاندان کے اجڑنے کا یقین ہے، غیبت اور چغلی سے خاندان کے جلنے کو نہیں دیکھ رہا ہے، کتنا بڑا پاگل ہے جو یہ سمجھتا ہے میرے گھر میں پلیتے نظر آ گئے اس لیے گھر میں لڑائی ہو رہی ہے، نہیں میں نے گھر میں سورہ بقرہ نہیں پڑھی اس لیے میرا گھر قبرستان بن گیا ہے۔

ایک گھر کے باہر ایک بڑے میاں کو کھڑے ہوئے دیکھا، پوچھا گیا، یہاں کیا کر رہے ہو میرے گھر کے سامنے، تمہارے گھر میں رہنے والا جن ہوں، لیکن تمہارے جھگڑوں میں اتنا پریشان ہو گیا کہ چھوڑ کے نکل گیا، میرے بس میں نہیں ہے تمہارے گھر میں رہنا ، میں خود ہی ایک شیطان ہوں لیکن میرے بس میں نہیں ہے تمہارے گھر میں رہنا۔

نمبر سے یقین ہے تیرہ نمبر سے تین تیرہ ہو جائے گا، دو نمبری کام کرنے سے تین تیرہ

نہیں ہوگا، تیرہ نمبر سے یقین جڑا ہوا ہے، لیکن دو نمبری کے کام سے توبہ نہیں ہے، حضرت لیمو گرا رہتا ہے گھر کے سامنے ضرور کسی نے کرا دیا، شادیوں کی فضول خرچیوں کے بعد کسی کے کرانے کی ضرورت ہے، جوڑ کی رقم کی حرام خوری کے بعد کسی کے کرانے کی ضرورت ہے، سارے فجر میں مردے پڑے ہیں اس کے بعد بھی کچھ کرانے کی ضرورت ہے۔

شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے، یہ حدیث کہتی ہے جو سویرے نہ اٹھے شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے، میوزک سننے والا تو شیطان کا دوست بن چکا ''**الغناء من مزامیر ابلیس**'' شام ہو جائے تو عورتوں اور بچوں کو اندر کر لو، یہاں شام ہو جائے تو عورتیں سج دھج کے دعوتوں میں نکلتی ہیں، ہم نے ہی دعوت دی شیطان کو آنے کی، بیت الخلا میں جانے کی دعا کا پتہ نہیں، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو دعا نہیں پڑھتا شیطان اس کے جسم سے کھیلتا ہے اور جو دعا پڑھ لیتا ہے اس کے اور شیطان ناپاک طاقتوں کے درمیان اللہ پردہ ڈال دیتے ہیں، گھر میں داخل ہوتے وقت دعا نہیں پڑھا، کھاتے وقت دعا نہیں پڑھا، تو شیطان اپنے چیلوں کو بلاتا ہے، آؤ آؤ، تمہیں کھانا بھی مل گیا، ٹھکانہ بھی مل گیا، آؤ آؤ سنتوں کی اتباع میں پناہ ہے، سنتوں کی اتباع میں حفاظت ہے اور ہم مکتب بھی قائم نہ کریں، مدرسے میں بھی نہ بھیجے تو میرے عزیزو! ہماری زندگیوں کا اجاڑپن کیسے ختم ہوگا۔

رشتے طے کرنے میں بڑے پیمانے نہ رکھیں

مولانا کسی نے کرا دیا ہے رشتے نہیں لگ رہے ہیں، رشتے نہیں لگنے کی وجہ کسی عامل کا عمل نہیں اچھے رشتے کو ٹھکرا دینا ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ (۱) دین و اخلاق کے جس سے تم راضی ہو نکاح کر دو، ورنہ زمین میں بڑا فساد ہو کر رہے گا، یہ فساد کیوں ہوا، دیندار رشتے کو ٹھکرانے کی وجہ سے، بڑے پیمانے طے کرنے کی

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۰۸۴

وجہ سے، گھر کا کوئی امیر طے نہیں ہے اس لیے کوئی رشتہ طے نہیں ہو پا رہا ہے، رشتہ کرنا ہے تو پوری خالائیں، پوری پھوپھیاں، پوری بہنیں، پوری بھابیاں ان سب کے پیمانے، ان سب کے اسکیل میں کوئی لڑکا آئے گا، کوئی لڑکی آئے گی، تو OK کریں گے، میری بہن کو سمجھ میں نہیں آرہا، میری دادی کو سمجھ میں نہیں آرہا۔

حضرت مولانا عاقل صاحبؒ فرماتے تھے: یہ دیکھیں کہ یہ جانے والیاں ایک کے دانت بڑے ہیں، ایک کے سر کے بال خالی ہیں، ایک ان پڑھ ہے کچھ نہیں جانتی ہے، قرآن سے ناواقف ہے، ایک کا رنگ بھی ٹھکانہ کا نہیں ہے، اگر یہ جتنے پیمانے، جتنے معیارات اس لڑکی کو دیکھ رہی ہیں، اگر دیکھنے والیوں کو اس اسکیل اور پیمانہ میں دیکھا جاتا تو ایک کا بھی نکاح نہ ہوتا، یہ کیا ظلم ہے، یہ کیسی نامعقول قسم کی حرکت ہے، کوئی بنی بنائی چیز تو نہیں ہے، میں جیسا چاہوں مشین ڈال کے نکل جاؤں، ایسا تو نہیں ہوسکتا، ایک لڑکے کا نکاح ہوا، آپ کے پاس کوئی ذاتی مکان کوئی ۲۳/سال کی عمر میں بنا پاتا ہے، کیا بڑے سے بڑا کاروباری ۲۵/سال کی عمر میں بنا پاتا ہے۔

محنت کرنے کی عادت، اینٹوں کو جوڑنے سے گھر نہیں بنتا، دلوں کے جڑنے سے گھر بنتا ہے، محلہ کی لڑکیوں کو جمع کرو، جو لڑکیاں نکاح کے قریب ہیں، اسکول بھی نہیں جاتی ہیں، ان کے لئے چھوٹے چھوٹے کورس رکھو، پولیس اسٹیشن جانے کے لئے وقت دے سکتے ہو، تربیت کے لئے وقت نہیں دے سکتے، وکیلوں کو فیس دے سکتے ہو مکتب کی فیس نہیں دے سکتے، کیسے ہماری زندگیاں غلط رخ پر جارہی ہیں، گاڑی ڈرائیونگ سیکھے بغیر استعمال نہیں کی جاتی، ہم نے اپنے بچوں اور بچیوں کو شادی کی زندگی سکھائے بغیر شادی کردی ہے، کونسی بات میکے میں بولی جائے، کونسی بات میکے میں نہ بولی جائے ہم نے اپنی بیٹیوں کو نہیں سکھلایا ہے۔

طلاق کے مقابلے میں خلع کی کثرت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہے جو بیوی کو شوہر کے

خلاف اکسائے، ۹۵ر فیصد رشتے مائیں اپنی بیٹیوں کے توڑتی ہیں، پہلے لوگ طلاق دیا کرتے تھے، اب خلع زیادہ ہے، قاضی صاحب نے کہا: مولانا پہلے ہم خلع کے واقعات نہیں سنتے تھے، طلاق کے واقعات سنتے تھے، مرد نے چھوڑ دیا، مرد چھوڑ کر چلا گیا، اب ہم یہ سن رہے ہیں کہ مجھے بیوی چھوڑ کر چلی گئی ہے، بیوی میکے میں جا کر بیٹھی ہوئی ہے، آنا نہیں چاہتی ہے، معمولی ناراضگیاں، جتنے خلع کا مشورہ دینے والے ہیں جتنے طلاق کا مشورہ دینے والے ہیں، جتنے جلتی آگ پر تیل ڈالنے والے ہیں، ان سے پوچھو دوسرے نکاح کی ذمہ داری لے لو، ان سے پوچھو دوسرا نکاح ۱۰۰ر فیصد ایک مزاج کا شوہر دلاؤ، کوئی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں، لیکن جلتی آگ میں تیل ڈالنے کے لئے سب تیار ہیں

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ. (۱)

جو بھی بغیر کسی شرعی عذر کے خلع مانگتی ہے اللہ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دیتے ہیں، سڑکیں بننے سے بستی آباد نہیں ہوگی، اونچے مکانات بننے سے بستی آباد نہیں ہوگی۔

بھٹکل دیکھو، بھٹکل ایک گاؤں ہے، پچاس ہزار کی آبادی ہے، مسلمانوں کی وہاں پر اسلامی گول ہے، ۱۱۰۰ر گیارہ سو سال سے قائم ہے، جو جائیداد کا جھگڑا مفتی صاحب کے پاس، جو طلاق خلع کا جھگڑا مفتی صاحب کے پاس، تو ان کے پاس ۱۱۰۰ر گیارہ سو سال سے دار القضاء چل رہا ہے، دو سو سال کے کیسیس لکھے ہوئے محفوظ ہیں، یہ مسلمانوں کی بستی ہے، اور پورے پچاس ہزار کی آبادی میں ہے، ہمارے قاضی صاحب جو کہہ دیں وہ فیصلہ آخری ہے، دنیا میں جہاں کہیں بھٹکلی رہتا ہوا سے فیصلہ شریعت کی روشنی میں لکھ کر بھیج دیا جائے گا۔

شریعت کو نقصان اپنوں سے ہوا ہے

شریعت کو کسی فرعون نے ذبح نہیں کیا، شریعت کو میں نے، آپ نے ذبح

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۰۵۵

کیا، ناموسی پیر، ناعیسیٰ پیر، مجھے مفتی صاحب سمجھ میں نہیں آرہے، وکیل صاحب کے پاس آؤ، ایم، ایل، اے صاحب کے پاس جاؤ، ایم، پی صاحب کے پاس آؤ، علاقے کے لیڈروں کے پاس آؤ، اپنی بیٹیوں کو بے طہارت، بے دینوں کے سامنے بے پردہ کرنے کے لیے تیار، لیکن قرآن وشریعت کے فیصلے کے سامنے جھکنے کے لیے تیار نہیں ہے، حق نہیں چاہیے فیور میں فیصلہ چاہیے، ہارنے والے جیتا کرتے ہیں، جیتنے والے ہار جاتے ہیں، دارالقضاء کا قائم کرنا تاکہ علاقے اور بستی کے لڑکیوں کے مسائل، لڑکوں کے مسائل پوری اطاعت کے ساتھ حل ہوجائیں، آج بھی میلوی شارم اور ملک کے بعض علاقے ہیں جہاں کوئی پولیس اسٹیشن نہیں ہے، کوئی عورت سڑک پر بے پردہ نہیں ہے، میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا پانی بھرنے کے لیے بھی عورتیں برقعے میں ڈوبی ہوئی نکلتی ہیں، پولیس اسٹیشن رکھ کے کیا کریں گے جب کوئی ان کے پاس آتا ہی نہیں ہے۔

علماء ہمارے خیر خواہ ہیں

علماء کی کمیٹی سے بڑا خیر خواہ تمہارا کون ہے؟ کرونا میں جنازے کس نے نہلائے، کرونا میں تمہارے رشتے داروں کی کس نے تدفین کی، سی اے اے (CAA) کے موقع پر تمہیں آگاہ کس نے کیا، ۱۴۰۰ر چودہ سو سال میں کس نے شریعت کی حفاظت کی، علماء سے بڑا تمہارا خیر خواہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اہل حق علماء کے بارے میں فرمایا: فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ(۱) مجھے ساری دنیا کے علماء کے اندر عیب نظر آیا اپنے اندر عیب نظر نہیں آیا، سب کے اندر کمی نظر آئی اپنے اندر کمی نظر نہیں آئی۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا(۲) یہ ہے شریعت کی اتباع کا مزاج، ساتھ میں رہتے ہیں

---

(۱) النحل: ۴۳

(۲) النساء: ۶۵

محبتوں کے ساتھ نہیں رہتے، علاحدہ ہوتے ہیں محبتوں سے علاحدہ نہیں ہوتے، حضرت حسنؓ کا ایک عورت کے ساتھ خلع ہوا، علاحدگی ہوئی، حضرت حسنؓ نے اسے شہد کے مٹکے، زیورات بھیجے، اس نے اس پر ایک جملہ کہا، متاع قليل من حبيب مفارق، بہت تھوڑا سا سامان ہے، جدا ہونے والے محبوب کی طرف سے جملہ حضرت حسنؓ کو پہنچا، دوبارہ اس عورت سے نکاح کر لیا، جدا بھی ہوتے تھے بڑی محبتوں کے ساتھ، یہاں الگ بھی ہو جاتے ہیں تو ڈوری کیس بھی چل رہے ہیں، الگ بھی ہو جاتے ہیں اور جھگڑے بھی چل رہے ہیں، ایک دوسرے کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، جب تک جیب خالی نہیں ہوتی اس وقت تک غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا، ضد نے عدالتوں کو آباد کر رکھا ہے، ہٹ دھرمی نے عدالتوں کو آباد کر رکھا ہے۔

اپنے علاقوں کا سروے کریں

میرے عزیزو! ضرورت ہے اپنے علاقوں کے اندر اس قسم کے علماء اور اس قسم کے کاموں کی، اپنے پورے علاقے کا سروے کیا جائے، کتنے بچے ہیں، کتنی بیوائیں ہیں، کتنے یتیم ہیں، کتنے اسکول کو جاتے ہیں، کتنے مکتب کو آتے ہیں، آسمان سے کوئی نہیں اترے گا، اگر ہم بدلنے کے لیے تیار ہیں، حکومت کب بدلے گی؟ فرعون کب ڈوبے گا؟ ہم انتظار میں ہیں حالات بدل جائیں، اللہ انتظار میں ہے ہمارے اعمال بدل جائیں، احفظ الله يحفظك، (۱) جو اپنے اندر کو بدل دیتا ہے اللہ اس کے باہر کو بدل دیتے ہیں، کیا آپ کی بستی میں جھونپڑیاں ہیں، جس میں مکتب چلتا ہو، جاؤ صومات کے جنگلوں میں، دیکھو بچے کوئلے سے لکھتے ہیں، لڑکیوں کی تختیوں پر تپتی دھوپ کے اندر بیٹھ کر جھاڑوں کے نیچے پڑتے ہیں، موری تانیہ کے جنگلوں میں حافظ اپنی ماں کی گود میں بن جاتا ہے، آدھا عالم اپنے باپ کی صحبت میں بن جاتا ہے، اور آدھا عالم بننے کے لیے بڑے مدرسوں کی طرف آتا

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۵۱۶

ہے،فقیری اور تنگی کے باوجود تربیت کی یہ بلندیاں، جاؤ طنزانیہ کے ملکوں میں، دیکھو ایک وقت کا کھانا کھاتے ہیں تہجد نہیں چھوٹتی ہے،تحیۃ الوضونہیں چھوٹتی،کوئی جماعت آجائے،کھانا کھارہی ہو،نہیں نہیں روزے سے ہوں،نماز میں کھڑا ہوجائے گا،جب تک آپ کا دسترخوان چل رہا ہے تاکہ آپ کھانے کے لئے نہ بلائیں۔

ایک وقت کے کھانے کے ساتھ تہجد گزار قوم آج بھی زمین پر موجود ہے،میری تنگی اور آپ کی تنگی اس درجے تو نہیں ہے،میری اور آپ کی بھوک مری اس درجے تک تو نہیں ہے،ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا،ایک آدمی رشیا سے اپنی جمع پونجی سب سمیٹ کر چلتے چلتے ترکی میں داخل ہوگیا،مسجد کے باہر کھڑے ہوئے تسبیح،عطر،ٹوپیاں بیچتا ہے،اور باقی اوقات میں اپنے ملک کے لوگوں کو قرآن پڑھاتا ہے مولانا میں نے اپنا ملک چھوڑا ہے،اپنی نسل کو لے آیا ہوں صرف ان کا ایمان بچانے کے لیے۔

مصطفی کمال اتاترک کے زمانے میں ایسے ایسے علماء تیار ہوئے جو حافظ بن گئے، قرآن کبھی نہیں دیکھا،کیسے حافظ بن گئے،ہمارے استاذ جی بکریاں چرانے کے لیے لے جاتے،ہمیں ایک آیت،دوآیت،تین آیت پڑھاتے رہتے،ظالم کمیونسٹ ایسے تھے کہ قرآن دیکھتے تو جلا دیتے،قرآن دیکھتے تو ہمیں سولی پر چڑھا دیتے،مذہبی تعلیم پر اتنی پابندی،لیکن ہمارے بڑوں نے ہمت نہیں ہاری اور وہ دن آیا کہ ہم پورے حافظ قرآن بن گئے،اب ہم حافظ بننے کے بعد قرآن دیکھ رہے ہیں،حافظ بننے کے درمیان ہم نے قرآن نہیں دیکھا۔

علماء گھروں پر گئے اور جا کر کہنے لگے،لوگوں کوئی لاوارث بچہ ہو تو دے دو،لوگ دے دیتے لے جاؤ یہ دردسر،لے جا کر اسے ملک کا بڑا عالم بنا دیا،ٹرین میں بیٹھ جاتے ایک کنارے سے دوسرے کنارے چلے جاتے اور بچے کو سبق سنا دیتے،سبق سننے کے لیے وہ دن بھی زمین نے دیکھا ہے۔

ناموافق حالات میں کئے جانے والے کارنامے

رشیا کے کمیونسٹ کے دور میں قبریں کھودی ہوئی ہوتی، اور قبرستان کے دروازے پر ایک بچے کو کھڑا کردیتے، ڈبلی کیٹ جنازہ اٹھا کرلاتے، ڈبلی کیٹ قبر میں بیٹھ کر روشنی میں سبق یاد کرتے، پولیس آجاتی تو مٹی ڈالنے لگ جاتے، شراب کی دکانیں کھولی، ساؤنڈ پروف دیوار کھڑے کردیے اور سامنے شراب نظر آرہی ہے، پیچھے قرآن پڑھایا جارہے حکومتوں کے ظلم کے زمانے میں، تنگ کردیے جانے کے زمانے میں کام کرنے والوں نے ایسے بھی کام کئے ہے، ہم کھلے ہوئے حالات کی قدر کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اب جتنے راستے کھلے ہیں اتنے پر چلنے کے لیے تیار نہیں ہے، جتنے دین پر چلنا آسان ہے چل کر بتاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر بھی پابندی لگ جائے۔

ایک بڑے عالم بدیع الزماں سعید طوسیؒ ۲۰ ربیس سال تک جیل میں رہے، چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر اسلامی مضامین لکھتے تھے، اس طرح چھ ہزار خطوط انہوں نے لکھے، شاگرد ہاتھ سے لکھ کر پانچ لاکھ شاگردوں تک ان کے خطوط کو پہنچادیتے تھے، اگر پرنٹنگ پریس میں وہ خط لے جاتے تو حکومت پکڑ لے، چھپا چھپا کر شاگرد لکھ رہا ہے، آج بھی وہ رسائل النور ہیں، آج بھی وہ اسلامی خطوط ہیں جو بدیع الزماں سعید طوسیؒ نے جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہ کر کام کیا، ان کا جسم بند تھا جذبات بند نہیں تھے، ان کا جسم قید میں تھا ان کے حوصلے قید میں نہیں تھے۔

آج بھی غزہ کے علاقے میں، فلسطین کے علاقے میں بہت چھوٹا سا علاقہ جس پر آئے دن میزائل برستے ہیں، بم بھی برستے ہیں، کئی لاکھ جنازے اٹھ گئے اس علاقے کے اندر سے، انہوں نے پروگرام بنایا ایک بیٹھک میں سب حفاظ کرام قرآن سنائے، ایک بیٹھک میں قرآن سنانے لگ گئے، پھر اس کے بعد انہوں نے کہا: ہم اندھوں پر محنت کریں گے، ان کو قرآن یاد دلانے کے لیے، تاکہ اللہ کی رحمت متوجہ ہوجائے، علاقے کے اندھوں

پر محنت ہوئی، سووں کی تعداد میں ان کو حافظ قرآن بنا دیا، پھر عورتوں پر محنت ہوئی، وہ بڑی تعداد میں حافظ عورتیں تیار ہوگئی، اس کے بعد مسئلہ آیا ہماری بستیوں میں گونگے بہرے بھی تو ہیں ان کو بھی قرآن سے جوڑا جائے، اشاروں سے قرآن کا حفظ کرنا، گونگے بہرے جیسے اشاروں سے ضرورت کی بات کرتے ہیں، اشاروں سے قرآن کا حفظ کرنے لگ گئے، پھر اس کے بعد اس دبی، کچلی اور دنیا کے سب سے بڑے قید خانہ میں رہنے والی انتہائی مظلوم قوم کے اندر درد ہوا، ہمیں پورے عالم میں دین پہنچانا ہے، آن لائن قرآن سکھانے کا نظام بنایا، اس غزہ کے علاقہ سے، فلسطین کے علاقہ سے پوری دنیا میں قرآن کے سکھانے کے لئے IT، کمپنیوں کی طرح انسٹیٹیوٹ انہوں نے قائم کردئے۔

کام کرنے والے قید و بند میں کرتے ہیں، کام کرنے والے دبے کچلے ہونے کی حالت میں کرتے ہیں، نہیں کرنے والے شکایتوں کی زندگی گزارتے ہیں، دشمنوں کا غم اٹھائے پھرتے ہیں، وہ ساری دنیا کو بدلنا چاہتے ہیں خود کو بدلنا نہیں چاہتے ہیں، ساری دنیا میں قالین بچھانے کا غم چھوڑو، اپنے پیر میں چپل پہننے کا غم لاؤ، اور اپنے بس کے چراغ جلاؤ، اپنے بس کے ڈول ڈالو، آخری سانس تک محنت کرو۔

حضرت سول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم ہوجائے، صور پھونک دیا جائے، اور تمہارے ہاتھ میں لگانے کا پودا ہو، وہ پودا لگادو، صور پھونک دیا گیا، یہ سوچ کر محنت کرنا نہ چھوڑو، مرتے مرتے کام کر کے گئے۔

قاضی ابو یوسفؒ! موت کا وقت قریب آیا، ایک صاحب مزاج پرسی کے لئے آئے، قاضی ابو یوسفؒ نے پوچھا کہ بیٹا! شیطانوں کو کنکری پیدل مارنا ہے یا سواری پر مارنا ہے، اس نے کہا غلط، انہوں نے اصلاح کی، مسئلہ بتایا، وہ جانے لگا، دہلیز کے باہر قدم رکھا تھا کہ اندر سے رونے کی آواز آنے لگی، قاضی ابو یوسفؒ دنیا سے چلے گئے، اور مرتے مرتے ایک مسئلہ بتا کر گئے، مرتے مرتے یہ آنے والے تک علم پہنچا کر گئے، بانجھ بن کر نہیں مرے۔

بنگلور میں فری ڈائلسیس کا ہاسپٹل چلتا ہے، ایک رکشہ چلانے والا آیا، کام کرنے

کے لئے دُھن چاہیے، دولت نہیں چاہیے، ہمت چاہیے، پیسہ نہیں چاہیے، علماء سے مشورہ چاہیے، اللہ کام کرواتے ہیں، وہ آٹو چلانے والا شخص آیا، اور آکر کہنے لگا یہ میری ایک ہفتہ کی کمائی ہے، آپ لوگ مفت میں ڈائلسیس کرتے ہیں، میری طرف سے بھی ایک پیشنٹ کو ڈائلسیس کر دیجئے، میرے پاس کچھ نہیں تھا سوائے اس تھوڑی سی پونجی کے، آپ اسے قبول کر لیجئے۔

مدراس کے علاقہ میں آج بھی مدرسہ داؤدیہ ہے، آسام کے علاقہ میں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، مدرسہ میں کوئی مطبخ نہیں ہے، مدرسہ میں کوئی ہاسپٹل نہیں ہے، بچے جھونپڑیوں جیسے گھروں میں رہتے ہیں، اور وہی گھر والے نہلاتے، کھلا، پلا کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو مدرسہ میں لاکر وقت پر بٹھا دیتے ہیں، ۵۰۰/ٹفن ہیں، گھر گھر میں دے دئے گئے، آٹو دو مرتبہ چکر لگاتا ہے، ۵۰۰/ٹفن ایک وقت میں مدرسہ میں پہنچ جاتے ہیں، کرنے والے چھوٹی چھوٹی بستیوں کے اندر کیسے کر رہے ہیں، یہاں ۴۷/لاکھ بیوائیں ہیں، یتیم ہیں کوئی ان کی مزاج پرسی کرنے والا نہیں۔

ایک احتجاج، ایک مظاہرے اور پروٹیسٹ کرنے سے ملک کے حالات نہیں بدلیں گے، یہ ملک آزاد ہوا ۲۰۰/سال کی محنت سے، انگریز اس ملک پر قابض ہوا ۷۰/، ۸۰/سال کی محنت سے، انقلاب صدیوں میں آتا ہے، انقلاب سالوں میں آتا ہے، ایک دکان آباد کرنے کے لئے دسیوں سال لگ جاتے ہیں، ایک قوم کو اٹھانے کے لئے دسیوں سال لگ جاتے ہیں، جاپان پر ہیروشیما، ناگاساکی بم برسادئے گئے، کمر توڑ دی گئی، انہوں نے کہا ہم ۸/آٹھ گھنٹے کام کرتے تھے، ۱۰/دس گھنٹے کام کریں گے، ہمارے مرد کرتے تھے، عورتیں بھی کریں گی، اب وہ دن آیا کہ وہ اپنے کاروبار، تجارت میں ساری دنیا پر چھا گئے۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (۱)

ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ غیر مسلم آم کا درخت لگائے اور اس کے درخت پر کانٹے آجائے، میں بَبُل کا درخت لگاؤں اس پر آم آجائیں، اگر میں نے ببل کا درخت لگایا ہے ببل کے کانٹے ہی آئیں گے، اس نے آم کا درخت لگایا ہے، اس کے درخت پر آم ہی آئیں گے، ان کے بچے اپنے بوڑھے، رٹائرڈ ججوں کے پاس آشرموں میں بیٹھ کر سپریم کورٹ کا جج کیسے بن جائے، C.A کی پڑھائی کیسے پڑھیں، UPS,IPS، کی تیاری کیسے کریں، وہ اپنے تجربات کو آئندہ کی نسلوں میں منتقل کرنا چاہتے ہیں، ہم نے کیا اپنی نسلوں کے لئے اتنی کوششیں کی ہیں؟

زندگی میں کچھ کام کیجئے

میرے عزیزو!

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۲)

اصل مسئلہ تو کلمہ والی موت کا ہے، اسلام تو قیامت تک رہے گا، لیکن میں موت تک مسلمان باقی رہوں گا؟ اس کی اصل فکر کرنا ہے، میری آخرت کا مسئلہ ہے۔

يا عِشْ محمَّدُ ! ما شئتَ فإنَّك ميِّتٌ (۳)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جتنے سال جی لیجئے، آپ کو موت آنی ہے، کرونا میں کس کو اپنی موت یاد نہیں ہے، دائیں بائیں موت للکارتی رہی ہے، چغلیاں کھاتی رہی، اور اس کے آس پاس کے حادثے، ہارٹ بیٹنگ بڑھاتے رہے، اب نئی عمر ملی ہے، نیا عمل کر کے بتاؤ، نئے زندگی کے دن ملے ہیں نیا عمل کر کے بتاؤ، عمر وہ نعمت ہے جو عمل میں اضافہ کے ساتھ ہو، وہ عمر

---

(۱) العنکبوت:۶۹

(۲) السجدۃ:۲۱

(۳) طبرانی:۷۷

نعمت نہیں ہے جو عمل میں کمی کے ساتھ ہو۔

طُوبٰی لِمَنْ طَالَ عُمْرُہُ وَحَسُنَ عَمَلُہُ.(۱)، مبارک بادی کے قابل ہے وہ بندہ جس کی عمر میں بھی اضافہ ہو،عمل میں بھی اضافہ ہو، کرونا ختم ہو گیا، موت ختم نہیں ہوئی، کس وجہ سے میں بے خوف ہو چکا ہوں، کیا مجھے اپنی آخرت یاد ہے، اپنے بھائی کو دفنا کر بھی، اپنے باپ کا جنازہ دیکھ کر بھی، اللہ تعالی نے فرمایا **"إعمل ما شئت فإنک مجزی به"** جو چاہے آپ عمل کر لیجئے آپ کو اس کا بدلہ دیا جائے گا **"واحبب من شئت فانک مفارقه"** اور جس سے چاہے آپ محبت کر لیجئے آپ کو اس سے جدا ہونا ہے۔

کتنے لوگ ہیں جو مر گئے، اور ان کی قضاء نمازوں کا فدیہ دیا گیا، ایک نوجوان کی ماں کا انتقال ہو گیا، بیمار رہتی تھی، ۹/لاکھ روپئے اپنی والدہ کے نماز، روزہ کا فدیہ ادا کیا، ایک صاحب ٹرین میں جا رہے تھے، پوچھنے لگے میرے والد کا ۲۰/سال پہلے انتقال ہوا ہم نے دس، دس، بارہ، بارہ سال کی نمازوں کا فدیہ تقسیم کر لیا ہے، ہمارے والد بڑے دیندار آدمی بھی تھے، ان کے قبر کے عذاب کے سلسلہ میں ان کو راحت پہنچ جائے، اللہ قبول کر لے، ان کی نمازوں کا پورا فدیہ دینا چاہتے ہیں، تا کہ ان کی گردن اللہ کے یہاں چھڑا دی جائے۔

بچی کھچی زندگی کی قدر کیجیے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ (۲)

کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں نصیحت کرنے والا نصیحت حاصل کر لیتا، اور تمہیں ڈرانے والا بھی اللہ کی طرف سے آ گیا، مستورات کے اجتماع، اللہ والوں کو بلاؤ، ان کے قدم ہمارے بستیوں میں پڑے، ناچنے والوں کو بلاتے ہو، کھانا پکانے والے

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۳۴۲۶۵

(۲) فاطر: ۳۷

باورچیوں کو حیدرآباد سے بلاتے ہو، اللہ والوں کو نہیں بلا سکتے، ولیوں کو نہیں بلا سکتے، جلیل القدر علماء کو نہیں بلا سکتے، ایک مرتبہ کی بارش سے پورے تالاب نہیں بھر جاتے، پورے ڈایم نہیں بھر جاتے، ایک مرتبہ کے اجتماع سے بستیاں نہیں بدل جاتی، مسلسل محنت، روزانہ، دو دن میں ایک مرتبہ نل کا پانی آئے تب ہماری ضرورتیں پوری ہوگی، ہر ہفتہ دس دن میں اللہ والے آئیں، اصلاحی مجلسیں ہوں گھر کے لوگ شریک ہوں، تب جا کر ہماری زندگیوں کا رخ بدلے گا۔

یہ کیسی بزدلی ہے، خودکشی کا رجحان بڑھتے چلے گیا، یہ کیسی جزباتیت کہ جزباتی نعروں کے حوالے ہوگئے، حکومت کے خلاف نعرے لگائے، ہوا کچھ نہیں، سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا، یہ نادانی کا سبق کس نے دیا ہے، یہ جذباتیت کا درس کس نے تمہیں دیا ہے، کیوں اپنی نسلوں کو اجاڑنے پر تلے ہو، انہیں اہل حق علماء کے حوالہ کرو، یوٹیوب، فیس بک کے حوالہ نہ کرو، اس ملک کے اندر تین ہزار فسادات ہو چکے، بستیاں جل چکیں، فساد کیوں ہوتا ہے؟ دو آدمی کی لڑائی، دو مذہب والوں کی لڑائی بن جاتی ہے، دو آوارہ دوستوں کی لڑائی دو محلوں کی لڑائی بن جاتی ہے، ہم کوئی اسلام کے لئے تھوڑی لڑ رہے ہیں، ہم دین کے لئے تھوڑی لڑ رہے ہیں، اتنا ہی بابری مسجد کے لئے لڑ سکتا ہے، محلہ کی مسجد آباد نہیں کر سکتا ہے، کسی بیٹی کے دوسرے کے ساتھ بھاگ جانے پر اسے اشتعال آجاتا ہے، لیکن جہیز، جوڑے کی رقم کے بغیر نکاح کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے، بازاری لڑکی سے نکاح کرتا ہے جسم کے کپڑوں پر تیار، میں اس کا مجنوں ہوں، اگر حیاء والی لڑکی سے نکاح کرتا ہے تو پھر جہیز کا پورا سامان میری ماں مانگتی ہے، تو میں نے بازاری عورت کی قیمت بڑھادی ہے، پاک دامن عورت کی قیمت گھٹادی ہے۔

میرے بزرگو! اپنے اپنے حصہ کی ذمہ داریاں، اور ذمہ داری کا احساس ہمیشہ جب اس قسم کے مذاکرے ہوں گے اللہ تبارک وتعالی محنتوں کو ضائع نہیں کرتا ہے، باطل ہوائی جہاز کی رفتار سے اور حق چیونٹی کی رفتار سے بھی اگر چلتا ہے حق میں اللہ نے وہ طاقت دی ہے جو باطل کو ختم کر دے گا۔

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ(۱)

ہم نے گجرات کے اندر دیکھا پوری بستی کے اندر مسجد سے کنکشن دیا ہوا، مسجد میں جو سبق دیا جارہا ہے ایک ایک گھر تک پہنچ جائے، پالن پور کے علاقہ کے اندر ۶۰۰؍سو بچے ایک ایک مکتب کے اندر ہیں، ۱۲۰۰؍بچیاں ایک ایک مکتب کے اندر ہیں، جہاں پنجم تک کی پڑھائی، ششم تک کی پڑھائی مکتب میں دے دی جاتی ہے، مسجد میں دے دی جاتی ہے، مسجد کے باہر بچوں کا گھر نامی ایک عمارت ہوتی ہے اس میں دے دی جاتی ہے، اللہ تعالی نے ہمارے اندر بھی صلاحیتیں رکھی ہیں، گٹکوں میں کتنا لگ گیا، پھونکنے تھوکنے میں کتنا لگ گیا، گندے ریچارج میں کتنا لگ گیا، لیلاؤں کی محبت میں کتنا لگ گیا، گاڑیوں کے ایکسیڈنٹ میں کتنا لگ گیا، اللہ کے کام کے لئے کیوں نہ لگا؟ اللہ کے کام کے لئے قبول کیوں نہ ہوا۔

نجم الدین ایوبؒ کے زمانہ میں عزیز بن عبدالسلامؒ کا مقابلہ بادشاہ وقت سے ہوا، بادشاہ وقت نے جلاد کو بھیجا، جاؤ! عزیز بن عبدالسلامؒ کی گردن مار کر لاؤ، گردن لانے کے لئے جلاد نکلا، عزیز بن عبدالسلامؒ کا بیٹا دوڑا ہوا آیا، کہنے لگا ابا جی! جلاد آرہا ہے آپ کی گردن لینے کے لئے، عزیز بن عبدالسلامؒ نے فرمایا: بیٹا! تیرا باپ اتنا اچھا نہیں ہے کہ اللہ کے راستہ میں اس کی گردن قبول ہوجائے، اس کے لئے بڑی قسمت چاہیے، اللہ کے لئے مال قبول ہوجائے بڑی قسمت چاہیے، اللہ کے لئے جان قبول ہوجائے بڑی قسمت چاہیے، واقعی وہ قسمت ہماری بن نہیں پارہی ہے۔

رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ(۲)

پیچھے رہنے پر راضی ہوگئے، اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادیا ہے۔

---

(۱) الرعد:۱۷

(۲) التوبہ:۸۷

قبل از وقت تیاری کریں

ہم میں سے ہر ایک ذمہ دار، ایک اینٹ بھی صحیح نہ ہوتو دیوار درست نہیں ہوسکتی ہے، بستی کا ایک آدمی بھی اصلاح اور سدھار کے لئے تیار نہ ہو پوری بستی کا رخ صحیح نہیں ہوسکتا ہے، تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنے ماتحتوں کا ذمہ دار ہے، کیا ہم انتظار کررہے ہیں کہ میری بیٹی کب دوسرے کے ساتھ بھاگے گی؟ کیا ہم انتظار کررہے ہیں کب میرے بیٹے کے طلاق کا حادثہ ہوجائے گا؟ ہم انتظار کررہے ہیں کب میرے بھائی کی گرفتاری ہوجائے گی، ہم انتظار کررہے ہیں سیلاب میرے گھر میں کب آئے گا، ہم انتظار کررہے ہیں کب میری کرونا سے موت ہواور مجھے لاوارث جنازہ کی طرح چھوڑ دیا جائے۔

ہم انتظار کررہے ہیں کہ میری اولاد مرتد ہوجائے، قادیانی، شکیلی، ملحد، ایتھسٹ بن جائیں، اس کے بعد ہم کوشش کریں گے، بیماری کے آنے سے پہلے صحت کے بچانے کی کوشش نہیں کریں گے، یہ سمجھداروں کا طریقہ نہیں ہے، سمجھداروں کا طریقہ یہی ہے کہ بیماری کے آنے سے پہلے صحت کا انتظام، بیماری کے آنے سے پہلے دواخانہ کا انتظام، بیماری کے آنے سے پہلے پرہیز کا انتظام، کوئی اپنے بارے میں دھوکہ میں نہ رہے، یہ فتنوں کا دور ہے، مہنگائی کا مسئلہ نہیں، موابلنچنگ کا مسئلہ نہیں، فسادات کا مسئلہ نہیں، اس ملک کے اندر GDP، کے ڈھل جانے کا مسئلہ نہیں، اس ملک کے اندر الیکشن کے دھاندلیوں کا مسئلہ نہیں، حکومت کے سوتیلے پن کا مسئلہ نہیں، قانون کی جکڑ بندیوں کا مسئلہ نہیں، اس ملک میں ایک ہی مسئلہ ہے، میری اور آپ کی نسل ایمان پر کیسے مرجائے۔

حضرت یوسفؑ جس سماج میں پیدا ہوئے، مورتی پوجا عام تھی، اللہ کے نبی، باپ بھی نبی، دادا بھی نبی، پردادا بھی نبی، غم ہے میرے رب ایمان پر موت دے دے، تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ(۱) اے اللہ! ایمان کی حالت میں موت عطافرما، نیک

---

(۱) یوسف:۱۰۱

بندوں کے ساتھ حشر فرما۔

میرے عزیزو! یہ کرنے کے کام ہیں،مکتب کو مضبوط کرنا،دارالقضاء قائم کرنا ،بالغات قریب النکاح لڑکیوں کے لئے اجتماعات کا منقعد کرنا،نوجواں کی تعلیم اورتجارت کے لئے کونسلنگ کرنا،اپنے چبوتروں پر بیٹھ کر طعنہ دینے سے،اپنے گھروں میں بیٹھ کر صرف شکایت کرنے سے کہیں پر بھی اندھیرا ختم نہیں ہوگا،کرنے کا کام ہے اپنے دینی ماحول والے اسکول قائم کرنے کا،اپنے آدھار کارڈ،اپنی اوٹر آئی ڈی کارڈ کے درست کرنے کا،اپنے نوجوانوں کو جزباتیت میں بہنے سے روک کر،اشتعال میں بہنے سے روک کر،مزید اپنی زندگی کو تباہ کرنے سے روکنے کا۔

اللہ تبارک وتعالی ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے،ہماری بستیوں کو آباد فرمائے،علم کا چراغ روشن فرمائے،جہالت اور بد دینی کا پروردگار عالم خاتمہ فرمائے،ہماری صلاحیتوں جان ومال کو اللہ تعالی قبول فرمائے۔آمین

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مکاتب کا قیام، وقت کی ناگریز ضرورت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

نرمی سے تعلیم دیں

گرمائی اور سمر کلاسس، سب سے پہلا کام بچوں کے دل میں اپنی جگہ بنانا ہے، دیندار چہرے کی محبت، مسجد کی محبت، دینی تعلیم کی محبت بچے کے دل میں پیدا ہو جائے، ہمیں دیکھنا چاہیے کرسچن مشنریز کی، ایل کے جی، یو کے جی کی پڑھانے والی لڑکیوں کو کتنی محبت سے پڑھاتی ہیں، کتنی قدردانی، کتنا پیار بار بار دہراتی ہیں۔

ہمیں دیکھنا چاہیے ایک صاحب شراب پینے کے لیے دکان میں گئے، گلاس چھوٹ گیا تو دکان والے نے کہا: کوئی بات نہیں صاحب، دوسرا گلاس دے دیں گے، کچھ دن بعد مسجد میں گئے، فون کھلا رہ گیا، پوری مسجد والے غصہ ہونے لگے، بدتمیز تجھے مسجد میں فون بند کرنا یاد نہیں آیا، تو شراب پلانے والا پیار سے پلاتا ہے، نماز پڑھوانے والا ناقدری اور سختی سے پڑھواتا ہے، میں شراب پینے جاؤں یا مسجد کی طرف آؤں؟

ترکی میں، عرب ملکوں میں لوگوں نے دیکھا کہ امام صاحب کے پاس چاکلیٹ کا ڈبہ ہوتا ہے، نماز پڑھنے کے بعد چھوٹے بچے امام صاحب سے مصافحہ کر کے چاکلیٹ لے جاتے ہیں، جو لوگ چھوٹے بچوں پر صبر کرنا نہیں چاہتے ہیں وہ اپنی نسل کی ترقی نہیں چاہتے ہیں، جو اپنے چھوٹے بچوں پر صبر کرنا نہیں چاہتے ہیں وہ اپنی آئندہ کی نسل کو بری عادتوں سے بچانا نہیں چاہتے ہیں۔

ایک مسجد کے باہر لکھا ہوا تھا، آنے والے چھوٹے بچوں کی پٹائی نہ کرو، یہی آئندہ کے مصلی ہیں، چبوتروں پر بیٹھنے پر ناراضگی ہے کہ بچے چبوتروں پر ضائع ہو رہے ہیں اور مسجد

میں آجائیں تو سختی ہے، یہ بچے کہاں جائیں گے؟ نماز کے لیے بے شعور بچوں کو نہیں لایا جائے گا، صبی غیر ممیز کو نماز کے لئے نہیں لایا جائے گا، لیکن مکتب کے لیے لایا جائے گا، اگر اس کے پیشاب پاخانے کا مسئلہ قابو میں ہے تو اسے مسجد میں لایا جائے گا، تاکہ مسجد کے ماحول سے اسے محبت ہوجائے، پہلا کام یہی ہے کہ بچوں کے دل میں دین، مسجد، علماء اور علم دین کی محبت پیدا ہوجائے، محبت دیں گے جان بھی آدمی لے سکتا ہے، عداوت اور دشمنی کا معاملہ کرے گا سامنے والا پانی بھی نہیں پلائے گا، طبیعت بے قابو اس لئے ہوجاتی ہے کہ بچے مانتے نہیں ہیں، بچے سنتے نہیں ہیں، نبی کا بچہ ہو، ولی کا بچہ ہو شرارت اس کے اندر رہے گی، اور شرارت اس کے صحت مند ہونے کی علامت ہے۔

جب تک آدمی اپنا بچپن یاد نہیں کرے گا کامیاب استاذ نہیں بنے گا، جس کو اپنا زمانۂ طالب علمی، پڑھنے کا زمانہ یاد ہو وہ کامیاب استاذ بنتا ہے، میرے بڑوں نے کتنا صبر کیا، مجھے بڑوں نے کتنا برداشت کیا، میرے بڑوں نے میرے ساتھ کتنی شفقت کا معاملہ کیا، تو جس کو اپنا بچپن یاد ہوگا وہ کامیاب استاذ بنے گا، اگر مجھے میرے باپ کا طعنہ دیا جاتا تو مجھے بہت برا لگتا تھا، تیرے ابا ویسے ہی ہے، تو بھی ویسا ہی ہے، اور اس سے آگے کی گالیاں، جانور کی گالیاں، کتے کی گالیاں، اگر میں اس عمر میں ہوتا تو میں ان گالیوں کو برداشت نہیں کرسکتا تھا، مولانا مجھے بولئے جو بولنا ہے میرے ماں باپ کو مت بولئے، مجھے بولئے جو بولنا ہے میرے خاندان کو مت بولئے، طالب علم پلٹ کر جواب دیتا ہے۔

تربیت وذہن سازی پر توجہ دیں

دوسری بات یہ ہے کہ رٹانے سے زیادہ ذہن سازی ہو، نورانی قاعدہ، دعائیں، اذکار نماز، ہم دو مہینے میں زیادہ نہیں پڑھا سکتے ہیں، لیکن ذہن بنا سکتے ہیں، ایمانیات سے متعلق، اللہ کا تعارف، نبی کا تعارف، ختم نبوت کا عقیدہ، کسی قسم کا کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، خلیفہ مہدی کون ہے؟ حضرت عیسیٰؑ کون ہے؟ قیامت کب آئے گی؟ آخرت اور برزخ کے بارے

میں، کچھ نہیں کر سکتے ہیں، منتخب احادیث کے ایمانیات کا باب، اکرام مسلم کے اخلاقیات کی حدیثیں انھیں پڑھ کر سمجھا دیا کریں، کافی ہے، حکایت صحابہ، فضائل اعمال کے قصے، قصوں سے ذہن بنتا ہے، دینیات کی کتابیں آن لائن میں بھی موجود ہے، اخلاقی کہانیاں، تربیتی کہانیاں، اولیاء کے واقعات وغیرہ قصوں کی طرف بچوں کے ذہن جلدی متوجہ ہوتے ہیں، قصوں، کہانیوں کی روشنی میں کہی جانے والی بات محفوظ رہتی ہے۔

علم دین کے سلسلہ میں ذہن سازی ،حافظ، عالم بننے کے سلسلہ میں ذہن سازی، مدرسہ جانے کے سلسلہ میں ذہن سازی، ایسے کئی علماء ہیں جو اضلاع سے شہر کے مدرسوں میں بچوں کو داخل کرواتے ہیں، مہینہ دو مہینہ میں اپنی اولاد کی طرح آکر ملتے ہیں، ان کے ذریعہ سے علاقہ میں حفاظ اور علماء تیار ہوتے ہیں، بڑی بڑی عمارتیں، مہنگی مہنگی زمینیں اس کے مقابلہ میں، علماء کو اس انداز سے تیار کیا جا سکتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے قاضی ابویوسفؒ کے گھر کا پورا خرچ دیا، بیٹا! تم یہاں پر پڑھا کرو، تمہارے گھر میں جتنا تمہارے ذریعہ سے کمائی جاتی ہے وہ پوری انکم میں دینے کے لئے تیار ہوں، تم پڑھائی میں یکسو ہو جاؤ، شاگردوں کو اپنی اولاد کی طرح پالا ہے، بڑوں نے شاگردوں کے نام لے کر دعائیں کی ہیں، تب جا کر ان کے ذریعہ سے علماء کی، شاگردوں کی ایک تعداد تیار ہوئی ہے، مشینی تعلق، نوکری کا تعلق، فیس لینے دینے کا تعلق، تاجرانہ تعلق، یہ تعلق شاگرد کو تیار نہیں کرے گا، روحانی تعلق، دلی تعلق، کوئی بچہ نہیں آیا جا کر عیادت کی، دعا پڑھ دیں بس، کوئی بچہ مایوس محسوس ہوا بٹھا کر پیار کر دیں بس، تب دلی تعلق ہوتا ہے، سڑک پر استاذ جی نظر آ گئے تو طالب علم آکر سلام کر کے مصافحہ کر رہا ہے، اتنی محبت اگر میں دے چکا ہوں تو میں اپنے استاذ بننے میں کامیاب ہو گیا، اگر میں نے یہ نہیں دیا ہے تو میں اپنے پیشے میں کامیاب نہیں ہوں، استاذ کو یاد کر کے آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں، استاذ کو یاد کر کے بے اختیار ان کے لئے ایصال ثواب کرنے لگ جاتے ہیں، ہمارے استاذ ایسے تھے، ہمارے استاذ ایسے تھے، ہمارے استاذ نے مجھ

پرایسی شفقت کی تھی۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ(١) اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کی رحمت ہے کہ آپ شاگردوں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں نرم ہو گئے۔

منصوبہ بند طریقہ سے پڑھائیں

تیسری بات: منصوبہ بند انداز میں، دو مہینہ کے اندر بیس دعائیں پڑھانا ہے، دو مہینے کے اندر اذکار نماز پورے یاد دلانا ہے، سب سے پہلے کلمہ، ایمان مفصل، ایمان مجمل، ان کے بعد اذکار نماز ہے، چار سورتیں، سورۂ فاتحہ، التحیات، دعاء قنوت، یہ واجبات ہیں، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے، نماز کی عملی مشق، اذان اور اقامت کی عملی مشق یہ سب سے پہلے درجہ میں کیا جانے والا عمل ہے۔

احادیث کے رٹانے سے زیادہ اور اگر اللہ توفیق دے دے، باشعور بچے ہوں، جمعہ کے چھوٹے، چھوٹے خطبے یاد دلائے تا کہ وہ آس پاس کے دیہات میں نوکری کی جگہ پر جمعہ پڑھا سکیں، اگر بڑے بچے ہوں، اور پھر دو مہینہ کے بعد جتنا ہم نے سلبس ڈزائن کیا تھا، جتنی چیزیں ہم نے طے کی تھی، اسی کے مطابق امتحان ہوگا، وہی ٹارگیٹ ہمیں پورا کرنے کی فکر ہوگی، اسی کے مطابق امتحانات لئے جائیں گے، لڑکیوں کو ان کے ذہن میں پردہ کی عظمت، پردہ کی اہمیت، پردہ والے لباس کی اہمیت، ماں باپ کے حقوق کیا ہیں، گالی گلوچ کے نقصانات کیا ہیں، ظلم کرنے کے گناہ کی سنگینی کیا ہیں، ہمارا معاشرہ کتنا بگڑ چکا ہے کہ مکتب میں بیٹھنے والی پوری بیس، پچیس بچیوں میں ایک کے پاس بھی شلوار کرتا نہیں ہے، پہلے بچیوں کا لباس بدلتا ہے، پھر ماؤں کا لباس گھر میں بدلتا ہے، پھر ماؤں کا لباس سڑکوں پر بدلتا ہے، بے حیائی جو گھروں کے اندر آتی ہے وہ اس طریقہ سے آتی ہے کہ پہلے بچوں کا لباس چھوٹا ہوا، پنڈلیاں کھل گئی، کلائیاں کھل گئی، پھر اس کے بعد بچوں کا ہاف (آدھا) لباس ہو گیا، پھر اس کے بعد مائیں وہ لباس گھر میں پہننے لگی، پھر اس کے بعد برقع اترا، سڑکوں پہ اور وہی لباس پہننے لگی، پردہ کی اہمیت کوئی ضروری نہیں ہے، ہم برقع کو یا کرتا، شلوار کو

(١) آل عمران:١٥٩

یونیفارم بنادے، آپ اہمیت بتلایئے۔

ہم مصر میں تھے، تو وہاں پر ایک استاذ اسکول چلانے والے، ٹوپی پہننے کا مذاق اور ٹوپی پہننے کی اتنی ہمت ان کے پاس نہیں ہوتی ہے، تو انہوں نے اعلان کردیا، جو بچہ کل سے ٹوپی پہن کر آئے گا، میں اس کو ایک ایک بلون دوں گا، بھگّا دوں گا، تو سارے بچے بلون لینے کے لئے ٹوپی پہن کر آنے لگے، پہلے دنیا کی ترغیب دلا کر دین کی طرف لایا جاسکتا ہے، پہلے دنیا کے پرکشش سامان دے کر آخرت کی طرف متوجہ کیا جاسکتا ہے، اس کا اہتمام ہونا چاہیے، اور پھر آخری دن پیرنس میٹنگ ہونا چاہیے، درمیان میں بھی اگر ایک مہینہ کے بعد پیرنس میٹنگ ہوتی ہے تو بہت اچھا ہے، ۱۶۰/ بچے ہیں، ۳۰۰/ کے قریب ماں باپ آجائیں گے، دو گھنٹے کے لئے بلایئے، اور طلباء پر زور لگایئے، سب کو اپنے ماں باپ لے کر آنا ہے، اگر ہم نے نلوں کو صاف کیا، ٹنکی کو صاف نہیں کیا، اگر ہم نے استاذ والا پلر درست کیا، بچے والا پلر درست کیا، ماں باپ والا پلر درست نہیں کیا، تو پورے گھرانہ کی تربیت نہیں ہوگی۔

ایک واقعہ

حیدرآباد کے ایک اسکول میں ایک بچہ پورے اسکول سے لڑا کرتا تھا، تو ایک بزرگ وہاں پر گئے، تو وہ بچہ کو لائے، بہت شرارتی بچہ ہے صاحب، آپ اس پہ کچھ پڑھ دیجئے، بیٹا! کیوں شرارت کرتے ہو، جھگڑا کرنا گناہ کی بات ہے، تکلیف دینا گناہ کی بات ہے، تو بچہ فوراً کہنے لگا مولوی صاحب! جھگڑا کرنا میرے لئے گناہ ہے یا میرے ماں باپ کے لئے بھی گناہ ہے؟ بھائی جو بھی جھگڑا کرے گا وہ گناہ ہے، آپ مجھے جھگڑے سے روکتے ہیں، میرے ماں باپ کو جھگڑے سے نہیں روکتے، میرے ماں باپ صبح سے شام تک لڑتے رہتے ہیں، گالی گلوچ کرتے رہتے ہیں، تو ہم نے اگر بچوں کی تربیت کی، ماں باپ کی ذہن سازی نہیں کی، تربیت پوری ہونے والی نہیں ہے، بچوں کی تربیت کی، لقمہ صاف نہیں کیا، لقمہ حلال کا ہے یا حرام کا ہے، اگر ہم نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تو بچوں کی تربیت مکمل نہیں ہوگی، پیرنس میٹنگ ہونی چاہیے، دو مہینہ کے بعد ہی صحیح، ڈیڑھ مہینہ کے بعد ہی صحیح، ہمارا کام مکمل ہوگا اور پتہ چلے گا

کہ واقعی کیا کام کیا گیا ہے، اور بچوں کا تعلیمی مظاہرہ کروایا جائے۔

گجرات میں فسادات ہوئے، مولانا سجاد صاحب نعمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: میں دورہ پر گیا، ایک جگہ پر کھانا تقسیم ہورہا تھا، ایک میلے کپڑے پہنا ہوا لڑکا وہ بھی لائن میں کھڑا ہوا تھا، جب اس بچہ کی باری آئی، اس سے کچھ کہا گیا اور اس نے جواب نہیں دیا، وہاں سے، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے بھاگ کر آنے لگا، مولانا سجاد صاحب فرماتے ہیں: میں اس بچہ کے پیچھے پیچھے گیا، بچہ کو میں نے پکڑا، بیٹا! تمہارے ساتھ کیا ہوگیا تم وہاں پر کیوں گئے تھے؟ تو اس بچہ نے کہا: حضرت تین دن کا بھوکا ہوں، ماں باپ سب یہاں پر فسادات میں کاٹ دئے گئے، سب ختم ہوگیا، اب یہاں پر کھانا تقسیم ہورہا تھا، تو میں کھانا لینے کی لائن میں کھڑا ہوا، مجھ سے بولا گیا جے شری رام بولو، تمہیں کھانا دیا جائے گا، تو میں نے کہا: بھوکا مرجاؤں گا جے شری رام نہیں بولوں گا، لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے بھاگنے لگا، میں مکتب کے اس استاذ کے ایمان سکھلانے کو سلام کرتا ہوں کہ اس نے کیسا بیج بچہ کے دل میں بویا ہوگا اور کیسے کفر وشرک کی نفرت دل میں بسائی ہوگی، اس بچہ تک ہم جیسے مقرر نہیں پہنچے ہیں، اس بچہ تک کوئی شیخ الحدیث نہیں پہنچا ہے، اس بچہ تک آپ جیسوں کی تربیت پہنچی ہے، ایمان کی عظمت دل کے اندر ایسی بسادی گئی، ولی بننے کے لئے شیخ الحدیث بننا ضروری نہیں ہے، بڑا بزرگ بننے کے لئے بڑی کتابیں پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

ہمارے بزرگوں کے شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، آپؒ کے شیخ نور محمد صاحب جھنجانویؒ مکتب کے استاذ تھے، مکتب کے استاذ کے ہاتھ پر حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے بیعت کی، پورے علمائے دیوبند کے شیخ الشیوخ ہیں، بتایئے آپ، اتنا بڑا مقام حاصل کیا جاسکتا ہے اپنے اخلاص اور اپنی محنت کے ذریعہ سے، اللہ ہم سب کو یہ دولت عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

بالغات کے مکاتب

اہم اصول اور مفید تجربات

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

میرے عزیز و اور دینی بھائیوں! عالم ربانی بننا ہے اور مفسرین نے ایک تفسیر عالم دین کی یہ کی ہے کہ جو چھوٹی چھوٹی باتیں پہلے سکھاتا ہو بڑی باتوں کے مقابلہ میں، ایک تفسیر کرتا ہے عالم ربانی کو جو عمل کا اہتمام کرتا ہو۔

دوسرا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

إِنَّ هَذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ، وَلِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيحُ، فَطُوبَى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللَّهُ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ، مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ. مبارکبادی کے قابل ہے جو خیر کی کنجی بن جائے، شر کے لئے تالا بن جائے، وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللَّهُ مِفْتَاحًا لِلشَّرِّ، مِغْلَاقًا لِلْخَيْرِ. (۱)

اور بربادی ہے اس کے لئے کہ جو شر کی چابی بن جائے، خیر کے لئے تالا بن جائے، شر کو پھیلانے کا ذریعہ بنے، بھلائی کو روکنے کا ذریعہ بنے۔

دوسروں کے لیے مثالی بنیں

سب سے پہلا کام خود ہمیں مثالی بننا ہے، استاذ کی غیر اختیاری عادتیں شاگردوں میں منتقل ہوجاتی ہیں، حسن معاشرت، میرا سلوک میری والدہ سے، میری بہنوں سے، گھر کے کام، کاج میں دلچسپی، جوائنٹ فیملی میں رہنے کا انداز، بے غرض ہوکر رہنا، اپنے شوہر کے حقوق، اپنی ساس کے ساتھ برتاؤ، اپنی نند اور جٹھانی کے ساتھ سلوک، یہ اصل مثالی بننا ہے

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۳۸

کہ عمل کے ذریعہ سے دیا جانے والا سبق زیادہ مؤثر ہوتا ہے زبان سے دئے جانے والے سبق کے مقابلہ میں۔

ہمارے بزرگوں میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں: کیسے استاذ کو مقرر کیا جائے، حضرت کا عجیب جملہ ہے، بہت سی کتابیں اللہ نے پڑھنے کا موقع دیا،لیکن حضرت کا یہ جملہ دسیوں صفحات پر بھاری محسوس ہوا، کامل کو تلاش نہ کرو، طالب کا سا مزاج ہو، عرصۂ دراز تک بزرگوں کا صحبت یافتہ ہو، طالب کی سی شان رکھتا ہو، پوچھ کے چلنے کا محتاج سمجھتا ہو، اصلاح سے مستغنیٰ نہ رہتا ہو۔

تعلق مع اللہ مضبوط ہو

جتنا تعلق مع اللہ اور جتنے تنہائی کے اعمال ہوں گے اتنی ہی روحانیت آئے گی، اتنی ہی کام میں قبولیت آئے گی، فرائض کا اہتمام، نوافل اربعہ (تہجد، اشراق، چاشت، اوابین) کا اہتمام، روزانہ کچھ وقت دعا کے لئے، عبدیت پیدا ہوتی ہے، دعا کی وجہ سے انکسار آتا ہے، دیکھئے صرف تعلیم کافی نہیں ہے، صرف تبلیغ کافی نہیں ہے، تاریخ میں جس سے بھی کام ہوا ہے، کسی صاحب دل سے حقیقی تعلق رکھنے والے سے ہی کام ہوا ہے، اپنی تکمیل کی فکر تزکیہ کے ذریعہ سے، اپنی تکمیل کی فکر کسی صاحب دل کو اپنے احوال سنا کر، نفس کے حملے جب ہی ہوتے ہیں جب آدمی کام کے ابتدائی دور میں ہوتا ہے، مایوسی، بے حسی، لوگوں کی ناقدری کا شکوہ اور جب آدمی سے کام ہونے لگ جائے، استقبال ہونے لگ جائے اس وقت تکبر کا حملہ، عجب کے جرائم، دنیا کی محبت اپنا کمال سمجھنے لگ جاتا ہے، ہر حال میں ہم اللہ والوں سے پوچھ کر چلنے کے محتاج ہیں۔

بزرگوں سے تعلق استوار رکھیں

اپنی تکمیل کی فکر کریں، حضرت علی میاں ندویؒ کے گھرانہ کو دیکھ لیجئے، کیسا گہرا تعلق تھا شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ سے، مفتی شفیع صاحبؒ اپنے بچوں کو لے کر تھانہ بھون

میں جا کر قیام کرتے ہیں حضرت تھانویؒ کے پاس، اپنے محرم کے توسط سے کسی صاحب دل سے مستقل رابطہ کے بغیر کام میں قبولیت نہ آئی ہے، نہ عادتاً قبولیت آئے گی۔

ہمارے ملک کے ایک بڑے عالم حضرت مولانا مفتی احمد خان پوری صاحب فرماتے ہیں کہ تدریس مزاج نبوت کے منتقل کرنے کا نام ہے، چند دروس اور نصاب کے پڑھانے کا نام نہیں ہے، طائف کے استقبال پر دلی کیفیت کیا تھی، مدینہ کے استقبال پر دلی کیفیت کیا تھی، آقا کا اٹھنا، بیٹھنا غرباء کے ساتھ کیسا تھا، اغنیاء کے ساتھ کیسا تھا، فتوحات کے وقت کیسا تھا، مجاہدات کے وقت کیسا تھا، میدان جنگ میں کیسا تھا، حالت امن میں کیسا تھا، گھریلو زندگی میں کیسا تھا، مجلس اور مسجد کی زندگی میں کیسا تھا، یہ لفاظی نہیں ہے، الفاظ کی بھر مار نہیں ہے، ایک ایک موضوع ہے، ایک ایک باب ہے جو ہمیں اپنی زندگی میں لانے کا ہے، حقیقی تدریس تو اسے ہی کہا جاتا ہے۔

مکتب پڑھانے والوں میں شکر کا جذبہ ہو

مکتب پڑھانے والوں میں جیسے شکر کا جذبہ رہنا چاہیے، مکتب پڑھانے والوں میں اللہ کے یہاں اجر وثواب کا جیسا احتساب ہونا چاہیے، عام طور پر پست ہمتی ہی رہتی ہے، نورانی قاعدہ ہی تو پڑھاتے ہیں، بخاری، ہدایہ تو نہیں پڑھاتے، حالانکہ نورانی قاعدہ کا پڑھانا یہ زبردست صدقۂ جاریہ کا باب ہے، بخاری پڑھنے والے کتنے ملیں گے، بخاری پڑھنے تک کتنے لوگ بچیں گے، بخاری پڑھتے ہوئے بھی آپ کو ثواب ملے گا، کیونکہ آپ نے انہیں حروف کی شناخت سکھلائی تھی، اس کے صدقۂ جاریہ ہونے کو یاد رکھنا چاہیے۔

اپنے گھروں کو مشن بنائیں

اپنے گھروں کو مشن کے طور پر چلائیں، اپنے افراد خاندان کو تحریک کے طور پر چلائیں، جو پورا گھرانہ مشن کے پرزے بن کر کام کرتا ہے، تحریک کا حصہ بن کر کام کرتا ہے

وہ گھرانے ہمیشہ تاریخ میں بہت ہی بافیض بن کر رہے، بانجھ نہیں رہے۔

حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت ابوبکرؓ کی بیٹیاں اور بیٹے، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ماضی قریب میں مولانا الیاس صاحبؒ اوران کا گھرانہ، حضرت شاہ ولی اللہؒ کا گھرانہ، حضرت مجددؒ اوران کا گھرانہ، پوری تاریخ ہے، پورا گھر مشن بن کر کام کر رہا ہو، ایسا نہیں ہے کہ صرف ماں پڑھاتی ہے باپ کا کوئی حصہ نہیں، بیٹی پڑھاتی ہے ماں کا کوئی حصہ نہیں، نہیں پورا گھر تحریک کے پرزے بن کر کام کر رہا ہو، مشن کا جزو بن کر کام کر رہا ہو، آپ نے دیکھا ایسے گھرانوں کو کہ بیٹا بھی کام کرتا ہے اور بیٹیاں بھی کام کرتی ہیں، مختلف بزرگوں سے تعلق ہے، موجود کی ناقدری نہیں ہے، مطلوب کی ترغیب ہمیشہ دی جائے گی، اور کسی دوسرے کام کے ساتھ موازنہ کر کے اپنے کام کی تفضیل ایسی نہ کی جائے کہ دوسرے کے کام کی تنقیص ہو جائے۔

دوسروں کے تجربات سے فائدہ کیسے اٹھائیں

آپ بہت اچھا کر رہے ہیں، آپ کے کام کے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، یہ بھی ایک تجربہ ہو رہا ہے، آپ اس تجربہ سے فائدہ اٹھائیں، اس سے بہتر آپ تجربہ کر سکتے ہیں یہ انداز ہمارا ہونا چاہیے، کسی کام کے سلسلہ میں ہمارا انداز یہ کبھی نہیں ہونا چاہیے اب تک کچھ نہیں ہوا ہم کر رہے ہیں، آپ نے کچھ نہیں کیا ہم کر رہے ہیں، ہمارا انداز یہ ہونا چاہیے کہ ہم سب ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہے، ہمارے اندر تحاسد کا جذبہ، تباغض کے جذبات، جراثیم پیدا نہیں ہونے چاہیے۔

ہر جگہ داخل ہونے کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور قرآن نے سکھلایا کہ دروازوں سے داخل ہو جاؤ، دروازوں کو پھلانگ کر نہیں، دیواروں سے کود کر نہیں، میکے میں کام کرنا ہے دروازہ ہے، بھائی کو ساتھ میں لینا پڑے گا، ابا کو اعتماد میں لینا پڑے گا، امی کو علماء کی مجلس میں لیجانا پڑے گا، یہ دروازہ ہے کام کے شروع کرنے کا، سسرال میں کام کرنے کے لئے

شوہر کا دل جیتنا پڑے گا، ساس سے دعا کروایئے قرآن کے ختم ہونے پر، ان سے انعام دلوایئے، ان کی گل پوشی کیجئے، امی جی! آپ کی دعاؤں سے یہ موقع ملا، امی جی! آپ کی دعاؤں سے یہ گھر میں بہار آ گئی ہے، سسرال میں کام کرنے کا دروازہ اپنی ساس کا دل جیتنا ہے، اپنے سسرال کا دل جیتنا ہے، ابا! آپ آئیں گے مجلس کی رونق دکھے گی، بچے بچے کیا کام کریں گے، ابا جی آپ آیئے، سسرے صاحب کو بٹھایا علماء کی موجودگی میں استقبال کروایا تو ہمیں ڈول رسی کی ضد نہیں ہے، ڈول رسی کسی کمپنی کی ہو، ہمیں تو پانی چاہیے، پائپ کسی کمپنی کا ہو ہے اس میں الجھنا نہیں چاہیے۔

نصاب و نظام کا اہتمام

نصاب و نظام ضروری ہے، کسی ایک اللہ والے سے مشاورت کا تعلق ضروری ہے، لیکن نظر نتیجہ پر ہونا چاہیے کہ کام ہو رہا ہو اور نظام مستحکم ہو رہا ہو، مقامی عالم دین، مسجد کے خطیب اور بچوں کے ذریعہ سے، شوہر کے ذریعہ سے گشت کروانا، علاقہ میں تبلیغی جماعت ہے، تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں شرکت کیجئے، ان کے نظام میں دخل مت دیجئے، آپ کا وہاں پہنچنا ہی وہاں پر یہ پیغام ہوگا کہ عالمہ بہن آئی ہے، جب وہ اعتماد کرنے لگ جائیں گے آپ کی صلاحیتوں سے بھی فائدہ اٹھائیں گے، آپ کو چاہیے کہ تبلیغ کے اصول اور مزاج کو جانیں اور ان کو چاہیے کہ مدارس کے اصول اور مزاج کو جانیں، ہر کام اس کے اصول اور مزاج سے چلتا ہے، اور ہر کام کو اسی کے اصول، اسی کے مزاج، اسی کے بڑوں کے مشورہ سے چلانا چاہیے۔

نامحرم سے مستقل رابطہ مناسب نہیں

نامحرم سے مستقل رابطہ یہ کبھی مناسب نہیں ہے، ابھی کچھ دن پہلے شہر حیدر آباد میں رابطہ مدارس بنات کا اجلاس رکھا گیا تھا، مولانا عبدالقوی دامت برکاتہم نے فرمایا: ہم اسکول

چلاتے ہوئے، مدرسے چلاتے ہوئے، مکاتب چلاتے ہوئے کسی نامحرم مرد یا عورت سے مستقل رابطہ میں رہنا ہمارے دل اور روح کو اجاڑنے کا ذریعہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے صحابہؓ کے سیکھنے کا ایک انداز تھا، وہ بیک وقت معلم اور متعلم تھے، جو سورت سیکھی وہ سکھا دیا، جو پڑھ لیا پہنچا دیا، تو ہمیں چاہیے کہ ہم نئی معلمہ کا انتظار نہ کریں، پہلی تختی پڑھا دی دوسری تختی شروع ہوگئی، آپ پہلی تختی میں اچھے ہوگئے ہیں آپ پڑھا دیجئے، دوسری تختی میں آپ متعلم اور طالب علم ہیں اور پہلی تختی میں معلم بن جائیے۔

حضور ﷺ کا انداز تعلیم وتدریس

حضرت آقا ﷺ کے اسالیب تدریس اور انداز تعلیم میں ایک خصوصیت یہ تھی کہ جیسے تیرنا پانی میں ڈال کر سکھایا جاتا ہے، آقا ﷺ نے میدان میں اتار کر سکھلایا، آج اشراق کی فضیلت سے متعلق حدیث آئی، چلو! ہم اشراق پڑھ لیں، آج جمعہ کا دن ہے چلو! سورۂ کہف پڑھ لیں، آپ سن لیں، آپ پڑھ دیں میں سن لیتی ہوں، نقدی طور پر کوئی عمل، حدیث آئی قطع رحمی کی، کسی صحابی نے سنا، جا کے معافی چاہ کے آگئے، بیٹھے ہوئے تھے آج ہم سب یہاں سے نیت کرتے ہیں، جائیں گے ہم ہار مان کر آئیں گے، ہم رشتہ جوڑ کر آئیں گے، تو حضرت آقا ﷺ کا انداز تدریس تھا، فوراً عمل پر لانا۔

پڑھنے پڑھانے پر توجہ دیں

ہنر سے زیادہ پڑھنے پڑھانے پر توجہ دیجئے، آپ کو ٹیلرنگ سے زیادہ ہماری بعض بہنوں نے سنایا تو جہ دلائی، کپڑے سینا سیکھنے سے زیادہ حیاء سکھانے میں وقت دیجئے، کمپیوٹر کورس کرنے سے زیادہ، سول کورس کرنے سے زیادہ، لوگوں کے گھروں کو جوڑنے کی کوشش کیجئے، ہم انکار نہیں کرتے ٹیلرنگ بھی واقعی ضروری چیز ہے، گھر میں رہ کر ذریعۂ معاش، محفوظ طریقہ سے شوہر کی مدد ہوسکتی ہے، لیکن دینی تعلیم اور دینی تدریس کو زیادہ توجہ دیجئے۔

فراغت کا تصور نقصان دہ ہے

ہمارے ذہنوں میں فراغت کا تصور،ہم فارغ ہوگئے،عالم بن گئے،فاضلہ بن گئےفراغت کا یہ تصور نقصان دہ ہے،حصول علم کا سفر جاری رہنا چاہیے،طالب علم تو آدمی حقیقت میں فراغت کے بعد بنتا ہے،نئے نئے فتنے،نئی نئی فکریں،ارتداد کے نئے نئے اسباب،امت کے اندر نئے نئے تقاضے اور ترجیحات بڑھتے جارہے ہیں،اگر ہمارے مطالعہ میں وسعت نہیں ہوئی اور اکابر کی طرف سے بتلائی جانے والی تعلیمات پر توجہ نہیں ہوگی تو جو کام کرنا چاہیے،جو دوا موسم اور وبا کے اعتبار سے بیچی جانی چاہیے وہ ہمارے میڈیکل میں نہیں رہے گی،لوگ خالی ہاتھ چلے جائیں گے،ہماری دکانوں سے مکاتب کی زیادہ اہمیت ہے مدرسہ کی بڑی زمین خریدنے کے مقابلہ میں،مدرسہ کے بڑے انفراسٹریکچر بنانے کے مقابلہ میں،مدرسہ کے بڑے سیٹپ کے مقابلہ میں،خرچ کم ہے نفع زیادہ ہے،چرچا کم ہے نفع زیادہ ہے۔

ہر گھر کی ضرورت بہشتی زیور

حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ کی بہشتی زیور کے مضامین کو بنیاد بنانا چاہیے،آپ عقائد میں،نواقض وضو میں،نواقض صلوٰۃ میں،نذر اور منت میں،لقطہ اور عاریت میں،عورتوں کی معاشرت میں،بچوں کے علاج میں،نیک بیویوں کے واقعات میں،بدکار عورتوں کے قصوں میں حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ نے جتنا لکھا ہے میں حرف آخر تو نہیں کہتا،لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ اب تک جو کچھ پڑھنے،دیکھنے،سننے کا موقع ملا،اس کے ماسٹر کی Key،اور اس کی شاہ کلید اور ان فکروں کی اساس آپ کو بہشتی زیور میں مل جائے گی،ان مضامین کو آپ کھل کر سنائیں،محقق سنائیں،مدلل سنائیں،اور مطالعہ کا اضافہ کریں،لیکن بنیاد اگر ان چیزوں کو بنایا جائے گا تو اس کی وجہ سے کافی سہولت رہتی ہے۔

کام کرنے کے کیا طریقے ہوں؟

کام کرنے کا انداز،کام کرنے کا طریقۂ کار آسان ہونا چاہیے،زمینی ہونا

چاہیے، اسٹیج پر اپنی حیثیت اور منصب پر بیٹھ کر نہیں، صراحی جھک کر برتنوں کو بھرتی ہے اور مطالعہ کا اہتمام، اسی طریقہ سے حالات سے مفاہمت کبھی نہیں، سسرال کی زندگی ہار مان لیا، بچوں کی بیماریاں ہر مان لیا، پڑھائی کو چھوڑ دیا ایسا نہیں ہونا چاہیے، خود میدان بنانے کی کوشش کیجئے، اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول کروانے کی کوشش محبت بانٹتے ہوئے کیجئے، ہم کام کیا کر سکتے ہیں، الگ الگ استعداد ہے، الگ الگ محلیں ہیں، الگ الگ تقاضے ہیں، عالمی، ملکی سطح کے، اشاعت دین اور حفاظت دین کے، ہمیں درس قرآن اور درس حدیث کی مجلسیں منعقد کرنی چاہیے، اگر ہمارے اساتذہ اجازت دیتے ہوں۔

مختلف کورسز پڑھائے جائیں

شکلیت کا فتنہ، فیاضیت کا فتنہ، الحاد کی آواز، حدیث کی حجیت کا انکار، قبر اور دوزخ کا انکار، ایصال ثواب کا انکار، عجیب عجیب طرح کی گمراہیاں ہیں، درس عقائد شروع کیجئے، شادی کورس شروع کیجئے، ہمارے گھر جہنم بن چکے ہیں، رشتہ دیکھنے سے لے کر خلع، طلاق کے واقعات تک ایک ایک قدم کانٹوں کی طرح چبھ رہا ہے، عدالتیں بھر چکی ہیں، کونسی گلی خالی ہے مجھے بتا دیجئے، شادی کورس زخم پر مرہم ہے، نسلیں تمہیں دعائیں دیں گی، کونسلنگ ہے لڑکیوں کی، جب وہ جرأت کرنے لگے علیحدگی پر، مکتب اطفال، مکتب بالغات، سنڈے کلاسس، ٹیوشن سنٹرس، نیو ایجوکشن پالسی ہمارے ملک میں نافذ ہو چکی ہے، مدھیہ پردیش، کرناٹک میں نصابی کتابیں چھپ کر آچکی ہیں، اس میں Exercise اور تمرینات دئے ہیں کہ بیٹا! تم نے آج یوگا کیا تھا؟ سورج کی پوجا کی تھی؟ سوریہ نمسکار کیا تھا؟ آج تم نے اپنی روحانیت میں کیا ترقی محسوس کی؟ آپ نے آج دسہرا کی عید کیسے منائی، یہ تعلیمی نصاب کی کتابوں کے تمرینات ہیں، آپ اپنے ایجوکیشن، فری کالج کھولیں، غیر مخلوط تعلیم کے اسکول کھولیں، اتنے بڑے کام نہیں ہو سکتے، بندگان خدا کم از کم ٹیوشن سنٹرس کھولئے، کم از کم سنڈے کلاس چلائیں، ان سنڈے کلاسس کے ذریعہ سے اپنے

محلہ کی خواتین کو جوڑیں، کالج میں جا کر پڑھائیں، اسکول میں جا کر پڑھائیں، پردہ کا پورا اہتمام بھی ہو، اور کام کی فکر بھی ہو، اسی طرح اسکول کے ذمہ داروں کی ذہن سازی، مختصر کورسس، پڑوسی ملک کے اندر بہت سارے کام ہر جگہ ہو رہے ہیں، جہاں کے جو تجربے ہیں فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں۔

ربیع الاول کورس، صفر المظفر کورس، رمضان کورس، اعتکاف کورس، زکوٰۃ کورس، فہم پردہ، فہم زیبائش، تقسیم جائیداد کے اصول، مسنون دعائیں، عملیات سے بچانے کے لئے پرسنل لاء کی تفہیم ہمارے ملک میں جو اشوز ہیں، حلالہ آخر کیا ہے؟ تعدد ازدواج کیا ہے؟ عورت کو اللہ نے کیا اختیارات دئے ہیں، تحفظ سنت کورس، مختلف لوگ احادیث کے نام پر جو فتنے پھیلاتے ہیں، حنفیت کو نقصان پہنچانے، حنفیت کو بے بنیاد بتلانے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے خلاف ایک مثبت کوشش کے طور پر تحفظ سنت اور سیرت کی کتابیں، حضرت مولانا غیاث احمد رشادی دامت برکاتہم ملک کی ایک حرکیاتی شخصیت ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام تیز رفتاری کے ساتھ مختلف میدان میں ان سے لیا، سیرت کو دشمنوں کے اعتراضات کے تناظر میں سوشل میڈیا اور امریکہ کی پارلمینٹ سے لے کر ہمارے چھوٹے گاؤں کے چبوتروں تک جو اعتراضات ہیں، اس کے تناظر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو سنانا چاہیے، آپ تاریخ کا مطالعہ کیجئے، اورنگزیبؒ کون ہے، ٹیپو سلطانؒ کون ہے، جغرافیہ کا مطالعہ کیجئے، کیوں خوش ہوتے ہیں لوگ بابری مسجد کے شہید کر دئے جانے پر، کیوں ناراض ہوتے ہیں آیا صوفیہ میں نماز کے پڑھنے کے اوپر، اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے، سطحیت کے ساتھ آپ زمانہ کے چیلنجس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالی مجھے بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آپ حضرات کی صلاحیتوں میں، اوقات میں، رشتوں میں، گھروں میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

افتتاح مکتب بالغات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد

أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾

علم دین سیکھنے کے فائدے

دین کے علم سے کیا ملے گا؟ دین کے علم سے اللہ ملیں گے، دین کا علم اللہ کا تعارف کرواتا ہے، اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں بڑھتی چلی جاتی ہے، اللہ سے محبت میں ترقی ہوتی ہے، اللہ سے دل میں جو چیز آنی چاہیے، حصول علم سے وہ آنے لگ جاتی ہے۔

دین کے علم کا دوسرا فائدہ آدمی کو آخرت سمجھ میں آتی ہے، جتنے کالج اور اسکول کے سبجیکٹ ہیں بقدر ضرورت ہماری بچیوں کو پڑھنا چاہیے، اس کے سائیڈ یفکٹس اور اس کے زہریلے اثرات سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے، لیکن دین کا علم ہمیں آخرت یاد دلاتا ہے، میری اور آپ کی آخرت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے مجھے اور آپ کو موت آنی ہے، قبر کی تنہائیاں جھیلنا ہے، قیامت کے دن اللہ کے پاس جانا ہے، ختم نہ ہونے والی زندگی کا سامنا کرنا ہے، آخرت جس کی یاد دہانی اللہ بار بار کرتے ہیں، آخرت جو ہمارا کل ہے، دنیا تو آج ہے، فیوچر بنتا ہے دین کے علم سے اور حقیقی فیوچر، حقیقی مستقبل موت کے بعد کی زندگی ہے۔

اللہ نے فرمایا:

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ(۱)

---

(۱) الحشر:۱۸

ہر انسان دیکھ لے کہ اس نے کل کے لئے کیا کر رکھا ہے۔

دین کے علم کا تیسرا فائدہ دل اور روح سنورتے ہیں، سیرت اور اخلاق بنتے ہیں، جتنے ماڈرن سبجیکٹ ہیں اس کی بھی ایک درجہ میں ضرورت ہے، لیکن ماڈرن سبجیکٹس اینٹ کو اینٹ سے جوڑنا، لوہے کو لوہے سے جوڑنا، چمڑی کو چمڑی سے جوڑنا، سافٹویر کو سافٹویر سے جوڑنا، نیٹورک کو سٹیلائٹ سے جوڑنا یہ باتیں سکھلاتا ہے، لیکن دین کا علم انسان کے اخلاق کو سنوارتا ہے، حوصلہ اور اللہ کی ذات سے امید یہ دین کے علم سے آدمی کے اندر آتی ہے، معمولی باتوں پر ہمارے معاشرے میں خودکشی کا قدم اٹھایا جاتا ہے، شوہر کی ناراضگی پر، ساس بہو کے ٹکراؤ پر، نند کے کچھ بول دینے پر، قرضہ کے بڑھ جانے پر حوصلے کیوں ٹوٹ جاتے ہیں؟ ناامیدی اتنی جلدی کیوں آجاتی ہے؟ شوہر کے ساتھ کیسے رہنا ہے، اولاد کی تربیت کیسے کرنا ہے، کیونکہ بگڑنے کے بعد ہم اولاد کی تربیت سوچتے ہیں، جب وہ شراب کا عادی ہو جائے، جب وہ لون اور جوئے میں پڑ جائے، جب وہ فون کی لت میں پھنس جائے، جب وہ ہماری نافرمانی کرنے لگے، جب وہ کاروبار بھی فکر سے نہ کرے، تب ہم سوچتے ہیں بچے کی تربیت کروانا ہے، اولاد کی تربیت کی فکر بگڑنے کے بعد نہیں ماں بننے سے پہلے ہوتی ہے، باپ بننے سے پہلے ہوتی ہے۔

کمانے اور خرچ کرنے کی شکلیں

دین کا علم ہمیں کمائی اور خرچ کا طریقہ سکھلاتا ہے، کمانے کا طریقہ بھی پتہ نہیں، بے لگام غصہ ہے، گاہک سے پیار سے بات نہیں کر سکتا، سویرے اٹھ کر جا نہیں سکتا، کمانے کا سلیقہ نہیں ہے، بیاج لے کر کاروبار شروع کرنا چاہتا ہے، لون لے کر دکان شروع کرنا چاہتا ہے تو تجارت کی غلطیاں دین نہ ہونے کی وجہ سے، تجارت کے دین سے ناواقف ہونے کی وجہ سے، جب دین زندگی میں نہ ہو اور دین کا علم زندگی میں نہ ہو، خرچ کرنے کا سلیقہ بھی نہیں، دو پیسے آگئے مجھے فون خریدنا ہے، مجھے ٹی وی لانا ہے، دو پیسے آگئے

برتھ ڈے کرنا ہے، دھوم دھام سے عقیقہ کرنا ہے، دو پیسے آ گئے مجھے تو پھر فلانی جگہ پر نیاز کرنے جانا ہے، فلانی جگہ پر ہم نے جانے کی منت مانگ رکھی ہے، اللہ کے بندے! خرچ کرنے کی جگہ یہ نہیں ہے، خرچ کرنے کی جگہ بچہ کی تعلیم، ماں باپ کی خدمت، اپنے گھر میں پردہ لگانے پر، اپنے بچیوں کو بہترین مدرسہ میں شریک کروانے پر، پہلے قرض ادا کر دیتا، پہلے مہر ادا کر دیتا، پہلے بیاج کے دلدل سے نکل جاتا، پہلے اپنے بچوں کو جسم ڈھانپنے والا پورا لباس پہناتا، اپنے پڑھانے والوں کا شکریہ ادا کرتا، جماعت میں چلے جاتا، کار خیر میں لگا لیتا اپنی آخرت کے آباد کرنے کے لئے، دعا لینے کے لئے کسی یتیم اور بیوہ پر خرچ کر دیتا، خرچ کرنے کا سلیقہ پتہ نہیں ہے، عقیقہ میں لگ گئے چالیس ہزار، شادی میں لگ گئے تین لاکھ روپئے، کھانے اور دو میٹھوں میں لگ گئے ڈیڑھ دو لاکھ روپئے، بھاری فرنیچر رکھنے کے لئے گھر میں جگہ کہاں ہے، ویسے پلنگ پر شوہر بیوی سوتے کتنے سال ہیں، کوئی سونا ہی دلا دیتا، کوئی پلاٹ ہی دلا دیتا، کوئی اور مستقبل میں کام آنے والا سامان دلا دیتا، فرض حج کروا دیتا، لیکن اس کے بجائے ہمارا پیسہ رسموں پر خرچ ہوتا ہے۔

دین کا علم نہ ہونے کے نقصانات

دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے خلع اور طلاق کا بازار کیوں گرم ہو رہا ہے، ابھی تھوڑی دیر پہلے فون آیا کہ شوہر صاحب نے یہ کہا: کہ یہ امی کا ہے، امی کو دے دو تو بیوی نے کہا کہ نہیں مجھے چاہیے، اتنی سی بات کہ محترمہ سامان سمیٹ کر جانے لگ گئی تو ہم نے شوہر صاحب سے کہا: کہ کیا اتنی بڑی چیز ہے کہ آپ بیوی سے الجھ جاتے ہیں، چھوٹی چیزیں بڑی ہو جاتی ہیں جہالت کی وجہ سے۔

آپ مہینوں میکے میں پڑے رہنے کے لئے تیار ہیں، شوہر کی ناراضگی مول لینے اور اپنے اوپر اللہ کی لعنت برسانے کے لئے تیار ہیں لیکن دین کا علم حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، سڑکوں، چبوتروں پر بیٹھنے والوں سے مشورہ لینے کے لئے تیار ہیں، لیکن ہماری

رہبری کرنے والی عورتوں کی مجلس میں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہیں، علماء کی مجلس میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں، گھر اجاڑنے والے راستوں کی طرف آپ بڑھ رہے ہیں، گھر آباد کرنے والے علم کی طرف نہیں آرہے ہیں، اولاد کو سزا دینے کا کیا طریقہ ہوتا ہے، باپ کو ٹوک رہا ہے جلدی آجایا کرو، اور ماں سراہ رہی ہے کوئی بات نہیں، کوئی بات نہیں، تو باپ ایک طرف لے کر جاتا ہے، ماں ایک طرف لے کر جاتی ہے، اولاد برباد ہورہی ہے، ماں باپ کے تربیت کا ایک رخ نہ ہونے کی وجہ سے۔

معاشرت کے مختلف پہلو میں آپ کو بتلا رہا ہوں، ہماری ماؤں کو علم نہیں ہے کہ کس طریقہ سے بیٹی کو میکے میں نصیحت کی جاسکتی ہے، صبر کی نصیحت، زبان سنبھالنے کی نصیحت، میکے میں چھوٹا بن کر رہنے کی نصیحت تاکہ بیٹی اپنے سسرال کو آباد کرسکے، کیا باتیں میکے میں بیٹی کو کہنا چاہیے، کیا باتیں میکے میں بیٹی کو نہیں کہنی چاہیے، نہ ماں کو پتہ ہے، نہ بیٹی کو پتہ ہے، اس کی وجہ سے چار چار لاکھ کی شادیاں، دو دو لاکھ کی شادیاں ٹوٹ رہی ہیں، شادی سے پہلے سانچک کے لئے وقت دیا جاتا ہے، شادی کے بعد جمعگی کے لئے وقت دیا جاتا ہے، صبح سے لے کر شام تک چولہا جلایا جارہا ہے، ہانڈیاں چڑھائی جارہی ہیں، مہمان کو جمع کیا جارہا ہے، لیکن سمداوے کی زندگی اور شادی کی زندگی اور دونوں خاندان آباد کیسے ہوتے ہیں، ویران کیسے ہوتے ہیں، فاصلے سمٹتے کیسے ہیں، فاصلے بڑھتے کیسے ہیں، ایسی ہدایات سننے کے لئے وقت نہیں دیا جارہا ہے۔

سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ میرے پاس وقت نہیں ہے، اگر وقت نہیں ہے تو مختلف سوشل میڈیا کے چینلز ہم کہاں سے استعمال کرتے ہیں، میں اور آپ کتنے گھنٹے دن بھر میں واٹس ایپ کے لئے دیتے ہیں، میں اور آپ کتنے گھنٹے یوٹیوب کے لئے دیتے ہیں، میں اور آپ کتنے گھنٹے فیس بک کے لئے دیتے ہیں، کیا ہم اس کا کچھ حصہ اپنی زندگی میں دین لانے کے لئے نہیں دے سکتے، فون اسپنج کی طرح ہمارے وقت کو چوس رہا ہے۔

قرآن پاک کی مخصوص سورتوں کے فضائل

جو عورت سورۂ یٰس صبح میں پڑھتی ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **قضيت حوائجه**، اللہ اس کی ضرورت پوری کردیتے ہیں، سورۂ واقعہ کے بارے میں فرمایا: **من قرأ الواقعة كل ليلة لم تصبه فاقة ابداً**(١)، ہر رات جو سورۂ واقعہ پڑھے اس پر کبھی فاقہ نہیں آسکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو سورۂ کہف کی ابتدائی آخری آتیں پڑھے، الگ الگ روایتوں کے مطابق، اللہ اسے دجال کے فتنے سے بچائیں گے، عجیب بات ہے۔

ہم عاملوں کو وقت دے سکتے ہیں، کاملوں کو وقت نہیں دے سکتے ہیں، ہم سوروپئے دے کر بار بار ٹوکن لے کر عامل صاحب کے چکر کاٹ سکتے ہیں، لیکن مدرسہ کی پابندی نہیں کرسکتے ہیں، جہاں آنے جانے کی وجہ سے ہم سنتیں سیکھیں گے، سنتوں کے قلعہ میں آجائیں گے، سنت والی دعائیں ناپاک طاقتوں سے ہمیں بچاتی ہیں، سنت والی دعاؤں سے بڑی مؤثر کوئی چیز نہیں ہے، ناپاک طاقتوں سے ہمیں بچانے کے لئے۔

بڑی خوش قسمتی ہے پڑھنے والی بہنیں جنازہ کے دن بھی پڑھتی ہیں، پڑھنے والی بہنیں کئی گھروں میں کام کرکے بھی پڑھتی ہیں، پڑھنے والی بہنیں ظالم شوہر کے نکاح میں رہتے ہوئے بھی پڑھتی ہیں، پڑھنے والی بہنیں سات آٹھ بچوں کی ماں بن کر بھی پڑھ رہی ہیں، پڑھنے والی بہنیں ترسٹھ سال کی عمر میں بھی پڑھ رہی ہیں، پڑھنے والی بہنیں شادی کی رات میں بھی سبق یاد کررہی ہیں، اگر زندگی کا رخ صحیح ہوجائے گا، تو اللہ آپ کے ذریعہ سے دین کا چراغ جلائیں گے، آپ جہاں جائیں گے شریعت زندہ ہوگی، آپ جہاں جائیں گے وہاں قرآن زندہ ہوگا، آپ جہاں جائیں گے وہاں اللہ اللہ کی آواز گونجنے لگے گی، آپ جہاں جائیں گے وہاں نورانیت بٹنے لگ جائے گی، آپ جہاں جائیں گے وہاں محبتیں تقسیم ہونے لگ جائیں گی۔

---

(١) رواه البيهقي في شعب الايمان

مکتب چلانے والی خدا کی بندیاں

کچھ دن پہلے مغل پورہ میں ہمارے ایک دوست کے والدہ کا انتقال ہوا، پیٹ کے کینسر نے آخری دن تک وہ ماں سو بچوں کو گھر میں مکتب پڑھاتی تھیں، یہ حوصلے پیدا ہوجاتے ہیں، جب بندیاں اللہ کے دین کے علم کا ارادہ کر لیتی ہیں، خدمت دین کا ارادہ کر لیتی ہیں۔

کچھ دن پہلے بنگلور میں ایک بہن کا انتقال ہوا، لؤلؤ باجی نام تھا، اس بہن کے ذریعہ سے پانچ ہزار مکتب، عربی پڑھانے کے مدرسہ قائم ہوئے ہیں، مدرسہ کی چہار دیواری میں رہ کر زندگی برکت والی بن جائے گی، چولہے چکی میں سکڑ کر نہیں رہ جائے گی، اگر دین کی خدمت کو زندگی کا مقصد بنالیا تو جوانیاں دو چار بچوں پر نہیں نچوڑی جائے گی، سوؤں لوگ ہمارے ذریعہ سے قرآن کا علم سیکھنے اور پھیلانے والے بن جائیں گے۔

دیوبند گاؤں میں ایک مرتبہ مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے، کہنے لگے میری استانی ماں فلانے گھر میں مجھے دینیات پڑھایا کرتی تھی، اتنا بڑا جسٹس، شیخ الاسلام اتنے بڑے عالم مکتب پڑھانے والی اس معلمہ نے سوچا بھی نہیں تھا کہ شاید میرے ذریعہ سے اتنے بڑے اللہ والے تیار ہوجائیں گے۔

گھر میں اجتماعی تعلیم ہو

اللہ برتنوں کے دھونے میں، کپڑوں کے دھونے میں، گھروں کی صفائی میں، رشتوں کا جوڑ پیدا کرنے میں ساس کے دل میں عجیب محبت ڈال دیں گے، شوہر کی کمائی میں برکت ڈال دیں گے، جب گھر میں قرآن کی تعلیم زندہ ہوجائے گی، تذکرے دیورانی، جٹھانی کے ختم ہوجائیں گے، تذکرے پڑوسن کے ختم ہوجائیں گے، آنسو اپنی ساس کی شکایت میں برباد نہیں ہوں گے، یہ آنسو، یہ صلاحیتیں اور یہ انرجی صرف اونچے کاموں کے لئے ہوں، اے اللہ! عالَم کو بدلنے کا ذریعہ بنا، ملک کو بدلنے کا ذریعہ بنا، علماء تیار کرنے کا ذریعہ بنا، مدرسہ قائم کرنے کا ذریعہ بنا، تبلیغی جماعت کے بڑھانے کا ذریعہ بنا، میرے

ذریعہ سے خانقاہوں کو زندہ فرما، میرے ذریعہ سے خاندانوں کی زندگیوں کا رخ بدل دے، میرے ذریعہ سے رسومات کا خاتمہ کردے، میرے ذریعہ سے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑ دے، میرے ذریعہ سے ویران گودوں کو آباد کردے، آپ بلند مقصد کے لئے جینے والی بن جائیں گی، آپ اونچے عزائم کے لئے جینے والی بن جائیں گی، جب دین کا علم آئے گا، جب مدرسوں سے تعلق بڑھے گا قدم قدم پر اگر ہم علماء سے پوچھ کر چلتے رہیں، جن بیٹیوں نے داخلہ لیا ان کو اللہ تبارک وتعالی استقامت عطا فرمائے، اور جنہوں نے داخلہ نہیں لیا اللہ تعالی ان کو بھی جڑنے اور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر قسم کی رکاوٹوں کا خاتمہ فرمائے، ہر آنے والی بہن اور ماں کو اللہ تعالی علم نافع کی دولت عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مستورات کے مکاتب کی اہمیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

حصول نعمت پر شکر گزاری

آپ حضرات بہت زیادہ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے علم کے لیے، اسلام کے سیکھنے کے لیے، علماء کی صحبت کے لیے، قرآن کی تعلیمات کے لیے، اللہ سے محبت میں ترقی، اپنی موت کی تیاری، اپنی آخرت کے سنوارنے اور دنیا کی چندروزہ زندگی کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی نورانی شریعت کی روشنی میں زندگی گزارنے کے لئے قبول فرمایا، ہمیں اللہ تعالی کی اس نعمت پر شکر ادا کرنا چاہیے۔

میری دینی بہنوں! زندگی ربر کی طرح ہے جتنا کھینچو گے کھینچتی جائے گی، اور جتنا چھوڑ دو گے سکڑتی جائے گی، نیت کروگی آج بھی ہم ایسی خواتین اور ایسی بہنوں کو جانتے ہیں جو روزانہ فجر کے بعد سورہ بقرہ پڑھتی ہیں (مکمل ڈھائی پارے) اس کے بعد وہ سورہ یٰسین، سورہ مزمل سب پڑھ کر کچن بھی سنبھالتی ہیں، شوہر کی خدمت گزاری بھی کرتی ہیں، ایسی کئی عورتیں اس زمانے میں ہیں، سادہ سیدھا گزارا ہے، لیکن ہر ہفتہ میں کئی مہمانوں کی خدمت کا موقع مل رہا ہے، اللہ نے کیسے وقت میں برکت دے دی، اللہ نے کیسے مال میں برکت دے دی۔

دین کے دو فائدے

سب سے پہلا فائدہ دنیا میں برکت کا ہے اور آخرت میں اجر کا ہے، جیسے درخت کے دو فائدے ہیں، زمین پر سایہ ہے شاخوں پر پھل ہے، ایسے ہی دین کے دو فائدے ہیں، دنیا میں برکت، آخرت میں اجر، دین کے بغیر زندگیوں میں نہ راحت ملتی ہے، حقیقت

میں نہ عزت ملتی ہے، حقیقت میں نہ اللہ ملتا ہے، نہ آخرت بنتی ہے، یہ جو مکتب قائم کیا جارہا ہے اور ماشاءاللہ بستی کی ہماری بیٹیاں بہترین انداز میں ہمیشہ پڑھتی بھی رہی ہیں، کارگزاریاں آتی رہتی ہیں، جہاں پر بھی رہتی ہیں دن کا چراغ جلاتی ہیں، علم کو پھیلاتی ہیں، مکتب کو آباد کر دیتی ہیں، یہ نقد فائدہ آپ اپنے آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اپنا ایمان بھی بچایا، محلہ، خاندان کا ایمان بھی بچایا، آپ یہ نقد فائدہ دیکھ رہے ہیں کہ خود کو سنبھلنا بھی آیا اور پورے خاندان، برادری، محلہ کو بھی سنبھالنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی، یہ علم کی برکت، یہ علماء کی صحبت کی برکت، یہ شریعت کی پابندی کی برکت ہے۔

دین پر نہ چلنے کے نقصانات

دین پر نہ چلنے سے کیسی کیسی بیماریاں پیدا ہوتی ہے، دنیا کی بڑی بیماری ناشکری ہے، شکر نہیں ہے، لوگ شگر سے ڈرتے ہیں ناشکری سے نہیں ڈرتے، ناشکری شگر بڑھا بھی دیتی ہے، ناشکری شگر بھی پیدا کر دیتی ہے، بی پی کا بلڈ پریشر کم زیادہ ہونا بڑی بیماری نہیں ہے، غصہ کا بے لگام ہونا یہ بڑی بیماری ہے، کپڑوں کا سستے والا ہونا یہ ذلت کی بات نہیں ہے، بیٹی کا بے حیاء، بے پردہ ہونا یہ اصل ذلت کی بات ہے، بیٹیوں کا کمال، پانچ، چھ ہزار کا جوڑا، ایک دوکلو سونا پہننا نہیں ہے، بیٹیوں کا حقیقی جوہر، حقیقی کمال حیاء پاکدامنی، عفت پردہ ہے۔

جب دین زندگیوں میں آتا ہے، تو مائیں مردوں کو حوصلہ دیتی ہے، مردوں کے قدم دین پر جماتی ہیں، آپ خالی ہاتھ آجائیں غم نہیں حرام کا لقمہ نہ لائیے، آپ زیادہ پیسے کہاں سے لا رہے ہیں، ہم سادی غذائیں کھانے کے لئے تیار ہیں، یہ پیسے جائز ہیں، ناجائز ہیں، علماء سے اس کا اطمینان کرے حرام کا لقمہ ہمیں نہ کھلائیے۔

حضرت علامہ اقبالؒ کی ماں نے اپنا زیور بیچ کر بکری خرید کر اس کا دودھ پیا تاکہ میرے بیٹے کے پیٹ میں حرام نہیں، حرام کا شبہ رکھنے والا مال نہ چلا جائے، کیونکہ علامہ اقبالؒ

کے والد بیرسٹر اور وکیل تھے، وکیلوں کا مال مکمل پاک نہیں ہوتا ہے، ان کی ماں نے چھوٹی عمر سے ہی اپنے آپ کو اپنے شوہر کے مال سے بچانے کی فکر کی، سمجھایا حکمت اور ہمت، نرمی اور سمجھداری کے ساتھ، دین زندگیوں میں ہوتا ہے، عاملوں کے چکر میں نہیں پھنستی ہیں، عورتیں ہر وقت کی دعاؤں کی طاقت، قرآن کی تاثیر سنتوں کے قلعہ میں رہتی ہیں، بیٹیاں یہاں گھر میں چونٹیاں نکل جائیں، کسی نے کرا دیا ہے، انگوٹھی گم ہوگئی واقعی شیطانی طاقت کام کررہی ہے، بیٹی داماد میں جھگڑے ہونے لگے تو فرمانبرداری سکھانے کے بجائے، حضرت فاطمہؓ کی زندگی سنانے کے بجائے، دل جیتنے کے عمل بتانے کے بجائے، سجدوں میں اللہ کے سامنے گڑگڑانے کے بجائے، تہجد میں اللہ سے مناجات کرنے کے بجائے عاملوں کے ٹوکن لے کر لائن میں کھڑی ہوجاتی ہیں، یہ ناسمجھی کا رخ ہوتا ہے تو دین زندگی میں نہیں ہوتا ہے۔

شریعت آسان ہے

معمولی بہانوں سے فرائض اور واجبات چھوڑ دئے جاتے ہیں، نماز ترک کردی جاتی ہے، میرے اوپر بچہ نے پیشاب کردیا تو کپڑے پر یوں ہی پانی بہادیا پاک ہوجائے گا، پانی تین مرتبہ ڈال کر نچوڑ دیا، اتنا حصہ کپڑے کا پاک ہوجائے گا، سردی لگ رہی ہے آدمی تیمم کرلے، تیمم کرنے کا کیا طریقہ ہے علماء بتلائیں گے، تیمم بھی نہیں کرسکتا، مٹی نہیں مل رہی ہے، پانی نہیں مل رہا ہے تو دونوں بھی نہ ملے تو نماز کیسے پڑھنا ہے، اشارے سے نماز کیسے پڑھنا ہے علماء بتلائیں گے، تو شریعت اتنی آسان ہے ہماری جہالت نے اس کو مشکل بنا دیا، شریعت اتنی آسان ہے ہمارے سماج اور رواج نے اس کو مشکل بنادیا۔

سمجھانے کے لیے، رمضان کا چاند دیکھنے کے لیے سب عورتیں گاؤں دیہات میں دیکھ رہی تھی، ادھر نکلا، ادھر نکلا، ہاتھ سے اشارہ کرنے لگی، ایک ماں بھی اپنے بچے کو استنجاء کرنے کے بعد، ٹائلیٹ کرنے کے بعد صاف کروا کر وہ بھی دیکھنے لگی، دیکھتے دیکھتے اس نے

کہا کہ چاند تو نکلا ہے بڑا بدبودار نکلا ہے، کیونکہ اس کے ہاتھ پر گندگی لگی ہوئی تھی، چاند میں بدبو نہیں ہے اپنے ہاتھ میں بدبو ہے، شریعت میں تنگی نہیں ہے ہمارے نفس کے اندر تنگی ہے۔

ایک حبشی نے جب آئینہ دیکھا، تو آئینہ پھوڑ دیا، کتنے بدصورت کی تصویر ہے، بدصورت کی تصویر نہیں ہے آپ ہی کا چہرہ ہے، اس نے آئینہ پر غصہ نکالا، کمزوری میرے اندر ہے، آدمی پارٹیوں کو گالی دے گا، لیکن اپنا عمل نہیں بدلے گا، پردہ پر بڑا حملہ کر دیا تو جہاں پردہ پہن سکتے ہیں وہاں کتنا پردہ ہے، قانون بن جانے سے کیا میری بیٹیاں دل کا بھی پردہ کرنے لگ جائیں گی، تنہائیوں میں بھی اجنبی مردوں سے پردہ کرنے لگ جائیں گی، اصل کمی قانون اور حکومت میں نہیں ہے، پہلے درجہ میں کمی میرے اندر ہے کہ جس کی وجہ سے میں شرعی پردہ کو جانتا ہی نہیں ہوں، کون نامحرم ہے کون محرم ہے، کن سے کیسے پردہ کرنا چاہیے وہ سلیقہ، وہ علم، وہ تربیت ان مکتبوں کے ذریعے سے ملتی ہے۔

پڑھنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی

میری دینی بہنو! پڑھنے کے لیے کوئی عمر نہیں ہے، علم حاصل کرنے کے لیے کوئی شرم نہیں کرنا چاہیے، تقریباً صحابہ نے بڑھاپے میں ہی علم حاصل کیا ہے، اللہ کو کتنا پیار آتا ہے، سانس ہے تو چانس ہے، زندگی کی شام ہونے سے پہلے اللہ تعالی نے قرآن اٹھانے کا موقع دے دیا، سجدہ میں رونے کا موقع دے دیا، اللہ کو کتنا پیار آتا ہوگا جب یہ لڑکھڑاتی زبان سے پڑھتی ہوں گی، جب یہ کوشش کرنے کے باوجود زبان نہ چلتی ہوگی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اٹک اٹک کر قرآن پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کو دوہرا ثواب عطا فرماتے ہیں، جو اٹکنے کی مشقت اٹھا رہا ہے، زبان کو پلٹنے کی کوشش کر رہا ہے، اس کے پڑھنے پر اللہ تعالی ڈبل ثواب عطا فرماتے ہیں، جہالت کی پوری زندگی گزارنے سے بہتر ہے تھوڑی دیر علم حاصل کرنے کی مشقت اٹھا لیجیے، دو گھنٹہ پڑھنے میں کیا تکلیف ہو جائے گی، تین گھنٹہ پڑھنے میں کیا ہمارا بگڑ جائے گا، لیکن پوری زندگی جہالت میں گزر گئی، جو دنیا میں اللہ کو نہیں پہچانا وہ قیامت کے دن بھی اللہ کے دیدار سے بھی محروم ہے گا، جسے اپنی

زندگی میں حضرت محمد ﷺ کا طریقہ اور سنتیں پسند نہیں تھی وہ قبر میں بھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچان سکے گا، کیونکہ زندگی میں وہ پسند نہیں تھے تو قبر میں کیسے پسند آجائیں گے، وہ سفارش کا مستحق کیسے بنے گا؟ وہ پل صراط پر سے کیسے گزر جائے گا؟۔

اللہ کی نعمتوں کی قدردانی

میری بہنو! صحت کی قدر کرو، جوانی کی قدر کرو، میں آپ سے بہت سچ کہہ رہا ہوں، پہلے سردی، بخار بھی اتنے زیادہ نظر نہیں آتے تھے، جتنا اس زمانہ میں ڈائلسیس اور کینسر نظر آرہے ہیں، کل ہی میں اپنے گاؤں کا مار یڈی میں تھا، کوئی آ کر کہتا ہے چھ سال کے بچہ کو کینسر ہے، کوئی آ کر کہتا ہے میرے ماں کو کینسر ہے، زندگی کے نشہ سے نکل جاؤ صحت کے نشہ سے نکل جاؤ، گڑ ہے تو مکھیاں ہیں، صحت ہے تو چہل پہل ہے، دولت ہے تو آنے جانے والے ہیں، کل اللہ نہ کرے صحت نہ رہے، کل اللہ نہ کرے یہ دولت نہ رہے، گڑ ختم ہو گیا مکھیاں بھی ختم ہوگئی، پھر کوئی قبر کو بھی نہیں جانتا، پھر کوئی ثواب بھی نہیں پہنچاتا، اپنی قبر کی ہمیں خود ہی تیاری کرنا ہے، جلدی کرو ایسی فقیری سے پہلے کہ جو تمہارا ہوش اڑا دے، ایسے مال سے پہلے جو تمہیں نشے میں ڈال دے، ایسی بیماری سے پہلے جو تمہیں ناکارہ کردے، ایسے بڑھاپے سے پہلے جو تمہیں دوسروں کا محتاج بنا دے، ایسی موت سے پہلے جو تیاری کرنے کا موقع نہ دے، دجال اور قیامت کے حادثہ سے پہلے تیاری کرلو یہ فرمایا حضرت محمد ﷺ نے۔

خرچ کرنے کا سلیقہ آجائے، پہلے کون سا کام کرنا ہے، قیمتی گاڑی خرید کر لایا قرض ادا نہیں کیا، ولیمہ میں پانچ قسم کے میٹھے بنائیں، قرض ادا نہیں کیا، میرے بھائی! ولیمہ کرنا تو سنت ہے، اپنی طاقت کے بقدر قرض ادا نہیں کیا تو شہید بھی جنت میں نہیں جائے گا، اگر دو مرتبہ بھی اللہ کے راستے میں شہید ہوا اور وہ قرض ادا کرے بغیر مرجائے جنت میں داخل نہیں ہوگا، شہید کا مقام اتنا بڑا ہے، تو آدمی کو مال کے خرچ کرنے کا سلیقہ آجائے، مکانوں کے ٹائلس پر خرچ کرتا ہے، ماربل پر خرچ کرتا ہے، بچوں کو کھلونے دلانے پر خرچ کرتا ہے، شادی کی شاپنگ کروانے

پر خرچ کرتا ہے پکنک دکھلانے کے لئے خرچ کرتا ہے، لیکن ان کی دینی تعلیم پر خرچ نہیں کرتا ہے، لیکن ان کو اللہ والوں کی صحبت میں بٹھانے کے لئے خرچ نہیں کرتا ہے۔

شادی سے پہلے کی رسومات

شادی سے پہلے کئی کئی رسمیں چلتی ہیں، لڑکوں میں بھی، لڑکیوں میں بھی، رسم بھی ہوتی ہے، منگنی بھی ہوتی ہے، سانچک بھی ہوتے ہیں، لیکن اس بیٹی کو کامیاب بہو، کامیاب جیٹھانی، کامیاب دیورانی، زندگی کے جس رخ پر ہیں اس کے اصول کیا ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تربیت دی ہے، سویرے کیسے اٹھا جاتا ہے، سورۂ یٰسین پڑھ کر کام شروع کرنے میں کتنی برکت ہے، اپنی ساس کا دل کیسے جیتا جاتا ہے، اپنی شادی شدہ نند کے ساتھ کیسے رہنا چاہیے، غیر شادی شدہ نند کے ساتھ کیسے دوستی کر کے بہن کی طرح رہنا چاہیے، مرد کا استقبال گھر آنے پر کیسے کرنا چاہیے، کچھ ناگواری پیش آجائے، ان بن پیش آجائے تو کس سے مشورہ لینا چاہیے، کونسی بات میکے میں سنانے کی ہوتی ہے، کونسی بات مائکہ میں سنانے کی نہیں ہوتی ہے، یہ جب تک سکھایا نہیں جائے گا یہ بے چاری اپنا گھر کیسے آباد کر سکتی ہے۔

عقیقہ میں کتنا خرچ کرتے ہیں، وقت بھی لگاتے ہیں، مال بھی لگاتے ہیں لیکن اولاد کی تربیت کے اصول، کونسے اسکول میں ڈالنا چاہیے، بچہ جب بولنے لگے تو سب سے پہلے کیا بولنے لگے، بچہ کے دماغ میں آڈیو رکارڈنگ بھی ہورہی ہے، ویڈیو رکارڈنگ بھی ہورہی ہے، میرے والد ذکر کرتے ہیں یا گالیاں دیتے ہیں، میرے والد ولیوں کا چہرہ اپناتے ہیں، یا ناچنے والوں کا طریقہ اپناتے ہیں، اولاد وہ کام کرتی ہے جو والد کر رہے ہیں، وہ کام نہیں کرتی ہیں جو والد بول رہے ہیں۔

خاندانوں کا جوڑ

اللہ سے تعلق، آدمی کے اندر صبر کی طاقت پیدا ہوتی ہے، اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا، کیسی کیسی عجیب اللہ کی نیک بندیاں گزری ہیں، اپنے ظالم شوہروں کو ولی بنادیا، اپنے شرابی

شوہر کو اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میں بٹھا دیا، بڑے بڑے علماء ان کی گود میں پیدا ہو گئے، کیسی کیسی اللہ کی نیک بندیاں ان خواتین کی نسل میں پیدا ہو گئے، فون استعمال کرنے آیا، کپڑے سینے بھی آ گیا، بلڈنگیں بھی بن گئی، لیکن اگر یہ دین کا علم نہیں آیا، گھروں میں محبت کی روشنی نہیں آئے گی، دیوار اور اینٹ جڑ جائے گی، دل نہیں جڑیں گے، دل تو صرف اور صرف اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے دئے ہوئے دین کے ذریعہ سے ہی جڑتے ہیں۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے کی اہمیت

اللہ تعالی نے سونا، چاندی دیا، زکوٰۃ کے کیا مسائل ہیں؟ کہاں کہاں پر خرچ ہوتا ہے؟ بیماری آ گئی بکرا کاٹ کے کھلاؤ، لیکن اس سے زیادہ اہم جو میرے اوپر فرض ہے کہ میں اپنے سونے چاندی کی زکوۃ ادا کروں، زکوۃ ادا کیے ہوئے مال کی اللہ حفاظت فرماتے ہیں، زکوۃ ادا نہ کیا گیا، مال انسانوں کو سانپ بن کر ڈسے گا، اللہ تعالی نے قرآن میں اس کو ذکر کیا، کتنی بیٹیاں کتنے بیٹے اپنی ماں کا سونا چاندی لینے کے لیے لڑتے ہیں، کتنے ہیں اس کی زکوۃ ادا کرنے والے تاکہ میری ماں کو قبر کا کوئی عذاب نہ ہو اور یہ گرم کر کے اس سے چوٹا یا نہ جائے۔

بادِرُوا بالصدقة، فإن البلاءَ لا يتَخطاها.(۱) صدقہ دینے میں جلدی کرو، بلا اس کو پھاند کر نہیں آسکتی، ساری چوکھٹوں پر جاتا ہے، اللہ کی چوکھٹ پر نہیں جاتا ہے، مخلوق کے سامنے آنسو بہاتا ہے، دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتا ہے، غیبت میں وقت لگاتا ہے، نصیحت کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے، پوری دنیا کے سامنے بہو کو ذلیل کرے گی، لیکن تنہائی میں بٹھا کر، اکرام کے ساتھ نصیحت کرنے کے طریقے سے نصیحت نہیں کرے گی، یہ سب جہالت کا اثر ہے۔

ایک پلاٹ بھی خریدا، بڑھاپے کے اندر چوتھا منزلہ بھی بنایا، فارم ہاؤس بھی خریدا پر فرض حج تو نہیں کیا، اللہ کے بندے فرض حج تو کرتا، فرض حج کے بغیر مر گیا، حضرت محمد مصطفی

---

(۱) جمع الفوائد، حدیث نمبر: ۲۷۸۷

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہودی بن کر مر جائے گا، عیسائی بن کر مر جائے گا یہ بھی کیسا مومن ہے، جس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزے اور حجرے کو دیکھنے کا شوق ہی نہ ہو، یہ کیسا ایمان والا ہے جس کو کعبۃ اللہ کے پاس جانے کا جذبہ ہی نہ ہو، دین جب زندگیوں میں تھا اور اب بھی جہاں دین زندگیوں میں ہے وہاں پر غلہ رکھا جاتا ہے بیٹیاں ایک ایک دو دو روپے ڈالتی ہیں، پیٹ کاٹ کاٹ کر پیسے جمع کرتی ہیں، اللہ کے گھر پر جانے کے لیے، اللہ کا گھر تعمیر کرنے کے لیے، خرچ کرنے کا سلیقہ آئے گا اور کمانے کا ہنر آئے گا۔

اہل علم سے محبت

بڑی عجیب بات ایک صاحب نے فرمائی جو علماء کی نصیحت نہیں مانتا، وہ وکیلوں کو فیس دے کر مشورہ لیتا ہے، وکیلوں سے بڑا بھی کوئی ضمیر فروش اور بے درد ہے اور علماء سے بڑا بھی کوئی شفقت والا اور محبت والا تمہیں ملے گا، لیکن آدمی کس غلط رخ پر جاتا ہے، معمولی سا حادثہ پیش آ گیا امتحان میں ناکام ہو گئے، معمولی سا حادثہ پیش آ گیا شوہر کا جوانی میں انتقال ہو گیا اور معمولی حادثہ پیش آ گیا قرض بہت بڑھ گیا، سود میں ڈوبتے چلے گئے، خودکشی کر لی، تو اب وہ گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے، مر کر بھی چین نہ آیا تو کہاں جائیں گے، خودکشی کرنے سے مسائل ختم نہیں ہوتے ہیں، ختم نہ ہونے والے مسائل شروع ہوتے ہیں، بدترین قسم کا عذاب دیا جائے گا دنیا مشقت میں گزر گئی، آخرت بھی کلفت اور عذاب میں گزر جائے گی، کبھی نہ کبھی تو جنت میں ڈالا جائے گا لیکن خودکشی کے گناہ ہونے کا احساس نہیں، ایمان کے بغیر، دین کے علم کے بغیر آدمی کتنا بزدل ہو جاتا ہے، کتنا پست حوصلہ والا ہو جاتا ہے، کتنا جلدی جینے کی ہمت ہار مان جاتا ہے، اللہ سے کتنا جلدی ناامید ہو جاتا ہے، جب آدمی کا ایمان کمزور ہو جائے، جب آدمی کا علم کمزور ہو جائے، جب آدمی کو اللہ والوں کی صحبت نہ ملے۔

تربیت سے اولاد کی قسمت بنتی ہے

میری اولاد کی قسمت تربیت سے بنے گی دولت سے نہیں بنے گی، اولاد کی قسمت

اور ان کا مستقبل تربیت سے بنے گا دولت سے نہیں بنے گا، اور بغیر تربیت کی دولت اسے گناہوں کی طرف لے جائے گی، اور بدکاریوں پر جری کر دے گی، کن صحبتوں میں بٹھایا، کن لتوں میں پھنسایا، کن نشوں میں بہایا، اللہ والوں کی صحبت اور ان کی مجلس تو کبھی بتلائی نہیں، دین اور دعوت سے کبھی متعارف کرایا ہی نہیں، اور وہ جگہ بتلایا ہی نہیں تو آدمی گناہ کی طرف ایسے جاتا ہے جیسے پانی ڈھلان کی طرف جاتا ہے، گالی ایک مرتبہ سن کر یاد ہو جاتی ہے اور دعا دس مرتبہ پڑھانے پر بھی یاد نہیں آتی، شر اور تباہی کی طرف طبیعت خود بخود بھاگتی ہے، جنگل بنانے کے لیے کوئی محنت نہیں ہے، باغیچہ بنانے کے لیے محنت ہے، بلڈنگ توڑنے کے لیے محنت کم ہے، بنیاد کھدانے سے تعمیر کرنے تک کے لیے محنت زیادہ ہے، وہ محنت کی ذمہ داری، وہ محنت کا احساس اور اس محنت کا سلیقہ مجھے اور آپ کو مل جائے۔

میں نہیں جانتا آپ نہیں جانتے یہ زندگی کا آخری دن بھی ہوسکتا ہے، میں اور آپ نہیں جانتے یہ ملاقات زندگی کی آخری ملاقات بھی ہوسکتی ہے، نیتیں کرو جب تک جئیں گے دین پر جئیں گے، جب مریں گے دین پر مریں گے، جب تک جییں گے دین کی خدمت پر جئیں گے، جب مریں گے دین کی خدمت پر مریں گے، برتن دھو کر، چولہے، چکی میں، ساس بہو پنچائتوں میں، سونے چاندی، کپڑے، زیور کے لیے آنسوؤں کو ضائع کر دیا، یہ قیمتی آنسو جنت کے شوق اور اللہ کی یاد میں بہاؤ، یہ قیمتی آنسو سجدوں اور دعاؤں میں بہاؤ کہ اے اللہ! میرے نسلوں میں ولیوں کو پیدا فرما، میری نسلوں میں مجددوں کو پیدا فرما۔

میری دینی بہنو! آپ کے یہ قیمتی آنسو بڑے کاموں پر لگنے چاہیے، چھوٹی، گھٹیا دنیا کی چیزوں پر ضائع نہیں ہونا چاہیے، اللہ تعالی سب آنے والی بہنوں کو حوصلہ عطا فرمائے، پابندی عطا فرمائے، آپ رمضان کا حقیقی استقبال کر رہی ہیں، اور آپ شعبان کی صحیح قدر کر رہی ہیں آپ رجب کے اس بابرکت مہینہ میں اور آج کی رات شب معراج کی ہے، تو پھر ان گناہوں سے بچنے کا ارادہ جن گناہوں سے سخت عذابوں کو ﷺ نے دیکھا، آپ برکتوں والی زندگی کی طرف بڑھ رہی ہیں، آپ اپنی نسلوں کو ولی بنانے کے راستہ

کی طرف بڑھ رہی ہیں، اللہ تعالی ہم سب کو استقامت عطا فرمائے، مکانوں میں جگہ چھوٹی ہوتی ہے، اللہ جزائے خیر دے اس گھر والوں کو اور خوب برکت عطا فرمائے، اللہ تعالی ہم سب کو اپنے کام اور نام کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مکاتب کے فوائداوروالدین کے لئےضروری ہدایات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد

تمہید

میرے عزیزواور دینی بہنو!ہم لوگوں نے اس لاک ڈاؤن کے زمانہ میں بھی کوشش اور ہمت کی کہ یہ وقت قیمتی بن جائے،آپ لوگوں کی کوشش،دلچسپی لینے کی وجہ سے ہی بچے وقت پر تیاری کر کے آتے ہیں،صاف ستھرے کپڑے پہن کرآتے ہیں،وضوکر کے آتے ہیں،نورانی قاعدہ کہیں پے رکھا ہوا ہے،رحال کہیں پر رکھی ہوئی ہے،روزنامچہ کی ڈائری کہیں رکھی ہوئی ہے،سب چیزیں تلاش کر کے بچہ کی ماں نے،لڑکے کے والد نے دلچسپی لی تبھی بچہ یہاں پر پہنچتا ہے،آپ سب لوگوں کی کوششیں مبارک بادی کے قابل ہیں۔

سب کی فکروں سے بچے کی ترقی

اس پر خوشی ہوتی ہے کہ ایک پہلو میرے اورآپ کے سوچنے کا ہے،گاڑی چار پہیوں سے چلتی ہے ایسے ہی تعلیم چار لوگوں کی کوششوں سے بنتی ہے،ایک پڑھانے والے،دوسرا پڑھنے والا،تیسری ماں اور چوتھے والد،جب تک ان چاروں کی فکریں ایک نہیں ہوں گی اس وقت تک بچوں کی پڑھائی کی گاڑی آگے بڑھنے والی نہیں ہے،استاذ دلچسپی نہیں لے رہے ہیں،بچہ بہت فکر کرتا ہے،استاذ فکر مند ہے،طالب علم بے فکر ہے،استاذ اور طالب علم پڑھنے والا پڑھانے والے دونوں چاہتے ہیں لیکن ماں باپ لاپرواہ ہیں،زندگی میں ہم دیکھتے رہتے ہیں کہ والدہ نے کہا کہ بچوں کونوٹ بک لانا ہے،فلانی پنسل لانا ہے،فلانے ہوم ورک کی تیاری کروانی ہے،فلانے سبجکٹ کے لئے فلانے سامان کی ضرورت ہے،فیس وقت پر ادا کرنا ہے،لیکن جب ایجوکیشنل لائن میں باپ دلچسپی نہیں لیتا

ہے، پارنٹس میٹنگ میں جانا ہے، گائڈ لائن (guideline) سننا ہے، کرکشن کرنا ہے، چینجیس (changes) لانا ہے، نظام تعلیم اور سسٹم سے متعلق جب اہم بات کہی جاتی ہے، لیکن والد دلچسپی نہیں لیتے، والد بہت پریشان رہتے ہیں، بعض مرتبہ دن بھر تھکا ہوا رہتا ہے، بار بار فون کرتا ہے، یاددہانی کرتا ہے، لیکن ماں وقت پر اٹھنا نہیں چاہتی ہے، ماں وقت پر تیاری نہیں کرنا چاہتی ہے، ماں دلچسپی سے لے کر بیٹھنا نہیں چاہتی ہے، ان چاروں کے جوڑ کے بغیر، ان چاروں کی فکر کی یکسانیت کے بغیر بچہ کی پڑھائی ہرگز نہیں ہوتی۔

بچے والدین کی نقالی کرتے ہیں

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے سانچہ ہوگا ویسے اینٹ بنے گی، جیسے ٹنکی کا پانی ہوگا نل میں ویسے ہی پانی آئے گا، جیسی آئیڈیل پرسنالٹی (idiol personalaty) زندگی میں دکھے گی بچے اسی کی نقالی کریں گے اور سب سے پہلا نمونہ بچوں کی زندگیوں میں ان کے ماں باپ ہوتے ہیں، بچوں نے تو یہاں پر پڑھا:

إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الأَلَدُّ الخَصِمُ.(۱)

سب سے بدترین اللہ کے یہاں وہ ہوتا ہے جو جھگڑالو ہو، اور وہ اپنے گھر میں ماں باپ بھائی بہن کو، جھگڑتے ہوئے دیکھتا ہے، بچے نے حدیث میں پڑھا:

لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ(۲)

تین دن سے زیادہ بات بند کرنا حرام ہے لیکن بچہ اپنے چچا اور اپنے تایا کو، اپنی امی بھائیوں، اپنے والد کو دیکھتا ہے کہ پڑوسی سے بات بند کئے ہوئے ہیں، بلکہ بات بند کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں، پڑھایا الگ جارہا ہے، دکھایا الگ جارہا ہے، انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ دکھائی جانے والی چیز پر چلتا ہے، پڑھی جانے والی چیز پر نہیں چلتا، یہ بہت

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۵۷

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۰۷۳

بڑا مسئلہ ہے، میں کہہ رہاں ہوں پانچ وقت کی نماز فرض ہے اور میں ہی پنج وقت نماز کا پابند نہیں ہوں۔

ایک اسکول میں واقعہ پیش آیا، ایک بچہ پوری کلاس سے لڑا کرتا تھا، بہت بڑے بزرگ اس اسکول میں گئے، لوگوں نے کہا: حضرت اس کے لئے دعا کر دیجئے، حضرت نے اسے نزدیک کیا اور کہا: بیٹا! آپ تو بڑے اچھے لگتے ہو کیا لوگ آپ کو ستاتے ہیں، آپ لڑائی کیوں کرتے ہو؟ ساری کلاس والوں سے اس بچے نے کہا کہ حضرت! آپ یہ بتائیے کہ لڑائی کرنا صرف بچوں کے لئے گناہ ہے یا بڑوں کے لئے بھی گناہ ہے، فرمایا: گناہ تو دونوں کے لئے ہے، آپ مجھ سے تو کہتے ہیں میرے باپ سے نہیں کہتے، میرے ماں باپ کتنا لڑتے ہیں، دن بھر ان کی کیسی زبان چلتی ہے، میری دادی، میری نانی، میرے دادا، میرے نانا، میرے چچا، میرے تایا کی جب آوازیں بلند ہوتی ہیں تو محلہ گونج جاتا ہے، لڑائی میرے لئے گناہ ہے یا ماں باپ کے لئے بھی گناہ ہے؟ میرے لئے گناہ ہے یا میرے بڑوں کے لئے بھی گناہ ہے۔

حضرت شاہ جمال الرحمٰن صاحب کا اندازِ تربیت

ایک مرتبہ ہمارے حضرت شاہ جمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم کے پاس ہم بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت نے بتایا کہ ایک مرتبہ لوگوں کی دعوت ہوئی، پیرنٹس کی دعوت ہوئی، بچوں کو پانی پلانے، کھانا کھلانے کے لئے طے کیا گیا، کھانا لا کے رکھا گیا ڈال لیے کھا لیے، کھانے کے بعد میں سے بچوں نے آ کر پوچھا، حضرت آپ لوگ ہمیں کھانے کے آداب سکھاتے ہیں دینیات میں لکھا ہوا ہے، کھانے سے بسم اللہ پڑھنا، دسترخوان بچھانا اور کیا کیا سنتیں ہمیں سکھاتے ہیں اور جتنی سنتوں کا ہمیں پابند بنایا جاتا ہے، ہمارے بڑوں کو بھی آپ نے ابھی دسترخوان پر بیٹھایا، ہم نے ہی کھانا کھلایا، ہم نے ہی پانی دیا، لیکن ہم میں سے کسی نے انک کو اس پر عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، ہم نے اپنے والدین (parents) کو اس پر

عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے،نہیں بیٹا آپ لوگوں کو عادت ڈالنے کے لئے زور سے پڑھنے کے لئے کہا جاتا ہے،سمجھا دیا گیا،بہلا دیا گیا،لیکن واقعی مجھے اور آپ کوٹٹولنے کی ضرورت ہے۔

دعائیں پڑھائی گئیں،گھر میں جب داخل ہوتو یہ دعا پڑھیں لیکن میں نے تو اپنی ماں کوکبھی پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا،میں نے تو اپنے والدکو پڑھتے نہیں دیکھا،ہم کوسوچنے کی ضرورت ہے کہ میں پڑھا کیا رہا ہوں،دکھا کیا رہا ہوں،پڑھایا کچھ نہ جائے لیکن زندگی مثالی اور آئیڈیل بتائی جائے تو گود میں ساری دینیات دکھ جائے،دینیات سے زیادہ دکھ جائے گا،اگر میری زندگی اور عمل میں وہ چیزیں آجائیں۔

بچپن سے ہی بچہ پر محنت کی جائے

تیسری بات جو میرے اور آپ کے سوچنے کی ہے،میں بھی اس میں کوتاہی کرتا ہوں اور دیکھا گیا ہے کہ عام لوگوں سے بھی کوتاہی ہوتی ہے،وہ کوتاہی یہ ہے کہ بچہ تو ابھی چار سال کا ہے،بچہ تو ابھی سات سال کا ہے،ابھی اللہ کے حکموں کا پابند نہیں بنا ہے،پابندتو جب بنے گا جب ۱۵/ پندرہ سال کی عمر ہوگی،پابند جب بنے گا جب ۱۳/سال کی عمر ہوگی،لیکن میری عمر ۲۵/سال ہوچکی ہے،میری عمر ۳۸/سال ہوچکی ہے،میری عمر ۴۰/سال ہوچکی ہے میرے اللہ کے حکموں کا مکلف پابند ہوئے،۱۵/سال کی عمر سے،آج ۲۵/سال میری عمر ہوچکی ہے،آج ۳۵/سال میری عمر ہے تو جو دین مجھے ۱۵/سال سے پہلے سیکھنا تھا آج ۲۰/سال گزر گئے،میں دین سیکھنے سے پیچھے چل رہا ہوں،والدین کوسوچنا چاہیے۔

ہم لوگوں نے یہ بھی کوشش کی کہ مسجد میں عشاء کے بعد بڑوں کا مکتب بھی چلتا ہے،اور مسجد میں مدرسہ گروپ بنات میں بڑی خواتین کے لئے بھی پڑھائی کا انتظام کروایا جاتا ہے،بڑی خواتین بھی وہاں آکر پڑھتی ہے،بہت خوشی ہوئی ایک جگہ کی کارگزاری دوستوں نے سنائی،کالج کی لڑکیاں بھی پڑھتی ہیں،۶۳/سال کی بڑھیا بھی پڑھتی ہے،کچھ ہی دن پہلے ایک

مکتب کے مدرسہ کی کارگزاری آئی، ۶۳؍سال کی عمر میں بڑی بی نے آکر ایڈمیشن لیا، مبارک بادی کے قابل ہے، قدر کی جانی چاہیے، تحسین کی جانی چاہیے، تقلید کی جانی چاہیے، ایسے مثالوں کی ضرورت ہے، چبوتروں پر بیٹھے ہوئے، محفلیں سجاتے ہوئے، فون کا استعمال، ساری دنیا کے دکھڑے، غیروں کے تذکرے، کس کس پر آنسو بہاتے ہوئے کتنے گھنٹے بیت رہے ہیں، لیکن میری بیوی کو اور مجھے قرآن کے سیکھنے کی بھی تو فکر ہونی چاہیے، اس شریعت کے سیکھنے کی فکر ہونی چاہیے جو شریعت اور دین میں اپنے بچوں کو سکھلانا چاہتا ہوں۔

یہ فکر کی بات کہ جو چیز مجھے ۱۵؍سال سے پہلے سیکھنا چاہیے تھا آج ۲۵؍سال ہوگئے میں نہیں سیکھ سکا، لیکن موقع ہے، سانس ہے تو چانس ہے، مجھے بھی سیکھنا شروع کردینا چاہیے، یہ دینیات جو بچہ پڑھ رہا ہے مجھے بھی سیکھنا چاہیے، یہ قرآن تجوید سے جو بچہ پڑھ رہا ہے مجھے بھی سیکھنا چاہیے، نیت کرنے پر اللہ وقت میں برکت دے دیتے ہیں، نیت کرنے پر اللہ تعالی صلاحیت میں برکت دے دیں گے۔

الفاظ سکھانا اصل نہیں، ذہن سازی اصل ہے

آخری بات غور کرنے کی یہ ہے کہ میری دوا تو مجھے ہی کھانا پڑے گا، ایسا تو نہیں کہ بچہ میری دوا کھالے مجھے صحت مل جائے، قرآن کا سیکھنا میرے اوپر فرض ہے، قرآن کا حق ادا کرنا میرے اوپر فرض ہے، اگر میں قرآن کا حق ادا نہیں کروں گا، اس کے الفاظ نہیں سیکھوں گا، معنی نہیں سمجھوں گا، اس کی طرف دعوت نہیں دوں گا تو پھر اللہ کے یہاں قرآن میرے خلاف کھڑے ہوجائے گا پھر قرآن یہ کہے گا کہ اے اللہ! یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے مجھ کو کنارے کردیا، قرآن میرے خلاف حجت بن جائے گا، تو میرے بیٹے کے پڑھنے کی وجہ سے میری جان چھوٹنے والی نہیں ہے کیونکہ میری دوا تو مجھے ہی کھانا پڑتا ہے، اس لئے میرے عزیزوں اور بہتری لانے کی فکر ہونی چاہیے۔

الفاظ سکھانا اصل نہیں ہے، ذہن سازی اصل ہے، Motivate کرنا اصل

ہے، جذبات اور خیالات کو بدلنا اصل ہے۔

نیو ایجوکیشن پالیسی کے نقائص

آئندہ کا زمانہ زبردست فتنوں کا آنے والا ہے، ایجوکیشن پالیسی پاس ہو چکی ہے بٹو لگائے جائیں گے، دھوتی پہنائی جائیں گی، غیروں کے طریقے پڑھائے جائیں گے، آشرموں میں رکھا جائے گا، سنسکرت تھوپی جائیں گی، راماین اور بھگوت گیتا کی تاریخ کو پڑھنا ہی پڑے گا، اگر ہم نے اپنی نسلوں کو علماء مدارس اور مکاتب سے جوڑنے کی فکر نہیں کی اور اگر ہم نے دشمنوں کی سازشوں کو جاننے کی کوشش نہیں کی تو ہماری اولاد مسلمان گود میں پیدا ہو کر بھی ہندو بن جائے گی، وہ مورتی پوجا کرنے والی بن جائے گا، اگر ہم نے سورۂ یٰسین نہیں سنایا، فجر کی نماز نہیں پڑھائی، اسے وندے ماترم روزانہ پڑھانے کا قانون پاس ہو چکا ہے، جس وندے ماترم میں وہ یہ کہتا ہے یہ زمین، یہ دھرتی میرا خدا ہے، ان کفریہ کلمات کے ساتھ جب بچوں کی صبح ہوگی، اور چھ چھ گھنٹے وہ دیو مالائی کہانیاں، بے حقیقت تاریخیں، ہندو میتھولوجی پڑھانے والی ذہنیت جب اس کو تھوپی جائے گی، تب بتائیے! اب میری نسل مسلمان کیسے باقی رہے گی؟ انسان بننا، ولی بننا، پکا مسلمان بننا، دین کا داعی بننا، مخالف ماحول میں جمنا، یہ تو بہت دور کی باتیں ہیں، ہم سب کو بڑی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔

تعلیم کی اہمیت کو سمجھیں

اپنی نسلوں کو یہ تو غم ہے، دکان نہ کھلے تو فکر ہے، آج دکان نہیں کھلی، فلانے فنکشن میں نہیں جاسکا، ایسی منحوس عادت میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کو لگ چکی ہو، شادیوں میں جانا، عقیقوں میں جانا، سانچکوں میں جانا، ابھی حضرت مولانا عبید الرحمن صاحب دامت برکاتہم فرمارہے تھے کہ ایک طالب علم نے نانی کے جنازہ کے نام پر دس دس دن ڈمّہ کر دیا، بھائی! نانی کے جنازہ میں دس دن آپ کونسا ثواب پہنچا رہے تھے، کونسا سوگ اور غم منانے کے لئے ضروری تھا کہ دس دن قرآن کی تعلیم کا ناغہ ہو جانا، تعلیم کر کے آپ نانی کو

ثواب پہنچاتے، قرآن پڑھ کر آپ دادی کو ثواب پہنچاتے، پھوپی، چچا، چچی کو ناغہ کر کے کون سا ثواب پہنچا رہے ہے، عجیب طرح کی حماقت ہے۔

پیسوں کی تباہی ہے، تعلیم کا نقصان ہے، بری عادتوں کا سیکھنا ہے، ایک دوسرے سے اچھے کپڑوں میں، اچھے جوتیوں میں، اچھے زیوروں میں مقابلے ہیں، ایسی گھٹیا اور چھوٹی قسم کی چیزیں ہمارے بچوں میں پنپنے لگ جاتی ہیں، جب ہم بچوں کے سامنے فنکشن کی اہمیت تعلیم کی اہمیت کے مقابلہ میں بتاتے ہیں، تقاریب میں جانے کی فکر ہے، مکتب اور اسکول کی تعلیم کے ناغہ کی فکر نہیں ہے، دولت سے علم نہیں آتا، دولت سے گھر نہیں بنتے، دولت سے حیا نہیں آتی، دولت سے کلمے والی موت نہیں آتی، دولت سے گودیں نورانی نہیں بنا کرتی، دولت سے شفاء نہیں ملا کرتی، ہمارے اندر فکر ہونی چاہیے اور ایسے فنکشن ایسی تقاریب اور ایسی دعوتوں میں شرکت کرنے کے سلسلہ میں احتیاط کرنا چاہیے، تاکہ بچوں کی تعلیم میں نقصان نہ ہو، بچوں کی تعلیم میں خسارہ نہ ہو، بچہ تعلیم میں دوسروں سے پیچھے نہ ہوجائے۔

دوسری قوموں کو تو دیکھئے، ہندو عورتیں ہمارے محلہ میں ہم فجر کو جاتے ہیں، اس سے پہلے چھنکا ہو چکا ہے، صحن صاف ہو چکا ہے، آپ دیکھئے ہندو لوگوں کی شادیاں دن میں ہوتی ہیں، رات میں کرنے والے کتنے ہیں، چھٹیوں میں ہوتی ہیں، ورکنگ ڈیز (Working days) میں نہیں ہوتی ہیں، اتنی عقل تو لینی چاہیے، نقالی ان چیزوں میں کیوں نہیں کرتے ہیں کتنی محنتی عورتیں، کیسے محنتی مرد، کیسے سویرے جاگنے کے عادی شرم کی بات ہے کہ دوسری بے ایمان قوم سے ہمیں مثال دے کر سمجھایا جائے۔

اللہ تعالی آپ حضرات کے آنے کو مبارک فرمائے، آپ حضرات کی محنتوں کو، پڑھانے والوں کی محنتوں کو قبول فرمائے، بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

دعوتی احباب بالغان کے مکاتب کیسے قائم کریں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

میرے عزیزو اور دینی بھائیو!

اللہ تبارک وتعالی نے انسان بنایا، اسلام کی دولت سے نوازا، دینی ماحول میں پیدا کیا، چیلنج والے ماحول میں پرورش کی، علماء کی صحبت سے نوازا، دین کے ادارے قائم کئے ہوئے ہمیں مل گئے، جو لوگ باہر ملکوں کو جاتے ہیں، دو، دو سو کلومیٹر پر بھی مسجد نظر نہیں آتی ہے، پانچ، پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر بھی کوئی عالم نظر نہیں آتا ہے۔

مفتی سعید صاحب پالن پوریؒ فرماتے ہیں: کہ ہر علاقہ میں اتنے فاصلے پر ایک عالم دین کا رہنا فرض کفایہ ہے کہ آدمی صبح میں جاکر شام تک مسئلہ پوچھ کر آجائے، بڑوں نے محنتیں کی، قربانیاں دی، علماء کرام کی تعداد، حفاظ کرام کی تعداد خاصی ہر جگہ پر پائی جاتی ہے۔

جماعت میں لیا گیا عہد و پیمان

ہم سب سے پہلے جب جماعت میں نکلے تھے تو ہم سے وعدہ لیا گیا، عہد و پیمان کرائے گئے، ہر روانگی کے وقت بات کی گئی اور یہ کہا گیا کہ آئندہ سال اسی مہینہ میں چلہ کے لیے نکلیں گے، معاہدہ کرایا گیا ہر دن تعلیم کے حلقہ میں، قرآن کے حلقے میں ہمیں احساس دلایا گیا کہ ہماری تجوید درست نہیں ہے، ہم علاقہ میں جائیں گے، ماہرین سے رجوع ہوں گے، حفاظ علماء کے پاس بیٹھیں گے، اپنی تجوید کو درست کریں گے، چھ نمبر جب ہم نے یاد کئے، تو علم و ذکر کی مشق میں ہر دن ہم نے سنا، ہر مجلس میں ہم نے سنا کہ اہل حق علماء سے رجوع ہوں گے، قدم قدم پر ہم پوچھ کر چلیں گے، ہر دن چھ صفات کے مذاکرے میں ہم نے کہا بھی، ہم نے سنا بھی، اور آج کل اللہ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا سعد صاحب دامت

برکاتہم کو کہ روزانہ مسائل کا حلقہ مسجد میں لگتا ہے، فضائل کا حلقہ لگتا ہے، علماء سے درخواست کی جائے کہ آپ کوئی وقت مسجد کو دیجئے، آپ ظہر سے عصر تک دیجئے، عصر سے مغرب تک دیجئے، مغرب سے عشاء تک دیجئے، عشاء کے بعد ایک گھنٹہ کے لئے وقت دیجئے۔

ہم دہلی میں تھے ایک مرتبہ تر کی جانے سے پہلے تو علاقہ کے ذمہ داروں نے کہا: کہ ہم مسجد کی کمیٹیوں کو بلائیں گے، اور کمیٹیوں کو بٹھا کر سنائیں گے کہ مسجد کے چلانے کا دین کیا ہے اور مسجد کے انتظام کے سنبھالنے میں اسلام ہماری کیا رہبری کرتا ہے، ایک دین کا شعبہ ہے سیکھنے کا اور سیکھ کر کیا جائے گا، قبولیت کا ذریعہ بنے گا، چودراہٹ، صدارت کے لئے کیا جائے گا، آخرت تو اجڑ چکی ہے، دنیا بھی اجڑ جائے گی، خود بھی آدمی جہالت پر رہے گا، پوری بستی کو بھی جہالت میں رکھے گا۔

دعوت کے کام کی فکر

دعوت کے کام سے متعلق سب سے اہم بنیادی کتاب حضرت ابوالحسن علی ندویؒ کی ہے، سوا تین سو صفحات، ۳۵۰ صفحات، اتنی مفصل پوری کتاب دعوت کے کام سے متعلق نہیں لکھی گئی ہے، حضرت علی میاں ندویؒ خود بڑے آدمی تھے، مولانا الیاس صاحبؒ نے جو ان کو خطوط لکھے ہیں وہ مستقل ایک کتاب ہے، جس میں مولانا الیاس صاحبؒ جس دردمندی کے ساتھ اور جس بے چینی کے ساتھ اور جس تعظیم کے ساتھ حضرت علی میاں ندویؒ کو بار بار بلاتے ہیں اور کام کا تعارف کرواتے ہیں، ان کا تعاون چاہتے ہیں، وہ سب مضامین ان خطوط کے اندر ہیں، ابوالحسن علی ندویؒ اور مولانا منظور نعمانیؒ یہ دو وہ اکابر تھے کہ جن کو مولانا الیاس صاحبؒ نے اپنی زبان بنایا، ان کی علمی استعداد بہت اونچی تھی، اور علمائے دیوبند میں ان کا ایک مقام تھا، پورے ملک میں ان کا وزن سمجھا جاتا تھا، اور مولانا الیاس صاحبؒ کی نظر نے تاڑ لیا تھا کہ عالمی سطح پر بھی ان سے زبردست کام ہونے والا ہے، اور انہوں نے ملک بھر کے مختلف تحریکوں کو جا کر دیکھا، مولانا مودودی صاحبؒ اور دوسری شخصیتوں کو جا کر دیکھا، ان

کا دل مطمئن ہوا دو جگہ پر، ایک مولانا الیاس صاحبؒ کے پاس اور دوسرا حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے پاس، مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کو انہوں نے اپنا شیخ بنایا، اور مولانا الیاس صاحبؒ کے مشن کا حصہ بن گئے، اور ہندوستان سے لے کر پڑوسی ملک تک کام کے تعارف کے لئے، پھر ہندوستان سے لے کر مصر، سوئیڈان، شام تک مولانا ابوالحسن علی ندویؒ مولانا عبیداللہ بلیاویؒ، مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ پانچ سو صفحے کی کتاب ہے، اس کا نام ہے: **مذاکرات سائع فی الشرق العربی**، پوری کارگزاری موجود ہے،، اردو زبان میں اس کا ترجمہ ہے، وہ جماعت تقریباً چھ مہینے کی چلی تھی، اور سب سے پہلی جماعت تھی، اور کام کا تعارف مقصود تھا۔

جامعہ ازہر میں اسی سفر میں حضرت علی میاں ندویؒ سے علامہ یوسف القرضاویؒ کی ملاقات ہوئی، بہت بنیادی کتاب ہے، اور ’’مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت‘‘ تین سو صفحات میں ہے، مولانا نے اسے لکھا اور مولانا الیاس صاحبؒ کے لمبی صحبت پانے والے بزرگوں کے سامنے کئی مرتبہ وہ پوری کتاب شروع سے آخر تک سنائی گئی، اس کا آٹھواں باب ہے، مولانا الیاس صاحبؒ کی دعوت کا فکری منظر اس کام کی ضرورت کیا تھی؟ لکھی ہوئی باتیں زیادہ مستند ہوتی ہیں، لکھنے والا بھی مستند ہو، اور بھی Authentic ہوا کرتی ہیں، اور بانی تحریک مولانا الیاس صاحبؒ کے اعتماد والے ہوں، اور بھی زیادہ اس کی استنادی حیثیت میں اضافہ ہو جاتا ہے، وہاں پر مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے ہیں: کہ میرا کام تو امت میں ابتدائی طلب پیدا کرنے کے لئے ہے، تکمیل تو علماء اور مشائخ سے ہوگی، جو ملفوظات مولانا منظورؒ نے جمع فرمائے ہیں ان ملفوظات میں مولانا الیاس صاحبؒ کا وہ ملفوظ نقل کیا ہے، اگر یہ کام علم اور ذکر کے ساتھ چلتا ہے تو پھر خوب ہوائی جہاز کی اڑان چلے گا، اگر جہالت اور غفلت کے ساتھ چلے گا تو محض آورگی بن جائے گا علم و ذکر حضرتؒ نے الگ الگ نہیں لکھے ہیں، بہت لمبی بات ہو جائے گی کہ حضرتؒ نے علم و ذکر کو کیوں ملایا علم ذکر کے بغیر کیسے ضلالت بن جاتا ہے، گمراہی بن جاتا ہے، اور ذکر علم کے بغیر ظلمت، اندھیرا اور جاہلی، مریدی کی تصویر بن جاتا ہے، اسی لئے مولانا

الیاس صاحبؒ نے علم وذکر کو ملا کر رکھا ہے۔

دعوتی کام کی دو بے اعتدالیاں

دعوت کے کام سے لگنے کے بعد عام طور پر دو قسم کی بے اعتدالیاں ہوتی ہیں، ایک طبقہ وہ ہوتا ہے جو صرف نکلنے، نکالنے پر توجہ دیتا ہے، بیس سال گزر گئے (سب نہیں ہوتے، بے توجہی کرنے والے جو افراد ہوتے ہیں) لیکن تجوید سے قرآن نہیں سیکھا، نماز پڑھانے کی، امام کی غیر موجودگی میں آسانی سے ہمت نہیں ہوتی، اردو زبان سے واقفیت رکھنے والے بھی کم ہوتے جارہے ہیں، فضائل اعمال درست تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا، اور دوسرا طبقہ وہ ہے جن کو علم کا شوق ہوا، تجوید کا شوق ہوا، بچوں کو مدرسہ میں داخل کروایا، لیکن کام کی ترتیب کے سلسلہ میں بے توجہی برتنے لگ گیا، اپنے سہ روزہ کی فکر نہیں، اپنے چلہ کی فکر نہیں ہے کام کے تقاضوں کو پورا کرنے کی فکر نہیں ہے، یہ تصویر بھی غلط ہے، جو طبقہ اپنی جہالت پر ہے اپنے علم میں اضافہ کے لئے اہل اللہ سے تعلق کے لئے فکر مند نہیں ہے، وہ بھی بے اعتدالی پر ہے، اور جو طبقہ علم سے جڑنے کے بعد اور کسی اللہ والے سے جڑنے کے بعد کام کی ترتیب کو کم از کم جیسے سنبھالنا چاہیے ویسا سنبھال نہیں پاتا ہے، وقت نہیں لگا پاتا ہے، وہ بھی بے اعتدالی کی طرف چل رہا ہے۔

میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، ہم جب مصر میں تھے ایک منصورہ نام کا صوبہ ہے، وہاں پر ایک عالم (ندوۃ سے فارغ ہوئے) رہتے ہیں، کام سے جڑے، جڑنے کے بعد مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ حضرت! میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں، حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے! آپ ندوۃ العلماء علی میاں ندویؒ کے پاس جایئے، پڑھ کر آیئے، چار سال انہوں نے حضرت علی میاں ندویؒ کے پاس علم بھی پڑھا، تزکیہ بھی پڑھا، اور پھر اس کے بعد اپنے ملک مصر واپس ہوگئے، جب وہ جانے لگے تو حضرت علی میاں ندویؒ نے ان عالم دین کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

إنما اتى بک الیّ العلم، إنما الیّ بک الي الدعوة، فلا يصرفک صارف ولو كان العلم: کہ تمہیں جو چیز میرے پاس لائی ہے یہ دعوت کا مبارک کام ہے، ہر حال میں اس کام پر جمے رہنا، اس کے احسان مند رہنا، چاہے علم کے تقاضے ہوں لیکن اس کام کو نظر انداز نہ کرنا۔

ہم نے ان کو دیکھا کہ سہ روزہ پابندی سے لگاتے ہیں، خانقاہی مجلس بھی ہوتی ہے اور جامعہ ازہر، ازہر یونیورسٹی کی جو مسجد ہے اس مسجد میں ان کا حدیث کا درس ہوتا ہے، مسجد میں حدیث درس ہر ایرے غیرے کو نہیں دی جاتی، جس کے علم کا پایہ مضبوط ہے اس گیارہ سو سال کے علم کے قبلے کا مرکز ہے، حدیث درس کی اجازت دی جاتی ہے، یہ اعتدال والا طریقہ ہے، یہ اصل مثالی طریقہ ہے۔

ہم نے جن بزرگوں کو دیکھا، حضرت امیر محترم نعیم اللہ خان صاحبؒ کتنا کتابوں کا ذخیرہ، تھانویات پر کیسی نظر، غزالیات پر کیسی نظر، ہمارے ڈاکٹر اکبر عزیزؒ کو فقہی مسائل پر ایسی نگاہ، تاریخ پر ایسی نگاہ، محترم مولانا وسیم صاحبؒ پرانے شہر کے بزرگوں کے بارے میں، پرانے شہر کی تاریخ کے بارے میں، پرانے شہر کے خانقاہی سلسلوں کے بارے میں، ایسی گہری واقفیت اور ایسی دلی وابستگی ان اکابر کی زندگیوں میں دیکھنے میں آئی ہے، انہوں نے سطحیت کے ساتھ اس کام کو نہیں چلایا، علم کی گہرائی کے ساتھ اس کام کو چلایا، اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے پاس جب بھی مفتی زید صاحب مظاہری (ایک بڑے عالم ہیں حضرت تھانویؒ کی کتابوں پر انہوں نے بڑا کام کیا ہے، اور کرتے رہتے ہیں) جب بھی وہ جاتے، حضرت انعام الحسنؒ پوچھتے: بھائی کوئی! بچہ ہوا ہے نہیں ہوا ہے؟ تصنیف کو وہ اولاد کی طرح قرار دیتے، نئی کتاب کو وہ اولاد کی طرح قرار دیتے تھے، بہت سی بے اعتدالیاں اور بہت سی گمراہیاں، ہر فتنہ سے متاثر ہوجانا، ہر فتنہ کا آسانی سے شکار ہوجانا، اس کی ایک وجہ کم علمی بھی ہے، ہم نے عقیدہ پر کوئی چھوٹی سی کتاب نہیں پڑھی ہے، عقیدہ کا علم سب سے عین ہے، اسی طریقہ سے فقہی مسائل پر ''بہشتی زیور''

کتاب ہے، اور دین کی باتیں ''بہشتی ثمر'' جو مردوں کے لئے لکھی گئی ہے، جس میں عقیدہ سے لے کر آگے میراث کے مسائل تک موٹے موٹے مسائل عام مسلمانوں کے لئے جمع کئے گئے ہیں، طلاق کے موٹے مسائل، نکاح کے موٹے مسائل، گہرائی تو علماء کا کام ہے، پوچھ کر ہی چلنا پڑے گا، لیکن اتنی موٹی واقفیت بھی نہیں ہونے کی وجہ سے کون سی باتیں ہیں جو آدمی کو کافر بنا دیتی ہیں، وضو کن چیزوں سے ٹوٹتی ہے آدمی واقف ہے، نماز کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے آدمی واقف ہے، اسلام کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے نواقض اسلام کیا ہے؟

امت کے دو طبقوں کا حال

ایک طبقہ امت میں وہ ہے جو کسی عالم کی رہبری کے بغیر تفسیر پڑھنا چاہتا ہے، گمراہی کی طرف ہے، دوسرا طبقہ وہ ہے جو تفسیر ہی نہیں پڑھنا چاہتا، یہ ہمارا کام نہیں ہے، یہ ہمارے بس کا نہیں ہے، عمر بیت گئی، اللہ نے قرآن میں مجھ سے کیا کہا ہے، اس کی واقفیت نہیں ہے، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں میری گھر والی (بہار کے ضلع کے ایک امیر کی بیٹی ہے) نے ایک عالمہ بہن کو مقرر کیا تا کہ اس عالمہ بہن سے قرآن بھی پوری تفصیل سے سنیں، دعوت کے اپنے کام کے تقاضوں کے ساتھ بہت وقت ہے زندگیوں میں، خود ہم نے قرآن کی درستگی کی کتنی فکر کی ہے، سب کو جمع کرنے کی فکر کرتا ہے کسی کو چھوڑنے کی فکر نہیں کر رہا ہے، عام طور پر لوگ ایک چیز کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، تو دوسری چیز کو چھوڑنے لگ جاتے ہیں، اور یہی لوگ اصل فساد مچاتے ہیں، تبلیغ کو بھی خراب کرتے ہیں اور علماء کو بھی بدنام کرتے ہیں۔

ایک بزرگ نے اچھی مثال دی، لطیفہ بھی ہے، ایک شخص تھا جو دوپہر (Lunch) میں صرف لیمو لاتا تھا، اور کھانے کے وقت سب کے پاس دیکھتا کہ کون اچھا پکوان لایا ہے، اور جس کے پاس تلا ہوا گوشت دیکھا اس کے پاس پہنچ جاتا، ارے صاحب! آپ تلا ہوا گوشت لائے، میں لیموں لایا، اپن لیموں نچوڑ کر کھائیں گے، اور پھر کھانے لگ

جاتا، پھر کہتا، ارے صاحب! یہ بازار والا ہے نا، یہ بڑا کمینہ ہے اور دوسرا وہ ناکارہ ہے، دوسرے دن پھر لیمو لے کر آتا، دوسرے کے برتن میں دیکھا کہ تلی ہوئی مچھلی ہے، اس کے پاس پہنچ جاتا، اور کہتا کہ صاحب! آپ مچھلی لائے بول کر میں لیموں لایا، اپن لیمونچوڑ کر کھائیں گے، کہنے لگتا وہ جو ہے نا بہت بخیل ہے، وہ تمہارے بارے میں ایسے کہہ رہا تھا، وہ کسی دن ٹفن لاتا نہیں ہے، اس کو نہ مچھلی لانا ہے اور نہ گوشت، اور نہ بریانی لانا ہے، اور نہ گوشت، اس کو صرف لیمونچوڑنا ہے بس، اپنا کام، اپنے چٹورے، چٹخارے پورے کرنا ہے، جماعت والوں کے پاس آیا اور کہا جماعت والے کیا کرر ہے ہیں؟ ان کو نہ مدرسہ چلانا ہے، نہ تبلیغ میں وقت لگانا ہے، اور نہ اکابر کے دئے ہوئے معمولات پورے کرنا ہے، اپنی غرض پوری کرنی ہے، رئیل اسٹیٹ کے تعلقات بن جائیں گے، کاروباری گاہک بن جائیں گے، دنیا میری بن جائے گی، تعلقات کا ایک ساتھی مل جائے گا، یہ گھٹیا جزبات، یہ سفلی قسم کے ارادے آدمی کو اپنی اصلاح سے بھی غافل کردیتے ہیں، دوسروں کی اصلاح سے بھی غافل کردیتے ہیں۔

اکابر کی اپنے اساتذہ سے محبت وقدر

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا اپنے اساتذہ سے اتنا عجیب تعلق تھا، ایک مرتبہ دیوبند آئے، جس گلی میں ان کے استاذ شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ کا گھر تھا، اس گلی میں جاتے ہی جوتیاں اتاردی، یہ فرمایا: مجھے استاذ کی گلی میں جوتیاں پہننے کی ہمت نہیں ہوتی ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کی صحبت میں رہے، ان کے والد بھی رہے ہیں، حضرت گنگوہیؒ کا انتقال ہوگیا، کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت الیاس شیخ الہندؒ کے پاس گئے، فرمایا: حضرت میرا رشید احمد گنگوہیؒ سے تعلق تھا، اب میں آپ کے حوالہ ہونا چاہتا ہوں، نہ موسی پیر نہ عیسی پیر، نفس بڑا پیر۔

نہ مسجد وار جماعت کی مانتا ہے، نہ شہر کے امیر کی مانتا ہے، نہ ضلع اور صوبہ کے ذمہ

دار کی مانتا ہے، نہ ملک اور عالم کے امیر کی مانتا ہے، بے لگام طبیعتیں ہیں، کٹی پتنگ کی طرح زندگی ہے، مولانا الیاس صاحب سے شیخ الہندؒ نے فرمایا: نہیں خلیل احمد سہارنپوریؒ کے پاس جاؤ، جو مولانا شیخ زکریاؒ کے بھی شیخ تھے، ان سے تم اپنا تعلق رکھو، آخری زندگی تک انہوں نے اپنے آپ کو حضرت سہارنپوریؒ کے حوالہ کیا، مولانا زکریا صاحبؒ نے آخری سانس تک اپنے آپ کو حضرت سہارنپوریؒ کے حوالہ کیا، اپنی ساری کوششوں کے ساتھ نفس کی مکاریوں سے آدمی بچ نہیں پائے گا، شیطان کی مکاریوں سے بچ نہیں پائے گا، جب تک آدمی اپنے آپ کو کسی کے حوالہ نہیں کرے گا، دل کا دین صاحب دل کی صحبت سے ہی آتا ہے۔

اپنے بزرگوں کو آدمی پڑھے، اردو زبان سے ناواقفیت، مطالعہ کی کمی، آپ کو ہر کچی فکر سے متأثر کردے گی، آپ کی اپنی ذہنیت آپ کے اپنے فکر کی پختگی کی طرف آپ کو آنے نہیں دے گی۔

دین کی تکمیل

کیا میرے گھر میں شرعی پردہ زندہ ہوگیا؟ کیا تقسیم جائیداد کے اصول پر عمل ہورہا ہے، کیا میری شادیوں کی رسومات کا خاتمہ ہوگیا؟ داماد اور بہو کے ساتھ کیسا برتاؤ ہے؟ زمانہ کے اندر ایمان پر حملہ کرنے والے فتنے کتنے ہیں؟ فیاضی فتنہ پیدا ہوگیا، شکیلی فتنہ پیدا ہوگیا ہے، ہم بھوپال میں گئے، بلقیس بانو نگر ایک بڑا علاقہ ہے، پانچ مسجدیں پوری شکیل بن حنیف کی ہے، جھوٹے شخص کو خلیفہ مہدی اور حضرت عیسیٰؑ سمجھتی ہیں۔

ملے پلی کے قریب بستی میں ابھی گزشتہ ہفتہ کے دن ختم نبوت کا اجلاس ہوا، وہاں پر ایک نوجوان کھڑے ہوکر کہنے لگا: میں لوگوں کو بس بھر کے اورنگ آباد لے جارہا تھا، شکیل بن حنیف کے ہاتھ میں بیعت کرانے، مجھے پتہ بھی نہیں ہے کہ انہیں اتنا بڑا جھوٹا ہے، کتنے لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے کفر کی سرحدوں کو پار کررہے ہیں، اپنے بچیوں کے لئے ہم بیرون مستورات میں اندرون مستورات میں لے جاتے ہیں، نام تک چھپاتے ہیں، ابوبکر صاحب

کی اہلیہ، ابو بکر صاحب کی بیٹی اور یہاں 5th Class کے بعد کو ایجوکیشن میں بٹھا دیا، 10th کے بعد کالج میں مخلوط تعلیم میں بٹھا دیا، آٹو میں بیٹھا کر بھیج دیا، بس میں بٹھا کر بھیج دیا، اپنے اسکول نہیں کھولے گئے، اپنے کالج نہیں کھولے گئے، سنڈے کلاسس نہیں چلائے گئے تو پھر ہمارے نسلوں کے ایمان کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

چند تاریخی غلط فہمیاں

تاریخی اعتبار سے کیا غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہے؟ آپ کو اپنے بڑوں سے کیسے بدگمان کیا جا رہا ہے، حیدر آباد کی تاریخ کے بارے میں، خلافت عثمانیہ کی تاریخ کے بارے میں، ترکی کی تاریخ کے بارے میں، عقیدوں پر حملہ، اسلامی احکامات کے بارے میں بے اعتمادی، یہ حلالے کا نظام کیوں ہے؟ طلاق صرف مرد کے ہاتھ میں کیوں دی گئی؟ آپ کے پاس ایک سے زائد نکاح کی اجازت دے کر عورت پر بہت ظلم ہوا ہے، میراث کا نظام آپ کا یک طرفہ جھکا ہوا ہے، اس قسم کی باتیں وہ بد مذہب لوگ کرتے ہیں، وہ جاہل لوگ کرتے ہیں کہ جن کے پاس نکاح ہی نہیں ہے، وہ جاہل لوگ کرتے ہیں کہ جن کے پاس فحش کام کرنے والوں کو سرٹیفکیٹ دیے جاتے ہیں، جن کے پاس Nigths club کے ذریعہ سے آمدنی کمائی جاتی ہے، جن کے پاس شراب آج بھی جرم نہیں ہے، جن کے پاس خداؤں کو خوش کرنے کے لئے شراب پی اور پلائی جاتی ہے، کرسمس کے موقع پر حضرت عیسیٰؑ کے پیدائش کا دن طے ہی نہیں ہے، منانا چاہتے ہیں، اتنا ننگا پن، اتنی بدتمیزی، ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اپنا کاروبار چمکانے کے لئے مذہب کے نام پر دنیا کو الو بنا دیا ہے، اتنا کرسمس ٹری کو بیچا جاتا ہے، اتنا سانتا کلوز کے بار میں عقیدت دکھائی جاتی ہے کہ پاگلوں کی ایک دنیا ہے جو پیچھے چل رہی ہے۔

بائبل میں کہاں لکھا ہے، حضرت عیسیٰؑ تو شراب ختم کرنے کے لئے آئے یا پھیلانے کے لئے آئے؟ بے حیائی ختم کرنے کے لئے آئے یا بے حیائی رواج دینے کے لئے آئے؟ نبی کی پیدائش کا دن منارہے ہو، نبی کی تم نمائندگی کررہے ہو، اس کا عیسائیت سے کوئی تعلق نہیں ہے، کالج

اس بہاؤ میں ہے، اسکول اس بہاؤ میں ہے، ہمارا بچہ جس عقیدت سے کرسمس مناتا ہے اور جس محبت سے ہماری بیٹیاں برتھ ڈے منانے لگ گئی ہیں اس اہمیت سے شب قدر نہیں ہے، اس اہمیت سے شب برات میں عبادت کرنے والے نہیں ہے، اس اہمیت سے ربیع الاول میں سیرت کی ایک دس صفحات پر مشتمل کتاب پڑھنے کی توفیق نہیں ہے، ایک ولی کے بارے میں تعارف نہیں ہے، اسلامی تاریخ کے بارے میں تعارف نہیں ہے، کب تک آپ جہالت کی زندگی گزارو گے؟ کب تک آپ اپنی نسلوں کو آنے والے چیلنجز سے اندھا بنا کر رکھیں گے؟ آنے والے طوفان سے سر چھپانے کی وجہ سے طوفان رک نہیں جاتا، طوفان سے مقابلہ کی تدبیریں کرنا پڑتا ہے۔

ایک واقعہ سناتا ہوں، کتنی غیرت تھی مولانا الیاس صاحبؒ کے اندر، کتنی تاریخ سے واقفیت تھی، مظاہر العلوم کے طلباء آئے اور مرکز میں اگر سو گئے، دہلی آنے کا مقصد طلباء کا گھومنا (مدرسہ کے) کہیں جگہ قیام کی میسر نہ ہوئی، مرکز میں قیام کرلیا اور وہ سویرے جلدی اٹھ کر چلے گئے، مولانا الیاس صاحبؒ نے پوچھا کہ بچے کہاں ہے؟ بتایا گیا طلباء تو چلے گئے، کہا بتایا کیوں نہیں، شام میں جب واپس آئے تو پوچھا، کہاں گئے تھے حضرت! فلاں فلاں جگہ گئے تھے، مجھ سے کہا ہوتا ہم تمہیں لے جاتے گھمانے کے لئے تبلیغ اس کو کہتے ہیں، ہر طبقہ کو اس کے مطابق لے کر چلنا، مولانا سجاد صاحب دامت برکاتہم نے اس واقعہ کو نقل کیا تو جب وہ بچے دوسرے دن لال قلعہ جانے لگے، تو مولانا الیاس صاحبؒ خود لے گئے اور بچوں سے کہا: اندر گھوم کے آؤ، میں دروازہ پر کھڑا رہتا ہوں، میں نے تو قسم کھا رکھی ہے کہ مسلمانوں کی یہ شوکت چھن گئی اور اب مسلمان زوال کے دور میں ہے، جب تک یہ سلطنت واپس نہیں آئے گی اور اس لال قلعہ پر اسلامی عروج اور شوکت کا جھنڈا نہیں لہرائے گا اس وقت تک الیاس لال قلعہ میں داخل نہیں ہوگا، یہ تو غیرت تھی مولانا الیاس صاحبؒ کے اندر، یہ حمیت تھی اسلام کے سلسلہ میں مولانا کے اندر، تو یہ کیسے وسعت ظرفی کو چاہتا ہے، یہ کیسے وسعت معلومات کو چاہتا ہے، اسی لئے ہم اپنے ساتھیوں سے کہتے رہتے ہیں کہ بھائی! بالغات کے مکتب قائم کرو، وقت ضائع نہ کرو۔

مولانا یوسف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے: انسان کو مشغولیت کے وقت سے نقصان

نہیں ہوتا، فرصت کے وقت سے نقصان ہوتا ہے، آپ جو وقت مسجد وار جماعت کو دیتے ہیں اس کا ایک سکنڈ بھی مکتب کو مت دیجئے، لیکن جتنا وقت آپ فون کو دیتے ہیں، وہ وقت مکتب کو دیجئے، بستر پر لیٹے تھکے ہوئے ہونے کی حالت میں جتنا وقت فون کو اس زمانہ میں دیا جاتا ہے، آپ کم از کم اتنا وقت مکتب کو دے دیں، آپ سے وعدہ کرتا ہوں آپ عالم بن جائیں گے، قاری بن جائیں گے، آپ حج کے مسائل کے ماہر اور قاضی بن جائیں گے، آپ اسلامک اکونومسٹ بن جائیں گے، آپ غیر سودی بنک قائم کرلیں گے، آپ خود مکتب کے استاذ بن جائیں گے، آپ ایک مدرسہ کے شیخ الحدیث بن جائیں گے، اگر جو وقت آپ فون کو دے رہے ہیں صرف وہ آپ مکتب کو استقامت کے ساتھ دینے لگ جائیں، ایسے اللہ کے بندے موجود ہیں، ہم نے اپنی آنکھوں سے ترکی میں دیکھا، دن بھر ملک (شام) کے لوگ مِلوں میں کام کرتے ہیں، مزدوری کرتے ہیں، جسم نچوڑ دیتے ہیں، بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی اور رات میں آکر علم حدیث کی کتابیں پڑھتے ہیں، رات میں آکر قرأت کی کتابیں پڑھتے ہیں، رات میں آکر تاریخ اور فقہ کی کتابیں پڑھتے ہیں۔

مزدور ہے، آپ کیا کرتے ہیں؟ کپڑوں کے مِل میں کام کرتا ہوں، آپ کیا کرتے ہیں؟ میں روڈ پر جھاڑو مارتا ہوں، بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی پوری ہوگئی، رات میں علم حاصل کرنے کے لیے آتا ہوں، کرنے والے مصروفیت میں بھی کرتے ہیں، نہیں کرنے والے فرصتوں میں بھی نہیں کرتے ہیں، قدر کیجئے جو علماء کام شروع کررہے ہیں، پوری دنیا کو لانے کا غم چھوڑیئے، آپ آجایئے اپنے وقت کو قیمتی بنانے کے لیے، اللہ تعالیٰ ان محنتوں کو قبول فرمائے، آپ کی کوششوں کو قبولیت سے نوازے، آپ کی طلب پر آپ کی نسلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسے علماء کو پیدا کیا۔

اللہ ہمیں صحیح استفادہ کرنے اور عالمی محنتوں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مکاتب بنات کیسے کامیاب ہوں

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم، أما بعد

تکمیل کے بعد اصل ذمہ داری

اللہ تبارک وتعالی نے دین کے علم سے ہمیں نوازا ہے، اور بڑی محنتوں کے ساتھ اور بڑی قربانیوں کے ساتھ بہت دور دور رہتے ہوئے آپ نے عالمیت کی تکمیل کی، حفظ اور قرآت کی تکمیل کی ہے۔

علم کی زکوٰۃ اس کی تبلیغ ہے، علم کی زکوٰۃ اس کی اشاعت ہے کہ ہم اس علم کو پھیلائے، مکاتب بالغات کی اہمیت، مسجدوں میں چھوٹے بچوں کو پڑھانے کا کچھ تو نظام ہے جن کے مکلف ہونے کے لئے سالہا سال باقی ہیں، اور جن کے مکلف ہوئے بیس سال ہوگئے، تیس سال ہوگئے لیکن ان بہنوں کو جیسے دین کا علم دیا جانا چاہیے دینے کا انتظام بھی نہیں، لینے کی فکر بھی نہیں، عمر پندرہ سال سے لے کر پچیس سال کی ہے، تو مکلف ہوتے دس سال گزر گئے، اگر عمر ۳۵ر سال کی ہے تو مکلف ہوتے بیس سال گزر گئے، اب وہ بے چاری فرض عین والے علم سے واقف نہیں۔

صحابہ کرامؓ کی اکثریت بڑی عمر میں علم حاصل کرنے کی ہے، حضرت امام بخاریؒ کا قول ہے، ریاکاری کے واسطہ علم حاصل نہ کرو، اور شرم کی وجہ سے علم کو مت چھوڑو، شرم اور حیا وہی ہے جس کو شریعت شرم وحیا قرار دیتی ہے، ہمارا رواج، ہماری طبیعت جس کو حیا اور شرم سمجھتی ہے وہ حیا اور شرم نہیں ہے، پوری زندگی جہالت کے ساتھ گزارنا اس سے بہتر ہے تھوڑی دیر علم حاصل کرنے کے لئے کچھ ذلت کو بھی برداشت کرلیا جائے، پوری زندگی جاہل رہنے سے بہتر ہے، کچھ دیر کے لئے سہی ذلت اور چھوٹے بننے کو برداشت کرلیا جائے،

پڑھنے کا شوق پیدا کرنا چاہیے، پڑھانے والیوں کو شوق دلا کر پڑھانا چاہیے۔

روٹی، کپڑا، مکان، بیوی، بچے، دکان اگر اتنے چھوٹے مقصد کے لئے ہم نے زندگی گزاری تو ہم بانچھ بن کر دنیا سے جائیں گے، ہم اتنے چھوٹے اور عامیانہ مقصد کے لئے نہیں جئیں گے، ہم اونچے مقصد کے لئے جئیں گے، ملک کی تبدیلی، حالت کی تبدیلی، دین کے خادموں کی تیاری زندگی گزاریں گے۔

خواتین کے گھریلو مسائل

مبارک بادی کے قابل ہے وہ بندہ جس کو اللہ بھلائی کی کنجی بنادے، اور برائی کا تالا بنادے، فَطُوبَی لِمَنْ جَعَلَ اللّٰہُ مِفْتَاحُ الْخَیْرِ .... عَلَی یَدَیْہِ (۱) وقت میں اللہ برکت دیتے ہیں، کہاں سے وقت نکالو مجھے کپڑے دھونا ہے، کہاں سے وقت نکالوں بچوں کو سنبھالنا ہے، کہاں سے وقت نکالوں بچوں کو کھلانا ہے، واقعی یہ بہت بڑے مسئلے ہیں، گھنٹوں لگ جاتے ہیں، اس کا ہمیں احساس ہے لیکن اللہ کے دین کی نصرت، اللہ کے دین کی مدد کرنا ہمارے وقت میں برکت ڈال دیتا ہے، حضرت تھانویؒ کا دن چوبیس گھنٹے سے زیادہ کا نہیں تھا، حضرت ابن تیمیہؒ کا مہینہ تیس دن سے زیادہ کا نہیں تھا، علامہ ابن جوزیؒ کئی ہزار سال جی کے نہیں گئے، دن، مہینہ اور سال اتنا ہی تھا جتنا ہمارا ہے، لیکن ان کے وقت میں برکت تھی، تاریخ میں جو حافظات، مفسرات، محدثات کا تذکرہ ہے ان سب کے گھریلو کام کاج بھی ہوا کرتے تھے، دین کی خدمت کے ساتھ اونچے مقصد کے لئے جینے کا ارادہ، علمی اور روحانی اولاد ہمارے بس میں ہے، نسبی اور خونی اولاد ہمارے بس میں نہیں ہے، حضرت علی میاں ندویؒ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی، حضرت شاہ ہر دوئیؒ ان کا کوئی بڑا خاندان نہیں تھا، لیکن اللہ تبارک وتعالی نے ان کی روحانی اور علمی اولاد، خونی اور نسبی اولاد سے بھی زیادہ وفادار ایک بڑی تعداد میں دیا ہے، اولاد کی ابتداء میں وقت ضائع ہو رہا ہے، آپ اس وقت کو قیمتی بنا سکتے ہیں، آدمی سونچتا ہے اولاد ہوگی تو

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۳۷

بڑھاپے کی بے سادگی بنے گی، بیٹا ہوگا تو روٹی کا انتظام کرے گا، آپ ان علماء کی زندگیوں کو کیا کریں گے، جنہوں نے نکاح بھی نہیں کیا۔

علامہ زمخشریؒ ہمارے علاقہ میں ابوالوفاءؒ اپنے ایک ایک تصنیف کو ایسا دیکھتے تھے کہ جیسا کہ آدمی اپنی اولاد کو دیکھ رہا ہے اور وہ تصنیف اور کتابوں کے اضافے پر اولاد کے اضافہ سے زیادہ خوش ہوا کرتے تھے۔

شیخ جونپوریؒ پچاس سال تک بخاری پڑھائے، ان کی اولاد کتنی ہے، جو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے، علم حدیث میں استفادہ کی وجہ سے، اگر آپ بالغات کا مکتب قائم کرتے ہیں بانجھ نہیں مریں گے اور آپ تجربات کر سکتے ہیں کہ گھر میں مکتب کھلنے کے بعد آپ کی اولاد کی پڑھائی سلوٹوں میں ہوجائے گی، پتہ بھی نہیں چلے گا کہ میرے بچے کا نورانی قاعدہ، میرے بچے کا ناظرہ کب ہوا۔

مفتی سعید صاحب پالن پوریؒ فرماتے ہیں: کہ میں بیٹوں اور پوتروں کو حفظ کرواتا تھا؛ لیکن جب میری بیویوں اور بہوؤں نے حفظ کرلیا تو مجھے پتہ بھی نہیں چلا کہ میرے پوتروں کا حفظ کب ہوا، زندگی کی ترتیب کو تھوڑا سا بدلنا پڑتا ہے، رات کی روٹیاں اور سالن ہی سے صبح کا ناشتہ کرلیا جاتا؛ کیوں کہ صبح کے وقت میں سبق یا آموختہ زیادہ مقدار میں سننا پڑتا ہے، تھوڑے سے چٹخاروں کو آگے پیچھے کرنا پڑتا ہے اونچے کاموں کے لیے، یہ مکاتب چلائے جاسکتے ہیں، ہم عالم الکل نہیں ہیں، ہمیں سب آتا ہے، ایسا نہیں ہے، ایک وقت میں معلم بھی بنوں، اسی وقت میں متعلم بھی بنو، سیکھنا بھی ہے، سکھانا بھی ہے، حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ سے ایک شخص نے کہا: کہ حضرت! آپ کہیے کہ کسی کو بڑا بنانے کی ضرورت ہوتی ہے، مجھے تو کوئی ایسی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، تو مفتی محمود الحسن صاحبؒ نے فرمایا: جو راستہ چلنا شروع کرتا ہے اس کو رہبر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، جو اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو اس کو رہبر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور جب تک یہاں بیٹھے رہوں گا میں آپ سے نہیں پوچھوں گا کہ حیدرآباد جانے کے لیے رائٹ جانا کہ لیفٹ جانا؛ لیکن جب نکلنے کا وقت آجاتا ہے اپنے ساتھیوں سے کہوں گا کہ بھائی شہر کے باہر

تک چھوڑو، سفر کا ارادہ ہے تو رہبر کی ضرورت ہے، مجھے اللہ کی محبت کا سفر کرنا ہے، مجھے اخلاص کی مسافت طے کرنا ہے، مجھے علم دین کی خدمت میں آگے بڑھنا ہے، جب سفر کا ارادہ ہوگا تو رہبر کی ضرورت محسوس ہوگی اور جب سفر کا ارادہ ہی نہیں ہوا تو پھر آدمی کو ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔

تدریس سے جذبات منتقل ہوتے ہیں

بعض اکابر علماء فرماتے ہیں کہ تدریس سے صرف الفاظ منتقل نہیں ہوتے ہیں بلکہ پڑھانے والے کے جذبات بھی منتقل ہوتے ہیں، تدریس سے صرف الفاظ ہی منتقل نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان کی تنہائی بھی منتقل ہوتی ہیں، اور پڑھانے والی اللہ کی محبت میں ڈوبی ہوئی ہے اور پڑھانے والا اور پڑھانے والیاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ڈوبی ہوئی ہیں، حیا کی بلندیاں ہیں خدمت کا جذبہ ہے، شوہر بھی وفادار ہے، ساس کے ساتھ اخلاق اچھے ہیں، تو یہ خوبیاں آنے والی طالبات میں منتقل ہوں گی، اگر یہ نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے، تو پہلے ہمیں اپنی شخصیت کو بنانا ہے اپنی شخصیت کو بناتے ہوئے آگے بڑھنا ہے، جتنے اللہ کی نیک بندیاں گزری شوہر کی خدمت میں کمی نہیں کرتی، اولاد کی تربیت میں کوتاہی کرنے والی نہیں ہے، ساس نند جیٹھانی کو نبھانے میں کوتاہی کرنے والی نہیں ہے۔

ہمیں بھی بالغات کا مکتب چلانا ہے، اپنے گھر کے کام کاج کو مکمل کرتے ہوئے، آپ کو بلایا گیا ہے شوہروں کے ساتھ، اپنی ساس کے ساتھ، اگر نکاح نہیں ہوا تو آپ کو بلایا گیا آپ کے والد اور والدہ کے ساتھ تا کہ ان لوگوں کا ذہن بنے، تو آپ کو گھر کے کام کاج میں تھوڑا سا خدمت کی ترتیب کو بدلتے ہوئے آپ کو مکتب چلانے کا موقع دیا جائے کہ بہو! آپ صبح کا ناشتہ بنا دیجئے شام میں مکتب پڑھا لیجئے، اگر آپ کے پاس لوگ فجر میں مکتب پڑھنے آتے ہیں تو رات میں کھانا پکا لیجئے، صبح کی خدمت کسی اور بہو کو دے دی جائے گی، اس طرح کی رعایت اور اس طرح کا مشورہ گھروں میں کرنے سے سہولت ہوتی ہے، جب ہم اپنے شوہر اور ساس کو اعتماد میں لے کر کام شروع کریں۔

بڑوں کے مشورہ سے کام کریں

ایک ایک حرف کے سکھانے پر نیکی ملے گی، آپ کے گھر میں برکت آئے گی، سورہ بقرہ جس گھر میں پڑھی جاتی ہے وہ گھر قبرستان نہیں بنے گا، ویران نہیں ہوگا، اس طرح کی ذہن سازی کرنا پڑتا ہے، اپنے اکابر سے رابطہ، آپ کو بلایا، ضلع کے سارے ذمہ داروں کو جمع کروایا مولانا شاکر صاحب، مولانا عبدالغنی صاحب، مفتی فہیم صاحب اور دیگر سارے اکابر جن حضرات کے بالغات کے مکاتب چلتے ہیں، ہمیں اپنے ان اکابر کے مشورے سے ہی کام کرنا ہے، بے لگام نہ بن جائیں، کٹی ہوئی پتنگ نہ بن جائیں، نامناسب چیزوں کے اندر نہ پھنس جائیں۔

باپردہ جگہ کا انتخاب

ایسی جگہ کا انتخاب کیجئے جہاں پر دوسرے نامحرم مردوں کے آنے جانے کی ترتیب نہ ہو، جیسے تبلیغی جماعت میں مستورات کا قیام ایسے گھروں میں کرایا جاتا ہے کہ جہاں پر نامحرم کی آمدو رفت نہ ہو، بالغ بچوں کی آمدورفت نہ ہو، دین پردہ کے ساتھ سکھایا جاتا ہے، بے پردگی کے ساتھ نہیں سکھایا جاسکتا، دین بے دینی کے ساتھ نہیں سکھایا جاسکتا، باپردہ جگہ کا انتخاب کیجئے، ایک باپردہ گھر کا انتظام کرلیجئے، ہماری بہنیں ایک طرف سے پڑھنے آئیں گی دوسری طرف سے نکل جائیں گی، جو مالک مکان ہیں اور مالک مکان کی گھر کی جو عورتیں ہیں وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھیں کہ اللہ نے اپنے گھر کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالیا، یہ سمجھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی جیسے ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے آکر بیٹھی تھی، ویسے ہی دین کی اونٹنی میرے گھر میں بیٹھی ہے۔

بڑی خواتین کو پڑھانے کا طریقہ

کتنی بڑی نعمت ہے، مالک مکان احسان نہ جتلائے، بدتمیزی نہ کرے، نہ قدری نہ کرے، بلکہ آنے والی ماؤں اور آنے والی بہنوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے، امام صاحب

کے علم میں لایا جائے، مسجد میں اعلان ہو، علاقے میں گشت ہو کہ فلانی بہن مکتب شروع کر رہی ہے، اپنی بڑی بڑی خواتین کو بھیجیں۔

بڑی خواتین کو ایسے نہیں پڑھایا جائے گا جیسا کہ چھوٹے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے، ڈانٹ ڈپٹ کا معاملہ اور تنبیہ کا معاملہ نہیں ہوگا، فرمائش کا طریقہ اپنایا جائے گا، بڑی خواتین جس وقت پڑھنے آجائیں استقبال کیا جائے، بیماری اور عذر میں تھوڑی دیر کے لیے آجائیں استقبال کیجیے، اور وہ آپ کو اپنے دل کے دکھڑے سناتی ہے تو توجہ سے ضرور سنیں، ایسا ہوسکتا ہے کہ اس میں آدھا آدھا گھنٹہ دکھڑا سننا پڑے، اس کے بعد وہ بے چاری الف، ب، ت، ث، پڑھے گی، کوئی بات نہیں آپ دکھڑا سن لیں، استاذ بن کر مت پڑھایئے گا، شاگرد بن کے پڑھایئے، آپ مطلوب بن کر مت پڑھائیں، طالب بن کر پڑھائیں، ہم آپ کے ساتھی ہیں۔

علم حاصل کرنے والوں کی قدر کریں

قاری صدیق صاحبؒ فرماتے ہیں: اپنے اوپر احسان سمجھو کہ وہ (طلبہ، طالبات) تمہارے لیے علم کے پھیلانے کا ذریعہ بن گئے، اگر یہ طلبہ ہمارے پاس نہ آتے تو تمہیں علم کی اشاعت کرنے کا موقع نہ ملتا، قاری صدیق صاحبؒ فرماتے ہیں: جب کسی سبق کی مشکل جگہ سمجھ میں آئے تو یہ سمجھو علم پڑھنے والے بندوں میں کوئی مخلص ہوگا، اس کی برکت سے اللہ نے مجھے پیچیدہ سبق سمجھا دیا۔

صوفی غلام محمد احمدؒ آنے والے مریدین سے بوقت بیعت فرماتے تھے کہ ایسا بننا کہ غلام محمد کو جنت میں لے جائے، حضرت حاجی مہاجر مکیؒ فرماتے تھے کہ مجھے آنے والوں کے جوتوں کی بدولت اپنی مغفرت کی امید ہے، آپ آنے والوں کی قدر کیجئے، اکرام کیجئے۔

نامحرموں سے رابطہ فتنوں کا سبب ہے

حضرت مولانا عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا مدارس مکاتب کے اجلاس میں کہ براہ راست مستقل نامحرم سے رابطہ فتنوں کا دروازہ کھول دیتا ہے، پوری کوشش کرنا ہے کہ

ہمارا مردوں سے رابطہ نہ ہو، عورتوں سے رابطہ محرم کے واسطے سے ہو، والدہ کے ذریعے سے ہو، نہ فیس کو ضروری سمجھا جائے، نہ تنخواہ کو ضروری سمجھا جائے، اگر کوئی شوق سے دے دے تو قبول کر لیا جائے، تا کہ جان و مال لگانے سے علم میں برکت آجائے، جب تک بڑوں کی طرف سے فیس یا تنخواہ کا اعلان نہ ہو اپنی طرف سے کوئی ایسے مطالبے کو ذہن میں نہ لائیں۔

کالج میں پڑھنے والی بچیوں کو اسلام کے بارے میں واقفیت دلائی جائے، سیرت کو سنایئے، ٹیوشن سینٹر قائم کیجئے، دین پڑھایئے، عصری علوم پڑھنے والی بچیوں کو ہم دینی علوم میں جوڑ سکتے ہیں، ٹیوشن سنٹر میں عصری علوم پڑھانے کے ساتھ ساتھ اخیر میں ۱۰ رمنٹ دینی علوم پڑھائے، مختلف ہنر کے عنوان سے جوڑ کر دینی مزاج بنایئے، ان کے عقیدے بنایئے، پردہ کی اہمیت بتائیں، اولاد کی تربیت، شوہر کی خدمت، میکے میں کونسی بات بولنی ہے اور کونسی نہیں، شادی کورس سنائیں۔

تربیت و ذہن سازی پر توجہ دیں

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: کہ بڑی عمر کے لوگوں کو ایسا پڑھانے کی کوشش مت کرو جیسے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے، جیسے بچہ ''ح'' نکالتا ہے ویسے ہی بڑی عورتیں بھی نکالیں، جیسے ''ق'' بچہ نکالتا ہے بچپن کا پڑھا ہوا بچپن میں پڑھنے والے بھی نکالیں، ادائیگی کی صفت میں پختگی ہو یہ ضروری نہیں، بس کی کوشش کر لی جائے، اس کے بعد وہ معذور ہے، رٹانے سے زیادہ ذہن سازی پر توجہ ہو، کلمہ نہیں پڑھا؛ لیکن ایمان مجمل، ایمان مفصل کی تفصیلات پر توجہ دلائیں، ۴۰ رحدیثیں یاد نہیں ہوئی؛ لیکن ۴۰ رحدیثوں کا پیغام عمل میں آجائے، نورانی قاعدے کی پہلی تختی پوری نہیں ہوئی، بہو سے معافی چاہ لیا، ساس سے رشتہ جوڑ لیا، دعوتوں میں تعلقات استوار ہو گئے، جیٹھانی سے رشتہ بن گیا، آپ کے پڑھانے کا مقصد حاصل ہو گیا، ایسے بول ہونے چاہیے جو عورتوں کے دین سے متعلق ہوں، ابھی جمادی الثانی کے بعد رجب کا مہینہ، رجب کے مہینے میں شب معراج کا مفصل واقعہ، مختلف گناہوں سے توبہ، آپ معراج کا واقعہ، اس کے نکات، اس کے پیغامات پر

گفتگو کیجئے، رجب کے بعد شعبان کا مہینہ قضاء روزوں کی فکر، رمضان کی تیاری، رمضان سے پہلے رمضان کورس، اعتکاف کورس، زکوۃ کورس شروع کروایا جا سکتا ہے، عید شریعت کے مطابق گزرے گی، کپڑے سنت کے مطابق پہنے جائیں گے، شوال کا مہینہ آ گیا فہم حج کورس چلائیں، حج سے متعلق حج کی تفصیلات اور حج کے مسائل بتائیں، فرضیت حج کا شعور پیدا کیجئے، زندگی گزر جائے گی: لیکن فرض حج ادا کرنے کا غم نہیں آیا قربانی کے دن قریب ہوتے گئے تو شوال اور ذیقعدہ سے ہی قربانی کورس اور قربانی کے مسائل سکھلائے جائیں، اس کے بعد محرم کا مہینہ، محرم کے مہینے میں کرنے کے کام، نہیں کرنے کے کام، صفر کے مہینے میں بیٹھا کر سمجھائیں، تعویذات کون سی جائز ہے، کس عامل کے پاس جانا درست ہے، کون سی بدشگونی حرام ہے، کون سی نیک فالی درست ہے، تو ہم پرستی کے دروازے کیسے بند ہوں، اللہ کے علاوہ کسی کو نافع نہ بنائیں، مسنون دعائیں یاد دلا دیجئے، مختلف بیماریوں اور نقصانات سے حفاظت والی مسنون دعائیں بتلادی جائیں، ربیع الاول کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بتائیں، درود شریف کے فضائل کو سنائیں، سنت کا شوق پیدا کیجئے، ربیع الاول کے بعد ربیع الثانی کا مہینہ لوگ اسے بڑوں کی عید کا مہینہ کہتے ہیں عبدالقادر جیلانیؒ کی وفات کا مہینہ سمجھتے ہیں، ربیع الثانی کے مہینے میں اولیاء کا تذکرہ کیجئے، اولیاء دکن کا تذکرہ کیجیے، اولیاء ہند کا تذکرہ کیجیے، جمادی الاولی کا مہینہ آ گیا، جمادی الاولی کے مہینے میں لے کر بیٹھ جائیں، نکاح، طلاق کا دین کیا ہے، تجارت کا دین کیا ہے، تجہیز و تکفین، جنازے کو نہلانے کی مشق کیا ہو سکتی ہے، نورانی قاعدے کی مزید ترتیب کیا ہو سکتی ہے، تو ایسے مختصر مختصر کورسس موقع کی مناسبت سے کرائے جائیں۔

دین پر استقامت ہو

میری دینی بہنو! مکاتب کے نظام کو مضبوط کیجئے، ہمارے شہر تقسیم نہ ہوں، اکھاڑ پچھاڑ نہ ہوں، فلانی مکتب چلانے والی بہن کی گلی میں نہیں، کسی دوسرے کے گھر میں کسی کے مکان میں ہم مکتب چلائیں گے: کیونکہ کسی دوسرے سے تقابل کرنے کے بعد اخلاص باقی نہیں رہتا، معمولی

باتوں سے مت چھوڑیے، زچگی کا زمانہ، جنازہ آ گیا، بیماریاں آ گئیں نہیں نہیں مستقل مزاجی کے ساتھ مکتب چلائیں، استقلال کے ساتھ مکتب چلائیں، رواجوں میں گئے شادیوں میں گئے، آپ کے علم میں برکت کیسے آئے گی، آنے والوں کے ترقی کیسے ہوگی، اگر مستقل مزاجی سے چلایا جائے، کون ہے جو ناکامیوں کے بغیر کامیاب ہو گیا؟ ہر آدمی ناکام ہو کر ہی کامیاب ہوتا ہے، مایوس مت ہوں کہ دو چار ہی پڑھنے کے لیے آتے ہیں، وہ جتنا مناسب سمجھتے ہیں جب مناسب سمجھتے ہیں اتنے لوگوں کو بھیجتے ہیں، پورا قبیلہ، گاؤں ایک ساتھ پڑھنے آجائے تو ہم پڑھا بھی نہیں سکتے، اس وجہ سے آپ نتیجہ کے لانے میں جلد بازی مت کیجئے، نہ آنے والوں کی فکر میں آنے والوں کی ناقدری مت کیجئے، آنے والوں کی قدردانی اور آنے والوں کو مناسب انداز میں پڑھانا ہی نہ آنے والوں کو آنے کا شاید قابل بنادے گا، ایک بہن دوسری بہن کو پکڑ کر لائے گی، ایک سہیلی دوسری سہیلی کو پکڑ کر لائے گی، ایک مریض پورے خاندان کو پکڑ کر لائے گا۔

ہمارے ڈاکٹر صاحب بہترین آپریشن کرتے ہیں، میں چلتا ہوں، بہترین انداز میں آپریشن ہوگا، ایک کے تقسیم جائیداد اور تقسیم میراث خاندان کو بٹھا کر اچھی طرح کر دیا وہ دس لوگوں کو مزید لاتا ہے کہ میرا بھی تقسیم کر دیجیے، ایک کا بچہ اچھا پڑھنے لگتا ہے تو پڑوس بھی اپنے بچوں کا داخلہ کرا دیتے ہیں، خوشبو کبھی چھپتی نہیں ہے، بند کمرے میں کی جانے والی نیکی بھی متاثر کرتی ہے، بند کمرے میں کیا جانے والا گناہ بھی اثر دکھاتا ہے، پیچھے مت ہٹیں، کاہلی مت برتیں، بچوں کو مسائل میں مت الجھائیں، اس مبارک مجلس میں دعا مانگیں اور ارادہ کر کے جائیں کہ ہمیں مکتب شروع کرنا ہے، جو لوگ اپنا مکان دینے کے لیے تیار ہیں وہ اپنا مکان لکھوائیں، اور جو بہنیں پڑھانے کے لیے تیار ہیں وہ اپنا نام لکھوائیں، اور جو بہنیں پڑھا رہی ہیں وہ بھی اپنے بیٹے، شوہر، والد کا نام لکھوائیں، تاکہ ان کی ہمت افزائی ہو سکے۔

میرے دوستو! دینی ماؤں بہنو! قدر کرو پڑھو! اللہ تعالی نے جو زندگی دے رکھی ہے اس کی قدر کرو! اللہ تعالی تمہیں جو صحت دے رکھی ہے اطاعت کرو، اللہ تعالی نے علم کی دولت دے رکھی ہے، کتنے لوگوں کے جنازے اٹھ گئے، کتنے لوگ بیمار پڑے ہوئے ہیں، کتنے لوگ ہیں کہ ان

کے گھر کے حالات ناموافق ہیں، شوہر شرابی، ماں بہت دور ہے، علاقے میں مسلمان نہیں ہیں، اللہ تبارک وتعالی نے جو زندگی اور صحت اور موافق حالات کی نعمت دی ہے ان کی قدر کرتے ہوئے کام شروع کرو، انشاء اللہ ان بالغات کے مکاتب کو چلایا بھی جائے گا، اس کا نظام وانتظام بتایا بھی جائے گا اور دو تین مہینے میں ایک بار بلا کر کارگزاری بھی لی جائے گی۔

اللہ تبارک وتعالی ہمارے اس جمع ہونے کو قبول فرمائے اور ہم سب کا اسلام پر جینا، اسلام پر مرنا آسان فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مکاتب کے اساتذہ کام کیسے کریں؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد

پہلے کچھ دیر جو باتیں اس وقت مناسب سمجھ میں آرہی ہیں وہ میں سنا دیتا ہوں، پھر اس کے بعد ہمارے ذہنوں میں جو سوال جواب رہتے ہیں اس کے متعلق بات کر لی جائیگی (ان شاءاللہ)۔

آخرت ہماری منزل ہے

ہم سب کا ایمان ہے کہ ہماری آخرت منزل ہے اور دنیا ہماری ضرورت ہے اور ہمارا اس بات پر بھی یقین ہے کہ سات زمین اور آسمان ایک سبحان اللہ سکھانے کا بدلہ نہیں ہو سکتے، فانی باقی کا بدلہ کبھی نہیں ہوسکتا، اگر دنیا کمانا ہوتا یہ جتنا بیٹھا ہوا مجمع ہے کوئی معجوم نہیں ہے، اہل دنیا سے اچھی عقل اللہ نے ہمیں دی ہے، دنیا کما سکتے تھے، رئیل اسٹیٹ میں بھی آگے بڑھ سکتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ مال منتقل کر سکتے ہیں، ایک دکان آباد کر سکتے ہیں، ایک بازار پر ڈامنیٹ کر سکتے ہیں، آپ میں سے ہر ایک میں یہ استعداد موجود ہے۔

اور ہم دوسروں سے کہتے رہتے ہیں اصل لیڈر شپ اور اصل قیادت تو وہ حافظ قرآن کر رہا ہے، وہ عالم دین کر رہا ہے جو اتحاد کو مکمل سنبھا لیے ہوئے ہیں، مردوں پر اثر ہے، عورتوں میں قبولیت ہے، پانچ سال کے کونسلر کو، پانچ سال کے MP اور MLA کو یا ضلع پریشد کے سرپنچ کو وہ محبوبیت اور اعتماد نہیں ہوتا ہے جو محبوبیت اور اعتماد اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اس علاقے کے اندر عطا فرمایا۔

اجر کے لئے خدمت کریں اجرت کے لئے نہیں

وہ بہت نا سمجھ لوگ ہیں جو انسانوں کو تنخواہوں میں تولتے ہیں اور وہ بہت نادان قسم

کے لوگ ہیں جو پیسوں میں انسان کا مقام طے کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالی نے ہمیشہ اپنے باغیوں کو زیادہ دیا ہے، بے حیا کو ایک رات میں اتنا مل جاتا ہے، بعض مرتبہ باحیا کو پوری زندگی نہیں ملتا ہے تو اس کی وجہ سے کیا آدمی بے حیائی کو اپنائے گا؟ تو ہم دنیا چھوڑ کر ہی آئے ہیں مسجد کی خدمت کے لئے، مدرسہ کی خدمت کے لئے، قرآن کی خدمت کے لئے۔

اب ذہن فارغ کر دینا چاہیے کہ میں اجر ہی کے لئے کر رہا ہوں، اجرت مل جائے تو احسان ہے، زندگی میں انقلابی کام جنہوں نے بھی کیا ہے اور جو بھی کسی شعبہ میں کر رہے ہیں، وہ وہی لوگ ہیں جو اجر کے لئے کرنے والے ہیں، اجرت کے لئے کرنے والے ہمیشہ بانجھ رہتے ہیں، اجرت کے لئے کرنے والے بے اثر رہتے ہیں، صرف اُجرت کو مقصد بنانے والے بہت چھوٹی دنیا پر راضی ہو چکے ہیں اور اللہ تبارک وتعالی ان لوگوں کی اجرت میں بہت برکت دیتے ہیں جن کی نظر اجر پر رہتی ہے، ان کی اجرت میں اللہ تعالی ایسی اولاد دیتے ہیں جو دولت مندوں کے پاس نہیں ہوتی، ان کی اجرت میں اللہ وہ برکت دیتے ہیں کہ ان کی بیویوں کی وفاداری، جان نثاری اہل دنیا سوچ نہیں سکتے ہیں، اللہ تعالی ان کی اجرت میں وہ سمجھدار داماد دیتے ہیں کہ بیٹوں سے زیادہ گرویدگی داماد کے اندر دیکھی گئی، بعض علماء کے داماد ہمارے پاس آتے ہیں، آ کر اپنی ساس کا تذکرہ، اپنے سسر کا تذکرہ اس محبت اور گرویدگی کے ساتھ کتاب المناقب کھول دئے، میرے سسرے صاحب ایسے ہیں، میری ساس صاحبہ ایسی ہیں، ایسی محبت کا اظہار یہ دولت سے ملنے والی نعمت نہیں ہے، دلوں کا چین سوائے قناعت کے کسی اور چیز میں نہیں ہے، پہلے سادھی سیدھی مسجد کا امام تھا، چھ سات ہزار میں کامیاب راحت کی نیند ہوتی تھی، کروڑوں کی ڈیلنگ کرنے لگ گیا، نقصان میں پڑ گیا، پیسے اٹک گئے، خودکشی کی اجازت دے دیجئے۔

مفتی شفیع صاحبؒ نے فرمایا: کہ سامان راحت سے راحت جڑی ہوئی نہیں ہوتی ہے، راحت الگ چیز ہے، سامان راحت الگ چیز ہے، ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس

سامان راحت تو ہو لیکن اس کے پاس راحت نہ ہو،حکومت تو ہو دلوں میں محبوبیت نہ ہو، دولت تو ہو راحت اس کے پاس نہ ہو، اولاد تو ہو لیکن اس کی خدمت گزار نہ ہو، بیویاں تو ہو جنسی ضرورت کی تسکین نہ ہو، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہو رہا ہے، آدمی حسی نعمتوں کو نعمت سمجھتا ہے، معنوی نعمتوں کو نعمت نہیں سمجھتا، مہنگی گاڑی کو نعمت سمجھتا ہے، روپئے کے انبار کو نعمت سمجھتا ہے، زمین کے بڑے رقبے کو نعمت سمجھتا ہے صحت کو نعمت نہیں سمجھتا، مقبولیت کو نعمت نہیں سمجھتا، رشتوں کے جوڑ کو نعمت نہیں سمجھتا، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق کو نعمت نہیں سمجھتا، آخرت کی تیاری کی دولت کو نعمت نہیں سمجھتا، ان کی اجرت میں بڑی برکت ہوتی ہے جو اجر کے احتساب کے ساتھ چلتے ہیں۔

انسانوں کو کمانے کا جذبہ

میرے بزرگو! روپئے کمانے والے دنیا میں بہت ہیں انسان کمائیے، انسانوں کو کمانے کا جذبہ، انسان حاصل کائنات ہے، انسان اصل کائنات ہے، مومن اصل کائنات ہے، ہمارے اکابر نے انسانوں کو کمایا، پچیس پچیس سال پڑھا کے گئے، ستر ستر سال پڑھا کر گئے۔ ہمارے علاقے میں سیما نگر کے بانی اور ناظم اللہ تعالی ان کی قبر کو منور فرمائے، آپ اپنے علاقہ کے اکابر کے بارے میں جانئے، میں نے نہیں دیکھا لیکن میں نے جتنا سنا، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ، حضرت مولانا سید ابراہیم صاحب مظاہریؒ ایک دور دراز کے دیہات میں عمر کھپادی، حفاظ کی ایک تعداد کو کھڑا کیا، علماء تیار ہوئے، دارالعلوم دیوبند تک پہنچے، صوبہ کے پہلے فارغ ہونے والے علماء انسانوں کو کمایا، مریدوں کی ایک تعداد، شاگردوں کی ایک تعداد، تجارت میں دین کے تقاضوں پر حصہ لینے والوں کی ایک تعداد علاقوں میں پہنچے، شادی کی رسومات کا خاتمہ ہوا۔ نلگنڈہ ضلع کے اندر مولانا حسین شریف ترمذیؒ اور دیگر دیوبندی علماء وہاں پر پہنچے، پورے ضلع سے گمراہ فکروں کا خاتمہ، انسانوں کو کمانا اور حق کے لئے جینا، یہ اصل حقیقی کمائی ہے، پھر آدمی بانجھ بن کے مرنا نہیں چاہتا ہے۔

ابھی مدینہ منورہ میں ایک بڑے عالم ہیں وہ خود ہمارے لئے ایک زندہ مثال ہے، حضرت مولانا عبدالغنی الیاس فیصل صاحب دامت برکاتہم کافی محقق آدمی ہے، ردالحاد پر، غیر مقلدیت پر میں خود ان کو تقریبا سولہ سال سے دیکھ رہا ہوں، ان کا آدھا جسم نیچے کا ناکارہ ہے، ویل چیئر پر رہتے ہیں، لیکن علم و تحقیق کا سفر رکتا نہیں ہے، انہوں نے واقعہ سنایا کہ پڑوسی ملک کے ایک عالم تھے، سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے مفتی محمود صاحبؒ، فتاوی محمودیہ نامی کتاب ان کی طرف منسوب پڑوسی ملک میں موجود ہے، ان کے پاس ایک امام صاحب آئے، آکر کہنے لگے، مجھے چھبیس سال کے بعد مسجد سے نکال دیا گیا، آپ میری سفارش کر دیجئے کہ مجھے بحال کر دیا جائے تو حضرت نے پوچھا، تمہارے فیور میں کتنے لوگ کھڑے ہوئے ہیں، بولے صرف دو آدمی کھڑے ہوئے ہیں، حضرت نے کہا: پرچی لاؤ، پرچی لے کر انہوں نے اس پر لکھا کہ واقعی اس کو یہاں سے نکال دیا جائے، ان صاحب نے پرچی لی اور کہا حضرت آپ بھی! میرے مخالفوں کا ساتھ دے رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا بیٹا! چھبیس سال میں دو آدمی تم نے تیار کئے اور چھبیس سال رہو گے تو دو تیار ہوں گے، تمہارا وہاں پر نہیں رہنا بہتر ہے، یہ بانجھ پن کی زندگی ہے، بےفیض زندگی، بےاثر زندگی والے شخص کو اس علاقہ میں رہنے کی اجازت لوگوں کے لئے دینا کوئی فائدہ مند نہیں، مجھے اور آپ کو سوچنا چاہیے، آج میرا جنازہ اٹھ جائے، کتنے ہوں گے میری کمی محسوس کرنے والے، احمد بن حنبلؒ کا جنازہ بھی اٹھا، ابوحنیفہؒ کا جنازہ بھی اٹھا، قریبی زمانے میں مفتی عبدالمغنی صاحبؒ کا جنازہ اٹھا، رحیم الدین انصاری صاحبؒ کا جنازہ اٹھا، کن کن طبقات نے کمی محسوس کی، میں علاقہ کا ضرورت مند ہوں یا علاقہ میرا ضرورت مند ہے، انفع بننا، نفع پہنچانے والے بننا، علاقہ کی ضرورت بننا جب یہ حوصلہ پیدا ہو جائے گا تو سارے جتن آدمی کر لے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ آدمی محبوب بنیں، محبت پیدا کرے، حضرت زید بن حارثہؓ کو حضرت خدیجہؓ نے خریدا، لوگوں نے زبردستی لاکر مکہ مکرمہ میں بیچا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں رہے، مسلمان ہوئے، والد اور چچا تلاش کرتے کرتے آئے، کتابوں میں اشعار لکھے ہوئے ہیں، دیوانگی میں، جدائیگی میں حضرت زید بن حارثہؓ کی ماں وہ اشعار پڑھتی تھیں، جی بھر آیا زید بن حادثہؓ کا، امی سے مل لوں، ابا کے پاس چلے جاؤں، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زید اگر جانا چاہتے ہیں تو میں رہنے کے لئے نہیں کہوں گا اور رہنا چاہتے ہیں تو جانے کے لئے نہیں کہوں گا، ابا اور چچا نے دیکھا، اس سے بڑی عزت میرے بیٹے کو اور کہاں مل سکتی ہے، اس سے اچھی تربیت اس بچے کو کہاں مل سکتی ہے، راضی ہو گئے، بیٹا ٹھیک ہے، یہیں پر رہ جاؤ۔

جدائیگی پر طالب علم کمی محسوس کرے، سالہا سال پڑھنے کے بعد اتنا تو محبت کا بیج بویا ہو، محض ملازمت کا تعلق، رسمی تعلق، روحانی وابستگی کے بغیر، دلی تعلق کے بغیر کہاں پر استادگی اور شاگردگی چلتی ہے، استادی اور شاگردی کامیاب وہیں پر چلتی ہے، جہاں پر استاد اور شاگرد میں دلی وابستگی ہو، دلی تعلق ہو، طالب علم کے بیمار ہونے پر استاذ گھر پر جائے، اس کے گھریلو مسائل پر بےقرار ہو جائے، جیب سے خرچ کیا حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قاضی ابو یوسفؒ کے پڑھانے کے لئے، ایسی مثالیں آپ لوگوں میں بھی ہیں، آپ کے یہاں بھی ایسے ادارے ہیں، میں تنقیص نہیں کرنا چاہتا، ایسے لوگ آپ میں بھی ہیں، طالب علم کو مدرسہ میں داخل کروا کر، ان کی فیس اپنے جیب سے ادا کرنے والے، طالب علم کو شہر کے مدرسوں میں پہنچا کر مہینہ میں آ کر جیب سے اس کا جیب خرچ دینے والے، یہ سب کچھ محبت کروا دیتی ہے، شاگرد کے نکاح کے لئے بےقراری، شاگرد کا گھر آباد کرنے کے لئے بےچینی، شاگرد کے اوپر آنے والے حالات کے لئے راتوں میں اٹھ کر رونا، تڑپنا، اس کے مسائل کے سلسلہ میں اپنے بس کی کوشش کرنے کے لئے جو اسباب وسائل اپنائے جا سکتے ہیں، اپنانا چاہیے۔

نابیناؤں کی تعلیم

پڑھانے والوں نے اندھوں کو پڑھا دیا، اندھوں کو پڑھا رہے ہیں، پونہ میں

اندھوں کا مدرسہ ہے، میلوی شارم میں نابیناؤں کا مدرسہ ہے، MS ادارے کے تحت ایک مولوی صاحب مقرر ہیں، ۷۰، ۸۰ رنابیناؤں کوفون پر پڑھاتے ہیں، برین لانگو یج کے ذریعہ پڑھاتے ہیں، استاذ کو کتنی مشقت اٹھانی پڑتی ہوگی، استاذ کو کتنا دہرانہ پڑتا ہوگا۔

پڑھانے والوں نے گونگے بہروں کو پڑھا دیا، پڑھا رہے ہیں، غزہ کے محصور علاقہ میں پڑھا رہے ہیں، دنیا کا سب سے زیادہ ستم رسیدہ، انتہائی مظلوم علاقہ پڑھا رہا ہیں، گونگے بہروں کو اشاروں سے حافظ بنا دیا گیا، عرب ملکوں کے اندر گونگے بہروں کو اشارہ سے حافظ بنا دیا جا رہا ہے، اتنے ٹوٹے ہوئے حالات میں، اگر پڑھانے اور منتقل کرنے کا درد نہ ہو تو صحت مندوں کو بھی معذور کر دے گا، صحت مندوں کو بھی اپاہج اور ناکارہ کر دے گا، دردمندی ہونی چاہیے۔

زندگی بدلنے والے لمحات

جب دل ٹوٹتا ہے اور جب استاذ کا ہاتھ اٹھتا ہے، وہی لمحہ ہے شاگرد کی زندگی کے بدلنے کا، وہی لمحہ ہے اللہ کی طرف سے فیصلہ اتروانے کا، جب ایک استاذ اپنی بے بسی اللہ کے سامنے سناتا ہے میں نے تو سارے اسباب اپنالئے، ذہن میں اس کو آتا نہیں ہے، اے اللہ! آپ ڈال دیجئے، دیکھا گیا ہے وہی استاذ کی دعاؤں نے شاگرد کو اس کام پر کھڑا کر دیا جو اس جماعت کے امتیازی طلبا نہیں کیا کرتے تھے، میں آپ کو موجودہ مثالیں سناتا ہوں، مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم کے استاذ مولانا سید ذوالفقار صاحبؒ اور ان کے استاذ مفتی عبداللہ کاپودروی صاحبؒ وہ اساتذہ خود سنایا کرتے تھے، مولوی غلام محمد ہماری خدمت کرتا، مولوی غلام ہمارے پاس پڑا رہتا، میں کہتا: مولوی غلام! تو فراغت کے بعد کیا کرے گا، اپنی جماعت کے کمزور طالب علم، ہم نے زندگی کے آخری دنوں میں حضرت شیخ یونس صاحبؒ کو دیکھا، وہ اکل کوا آئے، مولانا غلام صاحب چھوٹے بچوں کی طرح ڈرتے ہوئے شیخ کے پیچھے اور شیخ ہر تھوڑی دیر میں پوچھتے: مولوی غلام کہاں ہے؟ شیخ کی

خدمت کی، پتہ نہیں کونسے لمحہ میں استاذ کا دل بھر آیا اور جس خلوص سے کیا، بندۂ خدا سے اللہ تعالیٰ نے وہ کام لیا جو حکومتوں سے بھی کم ہو پاتا ہے۔

ترکیسر کے ایک بڑے قاری ہیں، قاری صدیق صاحب ساسرودی دامت برکاتہم باحیات ہیں، چوبیس پچیس تصانیف ہیں، وہ ایک ایسے گاؤں سے آئے، جس گاؤں کے اندر آج بھی کوئی دینی ماحول نہیں ہے، پائنٹ شرٹ پہنا ہوا ایک دیہاتی طالب علم، پورے سال پائنٹ شرٹ پر رہا، وہ بار بار کہتے ہیں: مفتی عبداللہ کا پود رویؒ نے کبھی مجھے ڈانٹا نہیں، ہمارے پاس تو فراوانی ہی نہیں کرتا پائجامہ پہننے کی، سالانہ موقع آیا اور سالانہ موقع پر مجھے ہی قرأت کرنے کے لئے طے کیا، اپنے ایک ساتھی کا میں نے جوڑا لیا، دھویا، استری کیا، پہنا، جلسہ میں قرآن سنا دیا، آج اس شخص کی چوبیس تحقیقی کتابیں ہیں، اور چوبیس گھنٹے خدمت میں لگا ہوا ہے، حفص کے، سبعہ کے شاطبیۂ وقت کہا جاتا ہے، جزریٔ زمان کہا جاتا ہے، اس شخص کو جو پورے سال کرتا پائجامہ نہیں پہن سکا، پائنٹ شرٹ پر رہا، یہی سب چیزیں ہوتی ہیں، جب ایک طالب علم مکتب میں آتا ہے، مکتب کی شفقت بخاری تک پہنچا دیتی ہے، مکتب کی بدتمیزی نورانی قاعدہ میں بدکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

اصل میدان کمزور طلبہ ہیں

اصل میدان تو کمزور طلباء ہی ہیں، ذہین تو اپنی ذہانت سے پڑھ لیتے ہیں، ذہین تو ایک حرف پڑھا دیا جائے چار حرف آگے کے پڑھ لیتے ہیں، اصل جو استاذ کا کمال ظاہر ہوتا ہے، اس کا ہنر ظاہر ہوتا ہے وہ کمزور طلباء پر ہوتا ہے، انسان سونے چاندی کی کانوں کی طرح ہوتے ہی ہیں۔

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ.(۱) یہ انسان سونے چاندی کی کان ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۶۳۸

اس زمانہ میں یہ باتیں بہت ہوتی ہیں، طلباء ایسے ہو گئے، طلباء ایسے ہو گئے، یہ باتیں بہت کم ہوتی ہیں کہ کیا نئے انداز تربیت کو اپنانا چاہیے، کیا نئے اسالیب تربیت کو اپنانا چاہیے، بدلتے زمانہ کے ساتھ اپنے کو کیسا بدلنا چاہیے، تعلیم وتربیت کے انداز میں طالب علم مرتد ہو گیا، غیر مسلم عورت سے نکاح کر کے بچہ شرابی بن گیا، طالب علم جوا کھیل رہا ہے، کرکٹ کی وجہ سے ماں باپ کا باغی بن گیا ہے، تو جب تک یہ بچہ میرے پاس مکتب میں تھا میں نے کیا ذہن سازی کی ہے، جو بچوں کو مسجد میں آنے پر پیار نہیں دے سکتے ہیں وہ چبوتروں پر بیٹھنے سے کیوں روک رہے ہیں؟ وہ ہوٹل بازیوں میں جانے سے کیوں روک رہے ہیں؟ وہ بدکاری کے اڈوں میں جانے سے کیوں روک رہے ہیں؟

بچوں کو شفقت ومحبت سے پڑھائیں

مولانا یوسف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے: مولانا عبدالستار صاحب میواتی نے نزل کا اجتماع تھا تو نقل فرمایا: اس ملفوظ کو مولانا یوسف صاحبؒ کے پاس بہت بے دینی کے ماحول سے لوگ آتے، شرابی، جواری، حضرت ان کا استقبال کرتے، گلے لگاتے، خاص انداز سے پیار کرنے لگ جاتے، لوگوں نے کہا: کہ حضرت! آپ ایسے بددین قسم کے لوگوں سے پیار کرتے ہیں تو مولانا یوسف صاحبؒ نے فرمایا اگر میں انہیں دل نہیں دوں گا تو پھر سڑکوں پر ان کا ایمان لینے کے لئے بہت لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اگر میں انہیں دل نہیں دوں گا، پیار نہیں دوں گا تو پھر ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے، ان کی جوانی کو لوٹنے کے لئے بہت سے لٹیرے بیٹھے ہوئے ہیں۔

اگر میں نے شفقت سے اس بچے کو نہیں پڑھایا، کرسچن مشنری کے اسکولس میں Nun کس محبت سے نرسری کے بچوں کو پڑھاتی ہیں، نرسری کا بچہ تو بہت چھوٹا ہوتا ہے، گڈی کا دواخانہ نواب صاحب کنٹہ کا علاقہ، وہاں پر میرے سسرال کے گھر کے سامنے دواخانہ ہے، زچگیاں ہوتی ہیں، Hospital میں پیدا ہونے والے بچے کے ساتھ جس قدر

شفقت کا معاملہ، چھوٹی ذمہ داری کے ساتھ بڑے ثواب کی امید رکھنا، چھوٹی ذمہ داری کے ساتھ بڑی تنخواہ کی امید کرنا، ذمہ داری کو نبھایا جائے، طالب دین کو طالب دنیا سے عبرت لینا چاہیے۔

قاری صدیق صاحبؒ ایک علاقہ میں گئے اور اس علاقہ کے اندر ایک مکان میں تصویر لگی ہوئی تھی، حضرتؒ نے جانے کے بعد کہا: کہ تصویر نکال دو، انہوں نے تصویر نکال دی، اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا: تم یہ سمجھ رہے ہو کہ آج میں نے کہہ دیا: انہوں نے تصویر نکال دی، ان سے بارہ سال سے دوستی رکھا ہوا ہوں، بارہ سال سے دعا کر رہا ہوں، اے اللہ! میں اس کو ٹوکنے والا ہوں، میری بات میں اثر ڈال دیجئے،، بارہ سال کی رواداری، بارہ سال پیچھے دعا کی طاقت کے بعد میں نے یہ کہا کہ بیٹا! یہ تصویر نکال دو، تو آج اس بچہ نے میری بات مان لی ہے، مجھے سوچنے کی ضرورت ہے، کیا میرے ساتھ اور میرا اللہ کے ساتھ جو تعلق ہونا چاہیے، سرزنش سے پہلے تعمیر، تعبیر سے پہلے وہ پونجی کیا میرے پاس موجود ہے۔

تعلق مع اللہ

حضرت مفتی احمد خان پوری صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: ایک آدمی کو جنگل بھیجا درخت کاٹنے کے لئے، پہلے دن اس نے دس درخت کاٹ دئے، دوسرے دن بھیجا ایک دن میں آٹھ درخت کاٹے، تیسرے دن بھیجا ایک دن میں سات درخت کاٹے، ایک دن دیکھا تو دن بھر نے ایک درخت بھی نہیں کاٹا گیا، پوچھا بھائی! پہلے دن تو تم نے دس درخت کاٹ دئے تھے، تمہارا آرا لاؤ، آرا دیکھا تو کند ہو چکا تھا، فرماتے ہیں: ایسے ہی جو آدمی ذکر کرے گا، تہجد اشراق، چاشت اور اوابین کا اہتمام کرے گا، جو آدمی اپنی قرآن کی تلاوت کا معمول پورا کرے گا وہ اسی آرے کے دھار کے تیز ہونے کی طرح ہے، ایک دن میں دسیوں صفحات لکھ دے گا، دسیوں صفحات پڑھے گا، سوں کلومیٹر سفر کرے گا، دھار تیز ہے، جب دل کے نور کی دھار کمزور ہو جاتی ہے ایک آدمی سے دین کی بات کرنا بوجھ محسوس

ہوتا ہے، ایک سبق بھی آدمی کے لئے ہمالیہ بن جاتی ہے، ایک مسئلہ کی ورق گردانی کرتے ہوئے پہاڑ محسوس ہوتا ہے، ایک پارہ نہیں، ایک رکوع کی تلاوت کی توفیق نہیں ہوتی ہے، آپ کے صوبہ میں ایسے علماء ہیں۔

حضرت مولانا عبد العزیز صاحبؒ سوریا پیٹ، ایک گاؤں سے ایک طالب علم کو اٹھایا، محنت کی، باندہ تک پہنچایا، عالم بن گئے، بیٹا! روزانہ تین پارے پڑھا کرنا، ان عالم دین نے کہا، میں روزانہ ایک منزل پڑھتا ہوں، حضرت نے مجھے تین پاروں کی نصیحت کی تھی۔

میرے پاس اے سی گارڈ جامع مسجد میں ایک حافظ صاحب فیض العلوم کے آتے ہیں (میرے لئے سعادت کی بات ہے) حافظ صاحب سے کہا تھا کہ روزانہ تین پارے پڑھوتو وہ صاحب روزانہ پانچ پارے پڑھتے ہیں، تاجر ہے زبان چلتی رہتی ہے۔

اللہ مغفرت فرمائے حضرت عماد بن زکی صاحبؒ کی دامت برکاتہم جنہوں نے بھی دیکھا وہ سب جانتے ہیں ایک مرتبہ ارشاد فرمانے لگے: میں تراویح پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا میری آنکھ لگ گئی، میری آنکھ کھلی تو قیام میں تھا، اب کیا کروں؟ رکوع کر دیا، سلام کر دیا، پڑوس سے پوچھا بھائی! کتنا قرآن پڑھا، کہاں تک پہنچا تھا؟ ڈیڑھ پارہ ہو گیا۔

حافظ خواجہ نذیر الدین سبیلی صاحبؒ دامت برکاتہم (اللہ تعالی نے انہیں مکمل شفاء عطا فرمائے) کرونا میں تھے، کوما کے عالم میں قرآن کی تلاوت چل رہی ہے، ڈاکٹر حیران ہیں: پرانی مثالیں دی جاتی ہیں تو لوگ کچھ اور سوچتے ہیں، آرے کی دھار تیز ہے یا نہیں ہے، آرے کی دھار تیز ہوگی، جب ایک دن میں دس ضرب لگ جائیں گی، جنگل کٹ جائے گا، بے دینی کٹ جائے گی، قوت عمل آجائے گی، خود کا تعلق اگر اللہ سے بنا ہوا ہے، وہی مثال دے کر فرماتے ہیں، لڑکے اور لڑکی کا نکاح ہوتا ہے، پھر اس کے بعد بیٹا پیدا ہوا، بیوی کی توجہ ایک بچہ کی طرف، آپ کی توجہ بیٹے کی طرف، دوسرا بچہ پیدا ہوا اور توجہ تھوڑی سے بٹ جاتی ہے، لیکن جتنے بچے بھی بڑھتے جائیں، سمجھدار بیوی شوہر کو نظر انداز نہیں کر سکتی، شوہر

کی ضرورتوں کی تکمیل میں کوتاہی نہیں کرسکتی ہے، تقسیم کار تو ہوگا، محبت میں حصہ داری تو ہوگی ہے، لیکن شوہر کے حق کو نظرانداز نہیں کرسکتی ہے، آپ ختم نبوت کے ۵۰/ جلسے کرلیجئے، ۵۰/ جلوسوں میں چلے جایئے، آپ دس مکاتب چلا لیجئے، ۱۰۰/ تصنیفیں کرلیجئے، ہزار لوگوں کو دعوت دیجئے، اللہ کے حق کو نظرانداز نہیں کرسکتے، آپ جو وقت اللہ کو دینا ہے، جو وقت اپنے انفرادی معمولات کے لئے دینا ہے، کچھ تنہائیاں جو اللہ کے ساتھ گزارنی ہے اس کو آپ نظر انداز نہیں کرسکتے، اس کے ساتھ کوئی کام نہیں ہوگا، اللہ تعالی آپ حضرات کی محنتوں کو قبول فرمائیں، اللہ ہم سب کی تربیت فرمائیں۔

معاشرہ میں کرنے کے کام

بہت سارے کام ہیں سیکھ کر آدمی کرے گا تو بہتر انداز میں کرسکے گا، سیکھنے کا محتاج تو سمجھیں، سیکھنے کے لئے اپنے بزرگوں کے پاس جانے کا ضرورت مند تو آدمی سمجھیں، جب کسی کام کی ضرورت سمجھتا ہے تو وہ وقت نکال لیتا ہے، جب آدمی کسی چیز کی ضرورت نہیں سمجھتا ہے، اپنی جگہ سے اٹھ کر نہیں جاتا ہے، ہم ضرورت سمجھیں گے تو سیکھ کر کریں گے، محنت سے جمعہ میں سناتا ہے تو لوگ محنت سے سننے بھی آتے ہیں، جب سطحیت سے سناتا ہے تو لوگ سرسری وقت گزارنے کے لئے آتے ہیں۔ جب تک رہے ضرور علاقہ کی بچیوں کو شہر کے لڑکیوں کے مدرسہ میں داخل کروایا، جب تک رہے دو چار لڑکوں کو لے کر مدرسوں میں داخلہ کروایا، وہاں سے نکلنے سے پہلے دیکھا، ۵/ حافظ تیار ہوگئے، دس سال میں نکلے تو دیکھا دو چار علماء تیار ہوگئے، اب آپ اطمینان سے دنیا سے رخصت ہوسکتے ہیں، آپ کے پیچھے علماء تیار ہوگئے۔

ہمارے اکابر نے امامت کی محلوں کو بدل دیا، دیکھئے! مفتی تجمل صاحب کی امامت، ان سے پہلے مولانا عبیدالرحمٰن صاحب کی امامت، اس مسجد میں ۶۰۰/ بچے پڑھتے ہیں، لڑکیوں کا نظام مسجد کے پلاٹ فارم سے، اکابر کی آمد ورفت، کئی گھروں کی سرپستی، مفتی

تجمل صاحب کی مسجد میں، مسجد اکبری مولانا عبدالقوی صاحب کی، دو تین صف کی مسجد تھی، مدرسہ قائم ہوا، خواجہ باغ منتقل ہوا، اکبر باغ منتقل ہوا، کالج کی پڑھائی شروع ہوئی، اسکول قائم ہوئے! خانقاہ آباد ہوئی، علمائے دیوبند کی آمد و رفت ہمارے لئے مثال ہے، بتدریج کام ہوتا ہے، دینے والا اللہ نہیں بدلا لینے والے ہاتھ بدلے ہیں، دینے والے اللہ نہیں بدلیں ہیں، اپنی پوری قدرت کے ساتھ ہم تو مائل بہ کرم ہے کوئی سائل تو ہو، اونچے عزائم کے ساتھ جینے والا، اونچے حوصلوں کے ساتھ جینے ولا۔

ترکی کے مولانا محمود آفندیؒ قریبی زمانہ میں جن کا انتقال ہوا، استنبول میں ایک مسجد، مسجد شیخ الاسلام آج بھی ہے، بہت چھوٹی مسجد ہے، پورے ملک میں انقلاب، مقدونیہ میں انقلاب، نقشبندیوں کا ایک سلسلہ گاؤں گاؤں پھرنا، کمیونزم کے دور میں بندہ اپنی بیوی کو ساتھ میں لے کر گھر جاتا، اگر خاتون آتی تو گھر والی دین کی بات کرتی، کوئی مرد آتا یہ اس سے دین کی بات کرتے، جس زمانہ میں ڈاڑھی رکھنا معیوب اور جرم تھا وہ ڈاڑھی رکھ کر نکل جاتا، جس زمانہ میں برقع پہننا ایک اجنبی بلکہ قانوناً جرم تھا ان کی گھر والی میں برقعے ڈوبے رہتی تھی، اس مسجد کے اندر آج افتاء کا نظام ہے، اس مسجد میں آج کتب عالمیت کی آخری جماعتیں ہوتی ہیں اور پھر ملک بھر کے اندر نقشبندی سلسلہ کے مریدوں کا جتنا نظام ہے اس مسجد سے چلایا جاتا ہے، مسجد کی پلاٹ فارم کو کتنا مضبوط بنایا جاسکتا ہے، کتنے کام کئے جاسکتے ہیں، منصوبہ بندی ہو، آدمی کے پکے ارادے ہوں، اللہ تعالی اثر دکھلاتے ہیں۔

اللہ تعالی ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مکاتب کے اساتذہ اپنے کام کو بہتر کیسے بنائیں؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد

خدمت دین پر شکر خداوندی

اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے دین کی خدمت سے جوڑا ہے، بعض مرتبہ آدمی کے ذہن میں یہ بات چلتی رہتی ہے کہ شیخ الحدیث صاحب بڑی خدمت کررہے ہیں، امیر المؤمنین صاحب بڑی خدمت کررہے ہیں، مفتی اعظم صاحب دین کا بڑا کام کررہے ہیں، مشہور خطیب صاحب بڑی خدمت کررہے ہیں، وہ تو کام کررہے ہیں ان کا اپنا میدان ہے، آپ حضرات بھی خدمت کررہے ہیں آپ کا بھی ایک میدان ہے۔

ہمیں یہ یادرہنا چاہیے کہ اللہ تعالی کے یہاں عمل گنے نہیں جائیں گے، عمل تولے جائیں گے، اکثرھم عملا نہیں کہا گیا، احسنھم عملا کہا گیا، اپنے عمل کو بہتر بنانے کا مطالبہ کیا گیا، تھوڑا بھی قبول ہوگیا تو بیڑا پار ہے، پہاڑ بھی مردود ہوگے تو بے حیثیت ہے، نورانی قاعدہ پڑھانے والا انکسار نفس کی وجہ سے (کیا کرتے صاحب! ہم نورانی قاعدہ ہی تو پڑھاتے ہیں) قبولیت کی زیادہ امید ہے بڑے اسٹیج والا، بڑی کتاب والا اپنی نیت کے فساد کی وجہ سے مؤاخذہ کا زیادہ اندیشہ ہے، اللہ کے یہاں گرفت کیے جانے کا زیادہ اندیشہ ہے۔ نیت جلدی بگڑ جاتی ہے۔

ہر آدمی شریعت کی سرحد کو سنبھالے ہوا ہے، آپ دیہاتی مسلمان کے ایمان کو سنبھالے ہوئے ہیں، آپ شریعت کی سرحد کے محافظ ہیں، ہمیشہ ہم اپنے دوستوں سے کہتے رہتے ہیں کہ شیر سوتا بھی رہے تو جنگل محفوظ رہے، سادھا سیدھا کم صلاحیت رکھنے والا خادم دین ہی کسی دیہات کے اندر پڑے رہتا ہے تو قادیانی کو دیہات میں آنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے

،عیسائی تنظیم کو آسانی سے ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں ہوتی ہے، دوسری گمراہ تنظیموں کو موقع نہیں ملتا ہے۔

مفتی احمد خان پوری صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: کہ جو دین کی خدمت لی جائے یہ سمجھ لو یہ خدمت میری اہلیت سے زیادہ ہے میں تو اس کا بھی اہل نہیں تھا، یہ میرے استحقاق سے زیادہ ہے، جو ساتھی اس رخ پر چلتے ہیں وہ خدمت پر جمتے ہیں ،اور جن ساتھیوں کے دل کا رخ یہ ہوتا ہے کہ میں تو اس سے زیادہ کا مستحق تھا میں تو مجبوری میں اس پر راضی ہوں، مجھے تو فلانی بڑی مسجد کا خطیب ہونا چاہیے تھا، میں اس چھوٹی مسجد میں ہوں، مجھے تو بڑی کتاب پڑھانا چاہیے تھا، میں چھوٹی کتاب پر راضی ہوں، یہ سمجھنے والے دین کی خدمت پر نہیں جم سکتے۔

قابل بنانے کی صلاحیت

ایک مرتبہ حضرت شاہ جمال الرحمن صاحب دامت برکاتھم نے اساتذہ سے گفتگو کے دوران فرمایا: دیکھیے! قابل ہونا الگ ہے قابل بنانا الگ ہے، کامیاب استاذ وہ ہوتا ہے جو قابل بناتا ہے، قابل بنانے والا کامیاب استاذ بن جائے گا میں تو بہت اچھا پڑھاتا ہوں ؛لیکن میں دوسال سے ایک علاقے میں ہوں، پانچ سال سے ایک علاقے میں ہوں، کیا مجھ جیسا قرآن پڑھنے والا میں نے تیار کردیا ہے، میں جیسی اردو لکھتا ہوں میں جیسی خطابت کرتا ہوں ویسے میں نے کتنے تیار کردیے، میرا حفظ جتنا پختہ ہے ایسا میں نے کتنوں کو تیار کردیا،تو کامیاب استاذ کے اوصاف میں سے ایک وصف قابل ہونے کے ساتھ ساتھ قابل بنادینے کا ہنر آتا ہو، منتقل کرنے کا ہنر آتا ہو۔

ہمارے علاقے کے ایک بہت ہی سمجھدار بزرگ تھے، بڑوں کے صحبت یافتہ ،علم وذکر کا اچھا رنگ رکھنے والے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحبؒ وہ ایک مثال دیتے تھے، ایک بوتل سے دوسری بوتل میں منتقل کرنے کے لیے تین شرطیں چاہیے:

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ جس بوتل سے ڈالا جانا ھے اس بوتل میں کوئی چیز ہو، کچھ علم ہو، کچھ تقوی ہو، کچھ مقالات ہو کچھ معلومات ہوں۔(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ دونوں بوتلوں کے ڈھکن کھلے ہوئے ہوں،اس کے بغیر ایک بوتل سے دوسرے بوتل میں کیا منتقل ہوگا (۳)اور تیسری شرط یہ کہ عادتا جو بھری ہوئی بوتل ہواسی کوجھکنا پڑتا ہے، بھرے ہوئے مٹکے اور تھرماس کوجھکنا پڑتا ہے،معلم کو طالب بننا پڑتا ہے اپنا علم منتقل کرنے کے لیے،معلم جب تک اپنا علم پہنچانے میں طالب نہیں بنتا ہے اپنا علم پہنچانہیں پاتا ہے۔

بہت سے واقعات ہیں شاگرد ناکارہ تھا، استاذ نے ایک مضمون کوئی مرتبہ پڑھایا ،مولانا محمد ابولبابہ صاحبؒ کی کتاب ہے مفتی سلمان منصور پوری صاحب نے ترجمہ کیا ہے (فکر انگیز اور کار آمد باتیں) اکابر کے کئی واقعات نقل کیے کہ استاذ اپنا علم منتقل کرنے میں کتنا طالب ہوا کرتا تھا، بیٹے! میرے بس میں ہوتا تو دسویں مرتبہ نہیں بیس مرتبہ تجھے سناتا اور تجھے مضمون سمجھ میں آجاتا اور اس وقت جو استاذ کا دل ٹوٹتا ہے اور قبولیت کی جو دعا نکلتی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے وہی قبولیت کی دعا شاگرد کا بیڑا پار کردیتی ہے۔

کام کا میدان

سب سے پہلے میری گھر والی ہے، یہ عجیب بات ہے ہم بچوں کے مکتب پر توجہ دیتے ہیں، بالغات کے مکتب پر توجہ نہیں دیتے، بالغین کے مکتب پر توجہ نہیں دیتے،جن کے مکلف ہوے کئی سال گزر چکے ہیں، میری گھر والی میرے نکاح میں دس سال سے ہے ہم میں کتنے ایسے ہیں جنہوں نے ان کا قرآن سنا،اور کتنے ہیں جنہوں نے میرے نکاح میں آکر علمی، عملی ترقی کا ذریعہ بن گئے۔حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کا معمول ہے رمضان میں اپنا قرآن اپنی گھر والی کوسنانے کا۔

ایک دوست ہے بہار کے رہنے والے دارالعلوم دیو بند کے فارغ ہیں،کلکتہ میں رہتے ہیں،نکاح کے بعد اپنی بیوی کو حافظہ بنایا،خود عالم دین ہیں گھر والی کا حفظ کروادیا،تجوید درست کرادی، جوسب کچھ قربانی دے کر میرے پاس آئی ہے اور شاید وہ آخرت دیکھ کر

ہمارے پاس آئی ہے دنیا دیکھ کر نہیں آئی ہے، ہم نے اس کو کتنا بافیض بنایا ہے اور کم از کم ہم نے اس کو علم سے آراستہ کرنے کی کیا کوشش کی ہے۔

بالغات کے مکاتب پر پہلا سوال

جہاں پر بھی بالغات کے مکتب کی بات آتی ہے تو پہلا سوال یہی ہوتا ہے، صاحب! معلمہ کہاں سے لائیں گے، مجودہ کہاں سے لائیں گے تو آپ نے کیا اپنی اہلیہ کی تصحیح کروائی؟ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پڑھنے پڑھانے کا طریقہ رواج دیا تھا نزول قرآن کے وقت میں، وہ یہی طریقہ تھا کہ منبر پر قرآن کی آیت سنائی گئی، صحابہ نے سنا اور جا کر گھر والی کو سنا دیا، عربوں میں اس کا بڑا رواج ہے، نورالدین عطیبؒ بڑے محدثین میں سے گزرے ہیں ان کے گھر کی عورتیں بخاری و مسلم کی حافظہ ہوا کرتی تھیں، آج بھی عربوں کے اندر اس کا رواج ہے عورتیں سبعہ قاری کی ماہر ہوتی ہیں، عشرہ کی ماہر ہوتی ہیں۔

عالمی سطح کے ایک مقبول عالم دین ہیں محمد الحسن ولد الددو الشنقيطي نام ہے، اللہ تعالی نے بہت غیر معمولی قسم کا حافظہ دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میری دادی سبعہ قرآن جانتی ہے میری دادی اتنے سو اشعار جانتی ہے (موریتانیا) کے رہنے والے ہیں، عورتیں جھاڑو لگاتے ہوئے برتن دھوتے ہوئے کئی پارے پڑھ لیتی ہیں، یہ موجودہ زمانے کے واقعات ہیں۔

کام کا میدان خود کی گھر والی ہے اور جن لوگوں نے اپنی گھر کی عورتوں کو تیار کرلیا ،انہوں نے پورے گاؤں کو کھڑا کر دیا، ایک دیہات میں جانا ہوا تو بتایا کہ امام صاحب مردوں کو پڑھاتے ہیں بچوں کو پڑھاتے ہیں، ان کی گھر والی گاوں کی عورتوں کو پڑھاتی ہے، پورے ساٹھ گھروں میں علم و ذکر کا اور دعوت کا ماحول بنا ہوا ہے ایک بہن کے ذریعے سے، وہ مشہور جملہ کہ مرد پڑھا تو فرد پڑھا، عورت پڑھی تو خاندان پڑھا، مرد میں دینداری آئی تو دین گھر کی چوکھٹ تک آیا، عورت میں دینداری آئی تو دین گھر میں داخل ہوا۔

مفتی سعید پالن پوریؒ کے گھرانہ کے معمولات

مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ اللہ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے، اکابر کا تذکرہ کرتے ہوئے مجھے شرم بھی آتی رہتی ہے کہ ہم ان کا نام تولے رہے ہیں؛ لیکن ہم اپنی زندگی میں ایسا نہیں کر سکے، وہ فرماتے ہیں میرے دس سے زیادہ بچے تھے، معاشرت بہت عجیب، ساٹھ سال سے زیادہ دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا، سبق کا کبھی ناغہ نہیں ہوتا، ملکوں کے اسفار ہوتے تھے، آپ کا درس کتنا پختہ ہوتا تھا، پڑھنے والوں کو پتہ ہے، گھر والی ان کے ہاتھ پر حافظہ بنی، بہوؤں کو انہوں نے اپنے ذریعے سے حافظ بنایا اور فرماتے ہیں کہ جب بہوویں حافظ بن گئی تو مجھے پتہ بھی نہیں چلا کہ میرے پوتے اس کے بعد کب حافظ بن گئے؛ کیونکہ ان کا سبق ان کا آموختہ ان کے سارے معاملات عورتیں سن لیا کرتی تھیں، رات میں زائد سالن بنا دیا جاتا، صبح کا ناشتہ اسی سالن سے کر لیا جاتا رات کی روٹیاں اور سالن فجر کے بعد سے مدرسہ شروع ہوجاتا تھا۔

پٹن چیرو میں ایک عالم دین، مفتی نوال صاحب دامت برکاتھم سے تعلق رکھنے والے ہیں، قریب کی مثالیں اس لیے بھی سناتا ہوں تاکہ ہمارے اندر بھی احساس شکر پیدا ہوجائے، ان کے پاس فجر سے پہلے گھر میں معمولات شروع ہوجاتے ہیں، پوری بیٹیاں گھر میں حافظ بنی ہوئی ہیں، پورے بیٹے گھر میں حافظ بنے ہوئے ہیں، کتنی نورانیت رہی ہے کتنا انضباط رہا ہے تو کام کا میدان خود بیوی ہے اپنی عورت کو حروف سکھا کر اپنی بیوی کو تصحیح کرا کر ان کے ذریعے سے بالغات کے مکتب کا نظام شروع کرنا۔

اپنے اوقات قیمتی بنائیں

بہت اہم درخواست آپ حضرات سے یہ ہے کہ اپنے فارغ اوقات کی قدر کیجئے، مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے: مشغولیت کے اوقات سے نقصان نہیں ہوتا فرصت کے اوقات

سے نقصان ہوتا ہے، دکان کے وقت سے نقصان نہیں ہوتا کھیتی کے وقت سے نقصان نہیں ہوتا، ملازمت کے وقت سے نقصان نہیں ہوتا فرصت کے وقت سے نقصان ہوتا ہے، فجر کے بعد سے لے کر ظہر تک کا وقت فارغ ہے، ظہر سے عصر تک کا وقت فارغ ہے، امامت چیز ہی ایسی ہے قاری امیر الحسن صاحبؒ فرماتے تھے، کام ہے آدھے گھنٹے کا، بندھا ہوا ہے چوبیس گھنٹے امامت کی ذمہ داری بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے؛ لیکن ہمارے فارغ اوقات کا استعمال کیسے ہو، ہم نے عالم کورس پڑھا ہے، پڑھانے کا مشغلہ اپنے علم کو پہنچانے کا مشغلہ، علاقے میں کتنے نوجوان ہیں کتنے بوڑھے ہیں جنہیں ہم مختلف فن پڑھا سکتے ہیں۔

ہم نے ترکی میں دیکھا، عشاء کے بعد دن بھر مزدوری کر کے آنے والے طلباء تھکے ہارے رات میں حدیث کا درس لیتے ہیں، سند حدیث کا درس لیتے ہیں، قرأت حفص کا سبق لیتے ہیں، مختلف فنون پڑھتے ہیں، ہم نے علم حاصل کیا، ہم اپنے علم کو منتقل کریں امت پیاسی ہے، ہم نے نہیں پڑھا ہے آن لائن عالم کورس کے دسیوں ذرائع ہیں ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایک نوجوان آئے اپنے سالے صاحب کے داخلے کے لیے، ہم نے ان سے پوچھا دن میں کتنے گھنٹے فرصت کے ہیں، کہا کہ تین گھنٹے خالی ہے، تین گھنٹے کا آن لائن مدرسہ چلتا ہے آپ شریک ہو جائیے، دوسرے دن دیکھا کہ وہ سسٹم پر بیٹھے ہوئے تھے، اتوار کے دن کیا کر رہے ہیں آپ کہا کہ میں ابھی جوائن ہو چکا ہوں، عالمیت کا درس شروع ہو چکا ہے، شام کے اوقات میں عالم کورس کے کئی نظام چلتے ہیں ہمارے اکابر کی سرپرستی میں، صبح کے اوقات میں بھی عالمیت کے کئی نظام چل رہے ہیں پڑھنے کے بھی پڑھانے کے بھی، حضرت پیر ذوالفقار صاحب دامت برکاتہم کے ذریعے سے ساٹھ، ستر ملکوں میں سووں لوگ ان کے علم معہد کے ذریعے مختلف کورس مکمل کر رہے ہیں۔

آن لائن تعلیم

عام طور پر یہ موضوع آتا ہے آن لائن پڑھنا کیا یہ ہمارے اکابر کا طریقہ ہے؟

ایک ہے اختیاری صورت حال، اور ایک ہے اضطراری صورت حال، آن لائن صحبت کا بدل تو نہیں ہے، لیکن جب صحبت نہ مل رہی ہو تو آن لائن سے استفادہ ہو اور دوسری بات یہ کہ آپ آن لائن تو ہے ہی لیکن علم کے لیے آن لائن ہو گئے، آن لائن تو ہے ہی اپنی تعلیم کی تکمیل کے لیے آن لائن ہو جایئے اور جو فضولیات اور محرمات کے لیے آن لائن ہو سکتا ہے تو پڑھنے کے لیے آن لائن ہونے میں کیا تکلیف ہے، آپ اپنے فارغ اوقات میں آن لائن عالم کورس کی تکمیل ہو سکتی ہے، قرأت کی تکمیل ہو سکتی ہے، چھوٹے چھوٹے کورس کی تکمیل ہو سکتی ہے، فارغ اوقات قیمتی بن سکتے ہیں اور جتنی علمی سطح ہماری بڑھے گی، اتنی بستی کی علمی سطح بڑھے گی، اتنی خطابت کی سطح بڑھے گی، اتنا مستفدین کا مجمع بھی اونچی سطح آئے گا۔

کوئی دینی موقع ضائع نہ کریں

کرنول کے اندر ایک بزرگ ہوا کرتے تھے، ہمارے علاقے میں نور اللہ قادریؒ تلگو زبان میں بہت ترجمے کیے انہوں نے، زندگی کے اکثر عید آس پاس کے دیہات میں جا کے گزارے، رات میں چلے جاتے قصداً اس دیہات میں لوگوں کو جمع کرتے، انعام کی رات، دعا، درود، فضائل اور اعمال کی طرف متوجہ کرتے، دوسرے دن زکوۃ، صدقۂ فطر، فدیہ سب سنا کر نماز پڑھا کر آتے، اس موقع کو گوانا نہیں چاہتے تھے جو موقع عوام الناس کو فائدہ پہنچانے کا ہے، دل نرم ہوتے ہیں لوگ سننا چاہتے ہیں۔

جب جنازہ رکھا ہوا ہوتا ہے موقع غنیمت ہے، میں بتلاؤں کہ اصل حقوق واجبہ کیا ہیں؟ کرنے کے کام کیا ہیں؟ قرض ادا کیا جائے، وصیت پوری کی جائے، وارثین کو حصے دیے جائیں، نماز روزہ کا فدیہ ادا کیا جائے، رشتوں کو جوڑا جائے، میراث کی اہمیت بتائی جائے، تو ایک داعی موقع کے انتظار میں ہوتا ہے اپنی دعوت کے پہنچانے میں، دعا پڑھانے کے لیے

کوئی آدمی آ گیا اس سے کہیے میں آپ کو دعا پڑھتا ہوں آپ پڑھ کر پھونک دیجیے پانی کے اوپر، یہ دعا حضرت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بھی سکھلائی ہے، یہ بہت اہم پہلو ہے کہ ہمیں عوام الناس کے کسی موقع کو جہاں ہم فائدہ پہنچا سکتے ہیں فائدہ پہنچانے کے موقع کو گوانا نہیں چاہیے۔

استقامت اصل ہے جو لوگ گاؤں بدلتے رہتے ہیں مسجد بدلتے رہتے ہیں ان سے کبھی کوئی کام نہیں ہوتا، ساری دنیا کا نفس اور شیطان ایک ہی ہے جہاں پر بھی ہم ہیں مسائل ہیں، دنیا کا کوئی علاقہ مسائل کے بغیر نہیں ہے، ہم دنیا میں ہے جنت میں نہیں ہے ہم ہر جگہ مثال سناتے رہتے ہیں کنٹاپور کی، آدمی دیہات میں رہ کر پانچ سو بچوں کا مدرسہ چلا سکتا ہے اور شہر کے گنجان علاقے میں رہ کر دس بچوں کا مکتب نہیں سنبھال سکتا ہے۔

کام کرنے کے لیے عزائم اصل ہیں

کام کرنے کے لیے شہر اور دیہات اصل نہیں ہے، اندر کے عزائم اصل ہے، وسائل اہم نہیں ہے، فرصت اصل نہیں ہے، ہمت اصل ہے، جلال آباد دیہات ہے آج بھی آپ سے بدتر دیہات ہے جلال آباد آپ سے بدتر دیہات ہے تھانہ بھون، آپ کی سڑکیں تھانہ بھون کی سڑکوں سے آج بھی بہتر ہیں، حکومت کو اسٹیشن بنانا پڑا جب حضرت تھانویؒ کے پاس اترنے والے پیسنجروں کی تعداد زیادہ تھی، اعظم گڑھ ضلع کے مبارک پور دیہات کی تاریخ دیکھیے، اعظم گڑھ ضلع کے پورا معروف کی تاریخ دیکھیے، بعض مرتبہ پورے ملک میں شیخ الحدیث اسی گاؤں کے رہے ہیں، علامہ نعمت اللہ صاحب بحر العلوم پورا معروف کے ہیں، مظاہر العلوم سہارنپور کے ایک استاذ تھے عثمان صاحب معروفیؒ، مظاہر العلوم کے ایک استاذ تھے زین العابدین صاحب معروفیؒ، اکل کواں کے ایک شیخ الحدیث ہیں رضوان الدین صاحب معروفی، پورا معروف ایک گاؤں تھا، اس کے شیخ الحدیث پورے ملک کے اندر اہل حدیث بڑے بڑے مصنفین مبارک پور کے۔

خیرآباد میں ایک علاقہ ہے چھوٹا سا کام کرنے والے مدراس کے علاقے کے اندر، ٹاملناڈو میں کیرنور(کیرالہ کا ایک علاقہ ہے) علاقہ ہے، جہاں پرفلکیات کے بہت ماہرعلماء بہت دن پہلے ایک جماعت سنگاریڈی گئی، اس میں ایک عراق کے ساتھی تھے انہوں نے کہا کہ مجھے کیرنور جانا ہے ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کیرنور کا پتہ کیسے چل گیا، کہا کہ وہاں کے مصنف کی ایک کتاب ہے فلکیات کے موضوع پر، میں اس مصنف کے خاندان سے ملنا چاہتا ہوں، مولانا اسماعیل صاحب کیرنوری کرونا کے زمانے میں انتقال ہوا وہ پوری زندگی دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! مجھے جمعہ کے دن ہی موت دیجیے تا کہ بچوں کہ سبق کی چھٹی نہ ہوجائے، عجیب مخلصین دیکھے دنیا میں اللہ کا کرنا کہ جمعہ کے دن ہی انتقال ہوا۔

مفتی اشرف علی باقوی صاحبؒ کے ایک بھائی ہے، وہ یہ کہتے تھے کہ جس سال حج نہیں ہوگا وہ میری موت کا سال ہوگا، کرونا کے پہلے سال انتقال ہوا، جتنے سال باحیات تھے ہر سال حج کا سفر کیا، قاری صدیق صاحب باندویؒ فرماتے تھے: اگر میرا جنازہ بھی اٹھ جائے تعلیم نہ رکے، درس نہ رکے، اس دن جو اسباق پڑھائے جائے اس کا ایصال ثواب کردینا، میرے جنازہ کی وجہ سے نظام تعلیم میں خلل نہ پڑے، تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ دیہات میں رہ کے کام کرنا یکسوئی دکھتی ہے، کام کرنے والے کرتے ہیں، کررہے ہیں کام کیے جاسکتے ہیں، استفادہ اور افادہ کے کام کیے جاسکتے ہیں، دیہات کا خدا شہر کا خدا الگ نہیں ہے، غالب کے پاس ایک شاگرد آیا، کہنے لگا کہ میں کلکتہ جارہا ہوں، غالب نے کہا کہ کلکتہ کے خدا کو سلام کہنا، شاگرد نے کہا کہ حضرت! دہلی کا خدا، کلکتہ کا خدا ایک ہی ہے، تو غالب نے کہا کہ جو تجھے وہاں دے سکتا ہے وہ یہاں بھی دے سکتا ہے، توکل اور حقیقی ترجیحات کی طرف متوجہ کرنے کا ایک طریقہ۔

آگے کام کرنے والے کرتے ہیں تو پیچھے آنے والوں کے لیے راستے بنتے ہیں، بھٹکل اب تو ایک شہر بن چکا، حقیقت میں ساحلی ایک گاؤں ہے، پچاس ہزار کی آبادی آٹھ مسجدوں میں جمعہ ہوتا ہے، بارہ سو سال سے دارالقضاء ہے، بڑا جامعہ اسلامیہ ہے، میں اس کی ایک

مثال بتاتا ہوں انیس ہزار لوگ اب تک ان سے رابطہ کر چکے ہیں ، دوپوشن کا ایک گھر بنا ہوا ہے،آن لائن قرآن کا نظام ہے، چار ہزار لوگ دنیا بھر میں ان سے قرآنی تعلیم حاصل کررہے ہیں،سولہ علماء ہیں چالیس فون ہیں۔

اس لیے میرے بزرگو! یہ ذہن سے نکال دینا چاہیے کہ کام کرنے کے لیے شہر چاہیے،کام کرنے کے لیے وسائل چاہیے،کام کرنے کے لیے فرصت چاہیے،کام کرنے کے لیے چندہ چاہیے،کام کرنے کے لیے صحت چاہیے،کام کرنے کے لیے شہرت چاہیے،نہیں دوستو! کام کرنے کے لیے قبولیت چاہیے، کام کرنے کے لیے ہمت چاہیے، کم کرنے کے لیے خدائی نصرت چاہیے،کام کرنے کے لیے صدق نیت چاہیے، اگر آدم اپنی نیت کا سچا ہے تو اللہ تعالی دلوں کو مسخر کردیتے ہیں **فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم** اے اللہ! مسلمانوں کے دل حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ کو ہاجرہؓ اور کعبہ کو یہاں بسایا بنایا دل متوجہ کردیجیے۔

ایک گاؤں میں استقامت سے کام کریں ایک ادارہ میں استقامت سے کام کریں،ایک مرتبہ حضرت شاہ جمال الرحمٰن صاحب بیٹھے ہوئے تھے،ایک فون آیا کہ آفس میں بہت کام لے رے صاحب،حضرت نے کہا: ٹھیک ہے آپ بادشاہ بننے تیار ہو، وہ تھوڑا پریشان وسرگرداں ہوگیا،حضرت نے کہا: بادشاہ بنے تو بھی کام کرنا پڑتا،بادشاہ کو تو اور زیادہ کام کرنا پڑتا ہے، چار چار مہینوں کا شڈیول بنا ہوا ہوتا ہے،کیا کھانا ہے،کہاں کھانا ہے،کس گاڑی میں جانا ہے،کس سڑک سے گزرنا ہے، آپ کو آپ کی حیثیت سے کام دیا جارہا ہے،آپ کو کرنے میں کیوں تکلیف ہورہی ہے محنت اور استقامت کی عادت ہو۔

ایک مرتبہ ہم مفتی ابوالقاسم صاحب دامت برکاتہم کے یہاں مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے،حضرت سنانے لگے،مولانا اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ وہ ناظم تعلیمات تھے،جب کوئی استاذ چھٹی لینے کے لیے آتا وہ اپنی مسند سے اٹھ جاتے، کہتے آپ بیٹھ جائیے اور نظام بنا کردیجیے کہ آپ کی جگہ کون پڑھائے گا،ناظم اپنے حصہ کا بوجھ اٹھارہا ہے اور ملازم اپنے حصہ کا

بوجھ اٹھارہا ہے۔

اللہ مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، قاری امیرالحسن صاحبؒ فیض العلوم میں اساتذہ کے درمیان بات کر رہے تھے، حضرت تھانویؒ کا ملفوظ نقل کیا کہ ملازم بننا آسان ہے افسر بننے کے مقابلہ میں یعنی اونر ناظم اور مالک بننا، افسر کو سارے ملازموں کی سننا ہے اور ملازم کو صرف ایک افسر کی سننا ہے، میں افسر ہوں، میں ناظم ہوں، آپ ملازم ہے (دس ملازم ہیں) مجھے سارے ملازمین کی سننا ہے، اور خیال رکھنا ہے ملازم کو صرف ناظم کا، اس مجلس میں حضرتؒ نے فرمایا: ترسٹھ سال گزر گئے ہردوئی میں کام کرتے ہوئے: اس کے بعد حضرتؒ اور سات آٹھ سال سے زیادہ کا عرصہ باحیات رہے ایک ادارے میں، استقامت والوں سے کام ہوتے ہیں، استقامت والوں سے ہی شاگردوں کا مجمع تیار ہوتا ہے، استقامت والوں سے بستیاں کھڑی ہوتی ہیں، استقامت والوں سے رجال کار بنتے ہیں، استقامت والوں سے اکابر سے جڑنے والا ایک مجمع تیار ہوتا ہے، استقامت ہوگی تو آج نہیں تو کل حالات موافق ہوجائیں گے، درخت ایک جگہ پر لگا رہے آج نہیں تو کل پھل دے گا، اگر دس جگہ اکھاڑ کر لگائیں گے تو کہیں پر بھی پھل نہیں دے گا، بغیر اپنے مشیر کے مشورے کے، بغیر شرعی ضرورت کے آدمی نقل مکانی اختیار نہ کرے، علاقہ نہ بدلے اور ہمارے استاذ مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحیؒ فرماتے تھے، اگر نکلنے والے میں خیر ہے تو اللہ اس کو اس سے بہتر بدلہ دے دیں گے، اور اگر جس علاقہ اور ادارہ کو چھوڑا ہے اس میں اگر خیر ہے، اللہ تعالی جانے والے سے بہتر بدلہ دے دیں گے، جانے والے سے بہتر عالم دیدیں گے اس علاقہ کو جس علاقہ کو آپ چھوڑ کر نکلے ہیں، اگر ہم میں خیر ہے بہتر جگہ مل جائے گی، اور اگر جس علاقہ کو ہم نے چھوڑا ہے اس میں خیر ہے ان کو ہم سے بہتر آدمی مل جائے گا، معمولی وجوہات پر نقل مکانی، معمولی وجوہات پر علاقہ بدلنا یہ بہت نقصان دہ ہے، اور جو کاروائی بھی نفسانیت کی بنیاد پر ہوتی ہے، اس کے ساتھ اللہ کی مدد کبھی نہیں ہوسکتی ہے۔

دومثالیں

تقابل کے بعد اخلاص باقی نہیں رہتا ہے، دومثالیں میں ذکر کرتا ہوں، علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو دار العلوم دیوبند سے انتظامی طور پر نکالا گیا، متبحر فی العلم آدمی تھے، لوگوں نے کہا کہ حضرت! یہیں پہ ادارہ کھول لیجیے، سب طلباء آپ کے پاس ادھر آجائیں گے، تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم دار العلوم کو نقصان پہنچائیں گے ایسا ہم نہیں کرسکتے، گجرات گئے ڈابھیل میں قیام کیا، وہاں پر شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا یوسف بنوریؒ وغیرہ کو لے کر کام کیا، تقابل میں اخلاص نہیں ہوتا ہے، تقابل میں غیبتیں ہوں گی، تقابل میں بدگمانیاں ہوں گے۔

مولانا عبدالقوی صاحب دامت برکاتھم نے نقل کیا کہ ان کے شیخ مولانا سعید صاحبؒ پرنامبٹ بہت سادہ مزاج بزرگ تھے، (اللہ مغفرت فرمائے) ان سے کہا گیا حضرت! آپ کے لئے خانقاہ بنادیں گے، حضرت نے فرمایا کہ بھائی! میری طبیعت نہیں چاہتی، ایک خانقاہ پہلے سے موجود ہے، لوگ نمبر دینے لگ جائیں گے دو بزرگوں کو، کھینچا تانی کا ماحول بن جائے گا، ادھر جائیں کہ ادھر جائیں، میرا جی نہیں چاہتا، جو آتا ہے میرے گھر پر آجائے، تو کمیٹی سے تقابل، بستی اور ساتھیوں سے تقابل نہیں ہونا چاہیے، تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ استقامت سے ایک علاقے میں جمنا اور انتظامیہ کو اس کا بڑا پن دینا چاہیے۔

ٹکراؤ یہاں سے پیدا ہوتا ہے، ہم انتظامیہ کی اطاعت کرنا نہیں چاہتے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **کبّرو کبراء القوم** قوم کے بڑے کو بڑا پن دو! **قومو الی سیدکم** تمہارا سردار آیا ہے اکرام میں کھڑے ہوجاؤ! تو قوم کے بڑے کا اکرام کیا جانا چاہیے، چاپلوسی الگ ہے، اکرام الگ ہے استغناء الگ ہے، وہ تو کسی ماہر شیخ کی صحبت میں رہنے سے پتہ چلے گا کہ میں استغناء برت رہا ہوں یا تکبر کررہا ہوں، میں اتنا اپنے نفس کی نگرانی کرنے والا نہیں ہوں۔

ابوالحسن خرقانیؒ کا واقعہ ہے، بادشاہ وقت ملاقات کرنے کے لیے آیا، دروازہ پر چپراسی کھڑا ہوا تھا، رک جاؤ رک جاؤ آنے کی اجازت نہیں ہے، حضرت سے اجازت لے لوں گا، اجازت لے کر آیا، پھر اس کے بعد بادشاہ کو اندر بلایا تو بادشاہ نے کہا، حضرت! اللہ کے نیک بندوں کے دروازوں پر دربان نہیں ہوتا ہے، ہر ایک کے لیے دروازہ کھلا رہتا ہے، حضرت کے لیے وہ چبھا تھا تو حضرت نے فرمایا، نہیں! دربان ہوتا ہے تاکہ دنیا کے کتے نہ آئے، ان کا حوصلہ تھا ان کا مقام تھا، اس کے بعد اس نے نصیحتیں سنیں، بہت باادب بیٹھا جب وہ جانے لگا، حضرت اسے رخصت کرنے کے لیے دروازہ تک گئے، حضرت نے فرمایا کہ وہ دنیا کی عظمت لے کر آیا تھا اس لیے میں نے اس کی تعظیم نہیں کی، لیکن جاتے وقت دین کی عظمت لے کر جارہا تھا اسی لیے میں نے اکرام اور اس سے مشایعت کی ہے، اسے دور تک چھوڑا، ہم اس قدر تربیت پائے ہوئے نہیں ہیں۔

قاضی ضیاء الدین سلامیؒ کا واقعہ ہمارے اکابر سنایا کرتے تھے، وہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ ملاقات کے لیے گئے، سماع کیا کرتے تھے، قاضی ضیاء الدین سلامیؒ نے فرمایا: میں مرتے وقت بدعتی کا منھ دیکھنا نہیں چاہتا، اس سے کہہ دو وہ نا آئے، حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے جواب دیا: حضرت! بدعتی بدعت سے توبہ کر کے آیا ہے تو حضرت قاضی ضیاء الدین سلامیؒ نے فرمایا: میری پگڑی بچھادی جائے اور حضرت سے کہے کہ اس پر چلتے ہوئے آئے، یہی رائے کا اختلاف ایک مسئلے کی وجہ سے تھا نفسانیت کی وجہ سے نہیں تھا، وہاں پر نفسانیت کا اختلاف نہیں ہوتا تھا، انتہائی للّٰہیت کا ہوا کرتا تھا۔

تو کمیٹیوں کو ان کا مقام دینا، کمیٹیوں سے مشورہ کر کے قدم اٹھانا، کمیٹی کی جائز چیزوں میں اطاعت کرنا، کمیٹیوں کو اپنے بڑوں کی صحبت میں لے جانا، آدمی جب کمیٹیوں کو اپنے بڑوں کی صحبت میں لے جاتا ہے تو ان کو پتہ چلتا ہے، کیسے مدرسے چلائے جاتے ہیں، کیسے مکتب سنبھالے جاتے ہیں، مالیاتی نظام کیسے رکھا جاتا ہے ورنہ نادان دوستی کی حرکتیں ہوتی ہیں، وہی دوستی جو بندر کی اپنے بیمار دوست کے ساتھ تھی، بار بار مکھی آکے بیٹھ رہی تھی بیمار دوست کے

اوپر، بندر اس کی عیادت میں بیٹھا ہوا تھا مکھی اڑاتے ہوئے، بہت تکلیف ہورہی ہوگی میرے دوست کو مکھی کے بیٹھنے سے، پتھر لے کے بیٹھ گیا، بندر اب اگر مکھی تکلیف دینے تو میں اسے ماردوں گا، اب جو حشر کیا اس نے اپنے دوست کا، مچھلیاں پانی میں اچھل رہی تھی بندر کو ترس آگیا، بے چاری پانی میں پریشان ہیں، کنارے پر ڈالنے لگ گیا، کنارے پر ڈالنے میں موت ہے ان کی اندر زندگی ہے، حکومت کی تنخواہ نہیں لینے میں ہماری زندگی ہے لینے میں موت ہے، یہ کمیٹیوں کو اس کا اندازہ نہیں ہے اہل دنیا کو اس کا اندازہ نہیں ہے۔

حکومتی امدادوں پر ادارے چلانا

ہمارے اکابر نے حکومتی امدادوں پر ادارے نہیں چلائے، حکومت کی امداد لینے کے ۲۸؍نقصانات ہیں، مولانا مصدق القاسمی صاحب نے ضیاء علم میں لکھا تھا ہم نے اس کو اپنی کتاب ''منظم مدارس'' میں نقل کیا ہے تو ہم کمیٹی کے لوگوں کو مثالی ادارے بتانا، مثالی مکتب بتانا، اکابر کی مجالس میں لے جانا، اکابر کی صحبت میں بٹھانا چاہتے ہیں، جب ہم کسی اللہ والے کے ماتحت ہوں گے رسمی تعلق نہیں، جلسے میں دعوت کا تعلق، کاغذ پر سرپرست لکھنے کا تعلق، اپنی اصلاح کے ارادے سے اکابر کے پاس جانا اور اپنی اصلاح کے ارادے سے کمیٹی کے افراد کو اکابر سے جوڑنا، اور ان کے حوالے ہونے میں سہولت ہوتی ہے جو ہمارے بڑوں کے حوالے ہو چکا ہو، ہم آپ کے ساتھ ہے جب تک آپ ہمارے اکابر کے ساتھ ہے، ہم آپ کے ساتھ ہے، جب تک آپ حق کے ساتھ ہے، یہ مزاج ہونا چاہیے تب آدمی کا کام ہوتا ہے۔

خوبیاں دیکھنے والا بنیں

پوری دنیا میں اللہ تعالی نے دعوت وتبلیغ سے بڑا کام لیا ہے، اس آخری زمانے کے اندر داخلی انتشار پیدا ہوا، مسائل پیدا ہوئے ہیں؛ لیکن اس کے باوجود بھی پوری دنیا میں اس کا کوئی بدل نہیں ہے امت کے پاس، عوامی محنت کا کوئی بدل نہیں ہے، آنے والے ہر قسم کے ہوتے ہیں، آنے والے سکھانے کے قابل بھی ہوتے ہیں سیکھنے کے قابل بھی ہوتے ہیں،

جیسی جماعت کی نوعیت ہو اس کا ویسے استعمال کرنا چاہیے، طالب علم جب مدرسہ میں آتا ہے تو ہر قسم کے طالب علم ہوتے ہیں، جماعت میں جب آدمی نکلتا ہے کل تک چبوترے پر تھا، کل تک بری عادتوں میں تھا آج منبر کے قریب آ گیا، ایسا تو نہیں ہے کہ سب کچھ دھل گیا، دو رکعت پڑھے اور قطب وابدال بن گیا ہے، دو رکعت پڑھے اور وحی کے انتظار میں بیٹھ گیا، ایسا تو نہیں ہوسکتا ہے۔

جو خوبیاں دیکھنے والے ہوتے ہیں وہ پوری امت کو جوڑ لیتے ہیں، جو خامیاں دیکھنے والے ہوتے ہیں وہ اپنے بھائیوں کو بھی جوڑ نہیں پاتے ہیں، اپنی اولاد کو بھی جوڑ نہیں پاتے ہیں، ہر آدمی کے اندر اللہ تعالی نے خوبی بھی رکھی ہے خامی بھی رکھی ہے، خوبیاں دیکھنے والا خوبیاں جمع کر لیتا ہے، خامیاں دیکھنے والا خامیاں جمع کر لیتا ہے، قیادت اس کو ملتی ہے جس کا دل بڑا ہوتا ہے، قیادت اس کو نہیں ملتی ہے جو تنگ ظرف ہوتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں: بڑے کام بڑے ظرف والوں سے ہوتے ہیں، بڑے کام چھوٹے ظرف والوں سے نہیں ہوتے ہیں، میرا گروپ، میری جماعت، میرا حلقہ، میرے لوگ، میرا خاندان، میری برادری، چھوٹے ظرف والوں سے بڑے کام نہیں ہوتے ہیں بڑے ظرف والوں سے بڑے کام ہوتے ہیں، بڑا ظرف امام احمد بن حنبلؒ جس نے ان کو کوڑے مارے اور جس نے مردہ چمڑی کو اندر سی دیا امام احمد بن حنبلؒ کو اور جب زندہ چمڑی کو کاٹ کر مردہ چمڑی کو نکالا جارہا تھا، دعا کررہے تھے اللھم اغفر للمعتصم اے اللہ! معتصم کی مغفرت فرما، شاگردوں نے کہا حضرت! اسی نے تو آپ کا یہ حشر کیا ہے، اسی لیے تو دعا کررہا ہوں کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے خاندان کا ہے، قیامت کے دن کہیں اللہ کے نبی مجھ سے یہ نہ پوچھ لیں کہ مقدمہ ڈالا ہے وہ بھی میرے چچا کے رشتہ دار پر، اسی لیے میں معتصم کی مغفرت کی دعا کررہا ہوں۔

غیبت سے بچو

موقع آجائے تو زبانیں رکتی ہی نہیں ہے، حضرت حسن بصریؒ کے پاس پتہ چلا کہ

فلانے نے غیبت کی ہے، حضرت حسن بصریؒ نے مٹھائی کا ڈبہ بڑی قدردانی کے ساتھ بھیجا، اس نے کہا حضرت! کیا خاص بات ہوگئی ہے، حسن بصریؒ نے کہا کہ تو نے نیکیاں بھیجی ہے غیبت کر کے، میں نیکیاں نہیں دے سکتا تھا مٹھائی کا ڈبہ بھیج دیا، آپ نے احسان کیا ہے میرے اوپر، کمارہا ہوں کتنا، گوارا ہاہوں کتنا اس پر ہماری نظر نہیں ہے بڑی بڑی دینی خدمات انجام دیتے ہوئے۔

ایک صاحب نے پوچھا اہل علم کی مجلس میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں، وہ بزرگ کو حیرانی ہوئی، کیا بات ہے آپ کو اہل علم کی مجلس میں بیٹھنے میں کیا اعتراض ہے، کہا غیبت کے علاوہ کچھ ہوتا نہیں ہے، میں زبان روک نہیں سکتا ہوں وہ رکتی نہیں ہے، میں زبان روک نہیں سکتا ہوں وہ عادت سے مجبور ہے، ذکر غیر میں مزہ آتا ہے ذکر خیر کی عادت نہیں ہے، شیخ یونس صاحبؒ فرماتے تھے حضرت علی میاں ندویؒ کے بارے میں، علی میاں کی خاصیت یہ تھی کہ علی میاں کی مجالس میں ذکر خیر ہوتا تھا ذکر غیر نہیں ہوتا تھا، ایک صاحب نے بہت اچھا لکھا کہ جسم پر لگے ہوئے بچھو نظر نہیں آرے دوسروں کی مکھیاں ہٹانے کا غم ہے، وہ پہلو جو غیر اختلافی ہو محبت کے ساتھ اصلاح کرتے ہوئے وہی طریقہ اپنایا جائے گا جس سے اصلاح قبول کی جائے، بدمزگی اور ناقدری کے ساتھ نہیں۔

معیار بندگی اصل ہے

معیار بندگی اصل ہے، معیار زندگی اصل نہیں ہے، معیار زندگی کمال نہیں ہے معیار بندگی کمال ہے، اچھی گاڑی، اچھا فون، مہنگے کپڑے، اچھے جوتے، مہنگا عطر، مہنگی شادی نہ مسجد مدرسہ میں سکون سے رہیے گا نہ کسی اور کاروبار میں سکون سے رہے گا، زندگی کا ایک ہی اصول ہے، یا پوری دنیا کی معیشت کا اصول ہے کہ خرچ کرنا آپ کے قابو میں ہے، آمدنی بڑھانا آپ کے قابو میں نہیں ہے، جو قابو میں نہیں ہے اس کے غم میں لگے ہیں، آپ کے جو قابو میں ہے اسے کنٹرول کرنا نہیں چاہتے ہیں، خدمت پر نہیں جمیں گے۔

حضرت مناظر احسن گیلانیؒ نے دو جلدوں میں (ہندوستان کا نظام تعلیم و تربیت) اکابر کے واقعات نقل کیے، کتنے غیرت مند تھے اپنی حاجت چھپایا کرتے تھے، بے ہوش ہو کر گر گئے تھے تین تین دن کے فاقہ سے، اپنی ضرورت اللہ کے غیر کے سامنے نہیں رکھا، جب ملازمت پر چڑھے تو جتنا خرچ تھا، جب ملازمت سے اتر رہے تھے جب بھی اتنا ہی خرچ تھا، ان کی تنخواہ طے کرنے والے بادشاہ نے پوچھا کہ حضرت! اب تو آپ کی تنخواہ مثلاً پانچ ہزار تھی پندرہ ہزار ہوگئی اب تو اچھے کپڑے پہن کر رہیے، نہیں بھائی! میرے جسم پر پہلے بھی پانچ ہزار لگتے تھے اب بھی پانچ ہزار لگتے ہیں، باقی دس ہزار آنے والے طلباء پر لگتے ہیں، آمدنی بڑھنے کے ساتھ جس کے اخرجات بڑھ رہے ہیں وہ سکون سے نہیں رہے گا، آمدنی بڑھنے سے پہلے جس کے اخرجات بڑھ گئے وہ کیسے سکون سے رہے گا۔

دنیا میں تین قسم کے لوگ

(۱) سو روپے آمدنی ہے اور ہزار روپے خرچ ہے، عذاب میں ہے، فائنانس پر فائنانس، خودکشی جان دینے کے لیے آتے رہتے ہیں لوگ، ہمارے ساتھی لے کے آتے ہیں، مفتی صاحب! یہ چٹھی کا کاروبار کرتے تھے اب خودکشی کی اجازت چاہرے، یہ حافظ صاحب ہے ریل اسٹیٹ میں بہت اچھلتے رہے، سدا سیو پیٹ، سنگا ریڈی پورا خرید لیے، اب پیسہ جام ہوگیا ہے، انویسٹرس مانگ رہے ہیں، ذہنی مریض بن گیا ہے یہ شخص، آپ انہیں کوئی تسلی کی بات بول دیجیے، سو روپے آمدنی ہے، اور ہزار کا خرچ ہے، دو ہزار کی خواہشات ہیں عذاب میں رہتا ہے۔

(۲) سو روپے آمدنی ہے سو روپے کا خرچ ہے، یہ بھی کوئی راحت سے رہنے والا نہیں ہے، کوئی ناگہانی آفت آجائے گی پریشان ہوتا پھرے گا، بیماری یا زچگی آجائے گی پریشان ہوجائے گا۔

(۳) سو روپے آمدنی ہے اسّی روپے خرچ اور ستّر روپے خرچ ہے، جنت کے مزے

آڑائے گا دنیا میں، بادشاہوں سے زیادہ راحت میں رہے گا، تیس روپیے کے بارے میں سوچے گا وہ، مجھے امی کو دینا ہے، مجھے کمزور بہن کو دینا ہے، بھائی کو ہدیہ دینا ہے، فلاں اللہ کے ولی کو گھر میں بلا کر مہمان نوازی کرنا ہے، شاگرد کو ہدیہ پیش کرنا ہے باقی تیس روپیے کے ذریعے سے، جتنے اکابر سے اللہ تعالی نے کام لیا ہے جنہوں نے عمارتیں نہیں کمائی انسان کمائے، جنہوں نے بلڈنگیں نہیں بنائی انسان بنائے، جنہوں نے کتابیں لکھنے سے زیادہ انسان تیار کیے، جو مر کر بھی آج زندہ ہے ان اکابر کا طرز عمل یہی رہا ہے۔

کبھی آدمی علاقے اور مقامی جھگڑوں میں فریق نہ بنے، ہر علاقے میں جھگڑے ہوتے ہیں، سیاسی ہر علاقے میں جھگڑے ہوتے ہیں، خاندانی جھگڑے کبھی فریق نہ بنے۔

قاری امیر الحسن صاحبؒ کے پاس ایک بڑے عالم گئے اور انہوں نے اپنے علاقے کی پوری نوعیت سنائی، ہمارے اکابر بڑی تقریر نہیں کیا کرتے تھے، قاری امیر الحسن صاحبؒ نے سادہ انداز میں یہی پوچھا، آپ فریق کیوں بنیں، محلہ کا ایک حصہ ٹی آر ایس کی طرف، ایک محلہ کانگریس کی طرف، خاندان کا ایک حصہ ایک طرف خاندان اور ایک حصہ ایک طرف اور ہم بھی اس قدر مقام نہیں رکھتے ہیں کہ ہماری بات سنی جائے، ہمارے پاس اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ ان کو سمجھایا جائے تو ہمیں فریق نہیں بننا ہے۔

عالم شریعت کا ہوتا ہے، داعی اسلام کا ہوتا ہے، کسی پارٹی کا نہیں ہوتا ہے، کسی خاندان و برادری کا نہیں ہوتا ہے، یہ ایک بہت اہم چیز ہے کہ آدمی علاقوں میں رہے بستیوں کے داخلی، سیاسی، انتظامی اور خاندانی تنازعات سے بالاتر ہو کر رہے، تب آدمی کا میدان کھلا ہوا رہتا ہے، اللہ جزائے خیر دے ایک بہت بڑے بزرگ کو انہوں نے کہا تھا کہ پانی کی طرح کام کرو پانی کے سامنے پہاڑ آجاتا ہے تو آپ نے کبھی نہیں دیکھا کہ پانی پہاڑ کے سامنے کھڑے ہو کر مناظرہ کرنے لگ جائے، مقابلہ کرنے لگ جائے، آپ کو ہٹا کر ہی میں آگے بڑھوں گا، پانی نے کبھی نہیں کہا، آنے والے پتھر سے پانی یہ کہتا ہے اپنے زبان حال سے، آپ یہیں رہیے میں بازو سے چلا جاتا ہوں، میں ٹکراؤ کے بغیر کام کر سکتا ہوں، پتھر وہیں

کھڑا رہ جاتا ہے اور پانی مسافت طے کر لیتا ہے، پتھر وہیں کھڑے رہ جاتا ہے اور کام کرنے والے ملکوں کے باہر چلے جاتے ہیں اور یہ بے چارہ اپنی گلی سے نکل نہیں پاتا ہے۔

آپس میں تعاون کا ماحول پیدا کریں

تعاون کا مزاج ہونا چاہیے دین کی خدمت کرنے والوں میں، تعجب ہوتا ہے ہمارے پاس ایک کارپینٹر ہے، کام کر دیا اس نے لکڑی کا، اس سے اگر بات کرے کہ کلر بھی کرانا ہے اب بھی فون کروں صاحب، ہمارے دوست ہیں پینٹر، اب بھی بلا لیتا ہوں، پینٹنگ کا کام پورا ہو گیا، اے سی لگانا ہے، میرے دوست ہے ابھی فون کر کے بلا لیتا ہوں، کتنا ایک دوسرے سے رابطہ ہے ایک مکان کی تعمیر کے لیے، شریعت کی عمارت کی تعمیر کے لیے فلانے فرقہ آ گیا ابھی ختم نبوت والوں کو بلاتا ہوں، مکتب قائم کرنا فلاں مکتب کے ذمہ دار ہے، ابھی فون بات کراتا ہوں، طلاق، خلع کا مسئلہ ہے تین مفتی صاحبان کا نمبر ہے وقت لے کر ان کے پاس چلیں گے، آپ کے طلاق و خلع کا مسئلہ حل کروا دیں گے، تقسیم جائیداد ہے ہمارے فلاں مفتی صاحب ہے آپ کو سمجھا دیں گے، اپنی بچی کسی غیر مسلم سے شادی کر رہی ہے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، فلانے امام صاحب ہے، ٹھنڈے دل سے دونوں کی کونسلنگ کریں گے، جس اسٹیج پر جو دوائی دی جانی چاہیے وہی ضرور دیں گے۔

تو ہمارے درمیان تعاون کا ماحول ہونا چاہیے، حق تعاون کے ذریعے سے پھیلتا ہے تعصب کے ذریعے سے نہیں پھیلتا ہے، کوئی عالم الکل نہیں ہے، کوئی جامع کمالات نہیں ہے، استعداد ضعیف ہو چکی ہے، خیر کو اللہ نے تقسیم کر دیا ہے، **لکل فن رجال ولکل مقام مقال** ہر صحابی مفتی نہیں تھے، ہر صحابی حافظ نہیں تھے، ہر صحابی مجاہد نہیں تھے، ہر صحابی قاری نہیں تھے، ہر صحابی کا الگ الگ کام تھا، حضرت عمرؓ نے اعلان کر دیا تھا جس کو فرائض پوچھنا ہو وہ فلاں سے پوچھے، جس کو قرأت پوچھنا ہو وہ فلاں صحابی سے پوچھے، حضرت عمرؓ نے مختلف فن مختلف صحابہ میں تقسیم کر دیے۔

میرے بزرگوں اور دوستو! اس عمر کی قدر کرلیں، اللہ تعالی نے جتنا کام کرنے کا موقع دیا ہے اس کام کی ہم قدر کرلیں، اس سے پہلے کہ اس کام پر بھی پابندی لگادی جائے، جتنے دروازے کھلے ہیں کام کے اس سے پہلے کہ وہ دروازے بھی بند کردیے جائیں، کام کرنے والے شادیاں چھوڑ کے کام کررہے ہیں، نہیں کرنے والے ایک رسم چھوڑنا بھی نہیں چاہتے ہیں، اجر کے لیے کرنے والے بڑا کام کرتے ہیں، اجرت کے لیے کرنے والے کبھی بڑا کام نہیں کرسکے ہیں۔

اللہ تعالی آپ کو بھی قبول فرمائے مجھے بھی قبول فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مکاتب کے لئے معاونین کی خدمت میں چند نصیحتیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ،بسم اللہ الرحیم

خدمت دین کرتے وقت جتلانے کا جذبہ نہ ہو

شیخ سعدیؒ بہت بڑے آدمی ہیں ،ان کا فارسی زبان کا ایک شعر ہے:

منت منہ کے خدمت سلطان می کنی

یہ احسان مت جتلا کہ میں ہی بادشاہ کی خدمت کرر ہا ہوں ، بلکہ بادشاہ کا اپنے اوپر احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کے لیے قبول کرلیا، ہمارے ذہن ودماغ میں مسجد کی خدمت کرتے ہوئے ، مدرسہ کی خدمت کرتے ہوئے وقت کے اعتبار سے خدمت کرتے ہوئے ،سال کے اعتبار سے خدمت کرتے ہوئے کبھی بھی جتلانے کا جذبہ پیدا نہیں ہونا چاہیے، میرے سے زیادہ باصلاحیت لوگ موجود ہیں، میرے سے زیادہ ہوشیاری، عقلمندی اور لیڈنگ اسکلس رکھنے والے موجود ہیں، مجھ سے زیادہ مالی فراوانی رکھنے والے لوگ موجود ہیں، لیکن اللہ جل جلالہ نے مجھ جیسے ناکارہ اور ناپاک کو قبول کرلیا ان کا کرم ہے، تو میرے عزیزو! جتلانے کا رخ پیدا نہیں ہونا چاہیے، شکرگزاری کا رخ پیدا ہونا چاہیے۔

قبول کروانے کی فکر:

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (۱) اللہ کر کے ڈرنے والوں کے عمل کو قبول فرماتے ہیں، کر کے مطمئن ہونے والوں کے نہیں، ہم ایک دکان کے افتتاح میں گئے تو مالک دکان ٹورس اور ٹریولس والے صاحب کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے، ہاتھ کانپ رہے تھے اور

(۱) المائدہ:۲۷

انہوں نے کہا: کہ صاحب! میں اپنے مزدوروں کو خوش رکھنے کی تو کوشش کرتا ہوں، پتہ نہیں میرے ماتحت میرے سے خوش ہیں یا ناخوش ہیں، نیکی کر کے ڈرنے والے لوگ ہیں۔

گزشتہ ہم نیلور کے تعلقہ میں تھے، امام صاحب نے سناتے ہوئے بتلایا کہ اللہ ہمارے صدر صاحب کو جزائے خیر دے، پہلی تاریخ آنے سے پہلے وہ ہمارے دروازے پر لفافہ لے کر پہنچ جاتے ہیں کہ مولانا صاحب! آپ کی خدمت میں یہ چھوٹا سا نذرانہ پیش کرنے کے لیے آیا ہوں، ایک دن بھی اس حال میں گزارنا نہیں چاہتا کہ آپ کا حق میرے ذمہ میں باقی رہ جائے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پسینہ سوکھنے سے پہلے مزدور کا حق اسے پہنچا دو، مولانا عاقل صاحبؒ فرماتے تھے، اس زمانے میں لوگ خون سوکھنے کے بعد بھی وظیفہ نہیں دیتے، خون سوکھنے کے باوجود بھی سامنے والے کی مزدوری اس کے حوالہ نہیں کرتے ہیں، جو اللہ کے یہاں قبول کروانے کے ارادے سے دیتے تھے وہ لوگ ایسے نہیں دیتے تھے، بلکہ وہ ایسے دیا کرتے تھے تاکہ بھائی! آپ کا ہاتھ اوپر کا ہاتھ ہے، میرا ہاتھ تو نیچے کا ہاتھ ہے، آپ لے کر میرے اوپر بڑا احسان کر رہے ہیں، میں دے کر آپ کے اوپر بڑا احسان نہیں کر رہا ہوں، اسی لیے وہ تھیلیوں میں رکھ کر پیش کیا کرتے تھے، جن کو قبول کروانے کی فکر ہوتی تھی، کیونکہ اوپر والا ہاتھ دینے والے کا ہاتھ ہے، نیچے والا ہاتھ لینے والے کا ہاتھ ہے، بیچ والا ہاتھ تو اللہ کا ہاتھ ہے۔

آدمی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے سوچے کہ میرا مال مستحق کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں جاتا ہے، آدمی کا انداز بدل جائے گا، اللہ کے نیک بندے تھیلی میں رکھ کر خوشبو لگا کر پیش کیا کرتے تھے، بھائی! میرا مال قبول کر لیجئے، میں مستحق کے ہاتھ میں بعد میں سے دے رہا ہوں، اللہ کے ہاتھ میں پہلے دے رہا ہوں۔

اور جن لوگوں کی ذمہ داری ہم نے اٹھا کر رکھی ہے، اپنی گھر والی کے ساتھ، اپنے بچوں کے ساتھ کبھی تنہائی میں پہنچ کر آدمی ان کی خدمت کرے، حضرت عمرؓ کا مشہور واقعہ

ہے، گاؤں کے باہر ایک قافلہ آیا ہوا ہے، اور عورت زچگی کی تکلیف میں تڑپ رہی ہے، حضرت عمرؓ اپنی گھر والی کو لے کر گئے، نیکی کا موقع آیا ہے، تیار ہو جاؤ؟ تو اس نے کہا جی! میں تو تیار ہوں، حضرت عمرؓ اپنی گھر والی کو لے کر پوری زچگی کی تیاری کروائی، زچگی کی خدمت میں تو اچھے اچھے دوست بھی نزدیک نہیں آتے، دواخانوں میں اس زمانہ میں رہنے والے بھی کم ملتے ہیں، حضرت عمرؓ نے کیسے سادگی کے ساتھ کیا ہے، اخلاص والے ہمیشہ اپنی نیت کے بارے میں ڈرتے رہتے ہیں، اغراض والے اپنی نیتوں کے بارے میں مطمئن رہتے ہیں، اللہ ان کے مال کو قبول کرتا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بدولت میں چل رہا ہوں، اللہ ان کے مال کو قبول نہیں کرتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ میری وجہ سے یہ لوگ چل رہے ہیں، مدرسہ میری وجہ سے چل رہا ہے، مکتب میرے ذریعہ سے چل رہا ہے، پتہ نہیں کونسا صدقہ میری کونسی بلاء کو ٹال رہا ہے، نہ جانے کون سے طالب علم کی دعا میرے لیے کون سا نفع دے رہی ہے اور نہ جانے کون سے ماتحت کے دل سے نکلنے والی آہ اللہ تعالی کے یہاں میری نسلوں کو چمکانے کا فیصلہ کروا رہی ہے۔

اور کبھی کسی کو ہلکا نہ سمجھیں کا خیال دل میں نہ آئے، ہم لوگ ترکی کے ایک شہر میں ایک عالم دین شامی سے ملاقات کے لیے گئے، ہم نے ان سے نصیحت پوچھی تو انہوں نے نصیحت کی کہ میرے شیخ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، ان کے شیخ نے ان سے کہہ رہے تھے کہ فلاں آدمی جنت میں میرا ساتھی ہے، تو یہ بیدار ہوئے، خوشی ہوئی کہ اللہ کے نبی ﷺ کا دیدار ہوا، غم بھی ہوا کہ خوشخبری میرے لیے تو نہیں، فلاں کے لیے ہے، فلانے سے ملاقات کے لیے گئے اور جا کر کہا: کہ بھائی! میں ایک اہم خوشخبری سنانے والا ہوں، اس سے پہلے میری شرط ہے کہ تمہارا کیا خاص عمل ہے بتلاؤ، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ تم جنت میں ان کے ساتھی ہوں گے، تم نے کیا خاص عمل کر رکھا ہے، انہوں نے کہا: کہ جب ایسی بات ہے تو سنو، میرا نکاح ہوا اور نکاح کے بعد پانچ مہینے میں بچہ کی ولادت ہو گئی، کم سے کم چھ مہینے لگنے چاہیے، زیادہ سے زیادہ نو مہینے لگنے

چاہیے، اس کا مطلب یہ بچہ میرا نہیں تھا، تو میں نے اپنی گھر والی سے کہا اگر تم سچے دل سے اس بے حیائی کے گناہ سے توبہ کر لیتی ہو تو میں تمہارے گناہ کو بھی چھپاؤں گا اور تمہارا بچہ تمہیں لا کر دوں گا، آدمی کی غیرت کو للکارنے کی بات ہے، اس اللہ کی بندی نے بہت رویا، بہت عاجزی انکساری کی کہ میں نے گناہ سے توبہ کر لیا، یہ اللہ کا بندہ اس نومولود بچے کو لے کر فجر کی نماز میں کپڑا لپیٹ کر لے گیا، جیسے ہی لوگ نماز کی رکعت باندھ کر کھڑے ہوئے، چوکھٹ پر بچہ کو رکھ دیا، نماز میں شریک ہو گیا، جیسے ہی نماز ختم ہو گئی، مسجد میں ہنگامہ، بچہ کے رونے کی آواز آ رہی ہے، کس نے اس لاوارث بچہ کو چھوڑ دیا، کس نے اس بے سہارا بچہ کو رکھ دیا، تو اس شخص نے آگے بڑھ کر کہا، لوگوں تم سب گواہ رہو میں آج سے اس بچہ کا ذمہ دار ہوں۔

پھر اس کے بعد وہ بچے کو گھر لے کر آیا، پوری دنیا کے سامنے اس کے عیب کو چھپایا اور پھر پوری دنیا کے سامنے قانونی طریقہ سے اس بچے کو اس کی گود میں پہنچایا، اس لیے تم نے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ان کے جنت کے ساتھی ہیں۔

ضرورت مند خاتون کی مدد اور حج کا ثواب

کون مقبول ہے کون مردود ہے اللہ جانتے ہیں، فضائل حج میں واقعہ ہے، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا بھی ہے، سلیمانؒ بن ربیع کا بھی، پوری حج کی تیاری کر لی اور سامان لے کر جانے لگے تو راستے میں ایک خاتون کو دیکھا کہ مردے گدھے کا گوشت کاٹ رہی ہے، یہ حیران ہو گئے اس کے پیچھے پیچھے گئے، دیکھا تو وہ دروازے میں داخل ہوتی ہے، اپنا دروازہ بند کر لیتی ہے یہ دروازہ کے اندر سے جھانکتے ہیں وہ اپنی بچیوں سے کہتی ہے: آؤ! تم یہ گوشت بنا کر کھا لو، انہوں نے کہا: کہ اے اللہ کی بندی! مردار گدھے کا گوشت، ایک تو گدھے کا گوشت پھر اوپر سے مردار کا گوشت یہ تو حرام ہے، کیا کھلا رہی ہو، کون ہے یہ ہماری زندگی میں مداخلت کرنے والا، ایسے ہی ہم حالات کے مارے ہوئے ہیں، دروازہ کھولا سنایا یہ میری بچیاں ہیں، ان کا باپ، بہت خوددار تھا، دنیا سے رخصت ہو گیا، جو پونجی چھوڑی تھی وہ

ختم ہوگئی، اب ہم فاقہ اور بھوک کی اس حد پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمارے لیے مردار بھی کھانا جائز ہو چکا ہے، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، سلیمان بن ابی ربیع بازار گئے، جتنا نفل حج کا سامان خریدا تھا وہ پورا سامان دکانوں میں واپس کیا، کھانے اور غلے کا سامان لاکر اس گھر میں دیا، حج تو چھوٹ گیا، لوگ حج سے فارغ ہو کر آنے لگے اور کہنے لگے کہ کب پہنچ گئے ہو، ہماری آپ کی ملاقات تو منیٰ میں ہوئی تھی، ارے! تم نے ہمیں اطلاع بھی نہیں دی، میری آپ کی ملاقات عرفات میں ہوئی تھی، ایک آدمی نے تو حد کردی، اس نے آکر کہا: اللہ کے بندے! یہ پیسوں کی تھیلی مجھے دے کر کہاں چلے گئے، میں کب تک سنبھالوں یہ پیسے لے لو، اس تھیلی پر لکھا ہوا تھا، من عاملنا ربح. جو ہمارے سے معاملہ کرتا ہے اسے کبھی گھاٹا نہیں ہوتا ہے، جتنے پیسے اس سید گھرانہ پر خرچ کئے تھے، اللہ نے اتنے ہی پیسے انہیں واپس کردئے، رات میں آنکھ لگی، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہوا، اور آقا ﷺ فرماتے ہیں: کہ میں کتنی دلیلیں قائم کروں گا کہ تمہارا حج ہوا ہے، تم نے میرے خاندان کے گھرانہ کی خدمت کی، اللہ نے قیامت تک کے لئے تمہاری طرف سے حج کرنے والا فرشتہ طے کردیا، ایسے کئی واقعات ہیں اللہ کے نیک بندوں کے۔

مکاتب سے نسلوں کے ایمان کی حفاظت

مکاتب سے ہی ہماری نسلوں کے ایمان کی حفاظت ہوگی، پورا اسکول قائم کرنا، ہر ہائی اسکول میں جانا، پورے سیلبس کے اندر سے بیکٹر یاس کو نکالنا، نیا سسٹم ڈزائن کرنا، وہ بھی ایک تقاضہ ہے، اور اس کے ذمہ دار علماء وہ کررہے ہیں، لیکن سب سے چھوٹا اور آسان پراجکٹ ہے مکتب کا قائم کرنا، مکتب کا قائم کرنا بہت بڑا کام ہے، ایسے دیہاتوں کے اندر مکاتب کے پڑھانے والے، پڑھانے والیاں، چلانے والیاں سب مبارک بادی کے قابل ہیں، اپنے دوستوں میں تذکرہ کریں، مستحکم کرنے کی فکر کریں، اور وقت پر جو خدمت کرنا ہے آدمی وقت پر پیش کردیں۔

ایک صاحب کی والدہ کا انتقال ہوگیا، ان کو کمپنی والوں نے کہا: کہ آپ کا ماہانہ خرچ کتنا ہے، لکھ کر دیجئے، تو انہوں نے لکھ کر دیا، کرایہ اتنا ہے، چاول اتنے ہیں، راشن اتنا ہے، والدہ کو دینے کے چار ہزار روپئے، کمپنی کے مالک نے بلاکر کہا: آپ کی والدہ کا تو انتقال ہوکر چار سال ہوگئے، آپ نے یہ کیسے لکھا کہ والدہ کو ۴/ ہزار دینے ہیں، تو اس نے کہا: بندۂ خدا! جیسے میں زندگی میں امی کی پاکٹ منی کے لئے چار ہزار دیتا تھا، اب ان کے دنیا سے جانے کے بعد بھی چار ہزار ان کے لئے ایصال ثواب کرتا ہوں، ان کو دنیا سے زیادہ آخرت میں ضرورت ہے، جیسے میں زندگی میں خرچ کرتا تھا، مرنے کے بعد بھی خرچ کرتا ہوں، ان کے اکاؤنٹ میں پہنچ جاتے ہیں، جو آدمی نیکی کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، اس نیکی کے سلسلہ کو نہ چھوڑے، نہ روکے، مال تو خرچ ہونے کے لئے تو ہے، مال کی حقیقت کیا ہے؟

أَنْتَ لِلْمَالِ إِذا أَمْسَكْتَهُ وإذا أنفقتَهُ فالمالُ لَكْ

جب تک مال خرچ نہیں کروگے وہ تمہارا نہیں ہوگا، خرچ کرنے کے بعد تمہارا ہوگا، جب تک لے کر بیٹھے ہو، تم اس کے چوکیدار ہو، مالدار نہیں ہو، جب تک لے کر بیٹھے ہو وہ وارثوں کے لئے چوکیداری کررہے ہو، وارثوں کو بھی دینا چاہیے، جو شریعت کے حصے ہیں لیکن اپنی آخرت کو ویران کر کے نہیں، مال خرچ کرنے ہی کے لئے آیا ہے، نیکیوں پر خرچ نہیں ہوگا گناہوں پر خرچ ہوگا، اپنے اللہ سے جو رقم جو وقت آدمی طے کر رکھا ہے، پوری امانت داری کے ساتھ خرچ کرے۔

اللہ تبارک وتعالی ساری محنتوں کو قبول فرمائیں، ہمیں استقامت کے ساتھ کام کو اصول واخلاص کے ساتھ آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⊙ ⊙ ⊙

مکتب دینی اور مالی اعتبار سے خود کفیل کیسے بنیں؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم.

﴿وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(۱) صَدَقَ اللهُ الْعَظِيْم.

میرے عزیزو! اور دینی بھائیو!

اس مجمع کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی، امت مسلمہ کے بہت بڑے اہم وخاص کو سنبھالا ہوا ہے۔ مکاتب کا محاذ، بنجر علاقوں کے عوام کی رہبری، نہایت ناقدرے لوگوں میں قیام، کوئی معمولی بات نہیں ہوتی ہے، ہماری نگاہوں میں حقیقی قائد کہلائے جانے کے قابل، دین اسلام کے محافظ کہلائے جانے کے قابل یہ مکاتب کے اساتذہ ہیں، جہاں تک بہت آسانی سے اکابر علماء بھی نہیں پہنچ پاتے ہیں، موٹیویشنل اسپیکرس اور سیاسی قائدین تو پہنچ ہی نہیں پاتے ہیں، اور وہاں پر یہ حضرات میدان سنبھالے ہوئے ہوتے ہیں۔

میں فضائل کی کوئی گفتگو کرنا نہیں چاہتا، آپ سے ذمہ داری کا احساس، فکر کو بدلنے والی کچھ باتیں جو موجودہ زمانہ میں بڑوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً پیش کی جاتی ہے۔

سیاسی زوال اسلامی زوال نہیں

ہمارے ذہنوں میں سیاسی زوال اسلامی زوال ہے، سیاسی زوال، سیاسی شکستگی اور سیاسی میدان میں پیچھے رہ جانے کا غم ہم سب پر سوار ہے، الیکشن میں جیتنا اسلام اور مسلمانوں کا جیتنا ہے، الیکشن میں ہارنا اسلام اور مسلمانوں کا ہار جانا ہے، فلانی پارٹی اقتدار پر

(۱) الحجرات: ۱۴

آ گئی، اب دین پر چلنے، اور دین کی خدمت کرنے کا کوئی موقع باقی نہیں رہا ہے، ایسا خیال ہمارے ذہنوں میں ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ کا تذکرہ، حضرت علی میاں ندویؒ نے ''تاریخ دعوت وعزیمت'' میں جو لکھا ہے اسے پڑھ کر بہت ہمت بندھی کہ جو دور مسلمانوں کے زوال کا تھا وہ دور دینی خدمات کے عروج کا تھا۔

اس کی چند مثالیں ہیں:

ایک مثال دین اکبری، اکبر بادشاہ کا زمانہ، اکبر کا فتنہ، اکبر کی شرارتیں، آپ کے جتنے بل اس وقت ملک میں بنے ہیں، ان سب سے زیادہ بدترین قسم کا کام کیا تھا، اکبر بادشاہ نے شراب کو حلال کردینا، خنزیر کو رواج دینا، ہندوؤں کو موّحد قرار دینا، دیکھ لیجئے، اس زمانہ میں حضرت مجددؒ نے کوشش کی، انقلاب دفعۃً نہیں آتا، سالوں محنت کرنا پڑتا ہے، مستقل مزاجی سے نسلوں کو بدلنا پڑتا ہے، حضرت اورنگزیبؒ کے زمانہ میں تیسری نسل میں تبدیلی آئی، خلفاء کو تیار کیا، شریعت کو پھیلایا، اس طریقہ سے ساجی اور باطنی تبدیلی کے ساتھ تخت حکومت پر بیٹھنے والے لوگ بھی بدلے۔

دوسری تاریخ کی مثال خود حضرت شاہ ولی اللہؒ کا دور ہے، اورنگزیبؒ کا انتقال ہوا، ان کے بچے ناخلف نکلے، سلطنت سکڑتی چلی گئی، ہر علاقہ کے ذمہ دار خود مختار بنتے چلے گئے، اس زمانہ میں مراٹھوں کی زیادتی الگ ہے، سیاسی انتشار الگ ہے، ہر طرف سے پست ہمتی کی خبریں آرہی ہیں، لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے چار بیٹوں نے، اور ان کے بعد سید احمد شہیدؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے، اور ان کے بعد علمائے دیوبند نے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ کوئی سیاسی عروج کے زمانہ کا نہیں ہے، سیاسی زوال کے زمانہ کا ہے۔

تیسری مثال دارالعلوم کا قیام جس زمانہ میں ہوا، ہمارے اکابر نے حکومت ہاری تھی، ہمت نہیں ہاری تھی، میدان میں ہارنا شکست نہیں ہے، ہمت ہارنا شکست ہے، میدان میں ہارنے والا دوبارہ جنگ کے لئے کھڑا ہوسکتا ہے، ہمت ہارنے والا تمام وسائل کے باوجود کھڑا نہیں ہوسکتا، تاریخی حقیقت کے تناظر میں میں نے یہ بات عرض کی کہ یہ سیاسی

زوال کا زمانہ دینی خدمات کے عروج کا زمانہ ہے۔

اختیاری حالات کی قدر کریں

دوسری بات اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ اور اللہ تعالیٰ کا امت پر شفقت کا تقاضہ یہ ہے کہ جب امت اختیاری طور پر سدھرتی نہیں ہے، اللہ اضطراری طور پر تربیت کا نظام کر دیتے ہیں، جب آدمی اختیاری مجاہدہ نہیں کرتا ہے اللہ اضطراری مجاہدہ کرواتے ہیں، حدیث میں بھی ہے بندہ جب جنت کے مقام تک شکر کے ذریعہ سے نہیں پہنچتا تو اللہ تعالیٰ صبر کے ذریعہ سے اس کو وہاں پہنچاتے ہیں، میں نے اختیاری طور پر اذان کو درست نہیں کیا، تاریخ کو نہیں پڑھا، سیرت کو نہیں پڑھا، اب اضطراری طور پر اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی ذریعہ سے متوجہ کر رہے ہیں کہ اب تو پڑھ لیجئے، اب تو صحیح سمجھ جائیے، اب تو صحیح سمجھا لیجئے، تو وقت کا فرعون ہمیں پورے دین پر اور پورے دینی خدمات پر لانے ہی کے لئے آیا ہے، اس میں رتی برابر شک نہیں ہے، اسکول کے قائم کرنے کی طرف توجہ نہیں دی، عصری علوم میں ترقی مطلوب ہے، اسلام میں بے توجہی کا علاج کر دیا گیا، غیر سودی بینک کا لفظ آدمی سنتا نہیں تھا، مسلم فنڈ کا کانسپٹ ہمارے اکابر نے دسیوں سال پہلے بنا دیا، عمل کیا، اب احساس ہو رہا ہے کہ واقعی غیر سودی ادارہ ہمارا بھی ہونا چاہیے، جب بیٹی کی طلاق، خلع اور دسیوں سال چکر کاٹنا عدالتوں کا آتا ہے تو محسوس ہوا دار القضاء قائم کرنے کا، اس ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اختیاری حالات کے بعد اضطراری طور پر ہماری تربیت کا انتظام فرمایا ہے، اس تربیت کو قبول کر لینا چاہیے، اس کے بعد اللہ نہ کرے موت کی ہچکی ہی ہے جو ہماری تربیت کر دے، اور اس وقت کا بدلنا کوئی کام نہیں ہے۔

ہر شخص اپنے حصہ کا کام کرے

تیسری بات ہم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے، ہر آدمی کو اپنے حصے کی ذمہ داری پوری کرنا ہے، پوری گاڑی کے اندر ایک اسکرو کی بھی اہمیت ہوتی ہے، اسکرو نکل جائے، آواز

آجاتی ہے،امت کے ہر فرد کی اہمیت ہے، گناہوں میں کتنے ملوث ہیں،آپ کی تنہائیوں میں کیا ہے،آپ اپنے پڑوسی کے ساتھ کتنا اتحاد رکھتے ہیں، آپ اپنے بڑوں کے ساتھ کتنی وفاداری کرتے ہیں۔

واضح الفاظ میں کہتا ہوں،مولانا عبیدالرحمن صاحب دامت برکاتہم فرماتے رہتے ہیں: ہر آدمی اس بارے میں فکرمند ہے کہ مولانا ارشد مدنی صاحب،مولانا محمود مدنی صاحب کب اتفاق کرلیں گے،یکجہتی پیدا ہوجائے گی،کب انتشار ختم ہوگا،اور یوکرین کی جنگ کب رکے گی،ملک کی معیشت کا مسئلہ کب حل ہوگا،وہ مسائل میں فکرمند ہے جو اس کے بس میں نہیں ہے، مجھے کیا کرنا چاہیے، یہ پوچھنے والے نہیں ہے، اپنے ساتھ کام کرنے والے سے میری ان بن ہے، یہ اتحاد کیسے قائم ہو،اس کی فکر نہیں ہے، جو اپنی وسعت کی کوششیں ہیں، جو اپنے سے متعلقہ ذمہ داریاں ہیں،وہ ہماری ترجیحی ذمہ داری ہونی چاہیے،عمارت کھڑی ہوجائے گی اگر معمار اپنا کام کرے،کارپینٹر اپنا کام کرے، پلمبر اپنا کام کرے،مکاتب اپنا کام کریں،مدارس اپنا کام کریں،خانقاہ اپنا کام کریں،جمعیت اپنا کام کریں،ہر اینٹ کو درست رکھنا ہے عمارت تو تبھی کھڑی ہوگی، ہر فرد کو صفات والا بننا ہے،تبھی تو امت بنے گی،تو کوئی اپنے آپ کو بے فضول نہ سمجھے،اللہ تعالی کے یہاں فیصلوں کے بدلنے میں ہم میں سے ہر ایک کے عمل کا دخل ہے۔

افرادسازی کے بغیر انقلاب ناممکن

ایک بات ہم انقلاب چاہتے ہیں افرادسازی کے بغیر، ہم دنیا بدلنا چاہتے ہیں خود کو بدلے بغیر، دنیا کیسے بدلے گی میرے بدلے بغیر،تبدیلی چاہتا ہوں،لیکن دوسرے سے اس کی ابتداء چاہتا ہوں،حضرت خلیفہ مہدیؑ آگئے،ان کے سنبھالنے کے لئے جو مجمع چاہیے وہ کہاں ہے،مولانا سجاد صاحب فرماتے ہیں: حضرت خلیفہ مہدیؑ کو پورے خلافت کے نظام کے شعبے سنبھالنے والے چاہیے، یہاں پر کتنے ہیں جو کس کس شعبے کو سنبھال رہے ہیں،جن

ملکوں میں تبدیلی آئی وہاں پچیس پچیس سال لاکھوں جنازے اٹھے، تب جا کے تبدیلی آئی ہے، یہاں پسینہ بہانے کے لئے تیار نہیں ہے، تنہائی کی ایک ناپا کی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے، جہاں پر تبدیلی آئی ہے، وہاں طویل المدتی، جدو جہد اور منصوبہ بندی کے بعد آئی ہے، ناکامیوں کے بغیر کوئی کامیابی کی طرف نہیں بڑھا ہے۔

جنگ آزادی میں دوسو سال لگ گئے، مکہ مکرمہ میں تیرہ سال لگ گئے، ہم اخبار دیکھتے ہی رہتے کہ کل سے پوری پارلیمنٹ میں تبدیلی آجائے، ایسا نہیں ہوگا، فطرت کا قانون تدریج کا ہی ہے، سو، دوسو سال کی عمر بڑی بات نہیں ہوتی ہے قوموں کے لئے، سو، دوسو سال ہر مجدد کو محنت کرنا پڑا ہے، سو دوسو سال ہر مصلح کو محنت کرنا پڑا ہے، انگریز یہاں پر آئے کتنے سال محنت کئے، بستی میں ایک دکان کھولئے، اعتماد جیتنے میں کتنے سال لگ جائیں گے، ساؤتھ آفریقہ کے منڈیلا نے کالوں کے حقوق کے لئے جنگ لڑی گئی کتنے سال لگ گئے، انسانی تاریخ میں کوئی تبدیلی دفعۃً نہیں آتی ہے، طول المدت منصوبہ بندی کو چاہتی ہے، اس لئے یہ خواب چھوڑ دینا چاہیے، پاگلوں کی جنت سے نکل جانا چاہیے کہ ایک الیکشن میں قانون بدل جائے گا، اور ایک جلسہ میں تبدیلی آجائے گی، ایسا نہیں ہوتا ہے۔

اللہ تعالی نے دنیا کو ایک ضابطہ کے تحت چلایا ہے، اللہ تبارک وتعالی نے امتحان میں سب کو رکھا ہے، ہمیں اپنی مظلومیت یاد ہے، دوسری قوموں کی مظلومیت یاد نہیں ہے، ہم سے زیادہ دنیا کی دوسری قومیں، اس ملک میں شودروں اور کم ذات والوں پر اب تک کتنی زیادتی ہوئی ہے، آپ سے زیادہ ہوئی ہے، لیکن میڈیا آپ کی مظلومیت کو زیادہ پائلیٹ کرتا ہے، اور ہم سننا بھی وہی چاہتے ہیں، اس ملک میں جائنسیوں اور بدھسٹوں پر کتنی زیادتی ہوئی ہے، دنیا بھر میں امریکہ، یورپ میں وہاں کے اصل باشندے کالوں اور انڈینس پر کیسے زیادتی اب بھی ہورہی ہے، یوکرین کی جنگ کیسے ایک کمیونسٹ ملک یوکرین کو پیس رہا ہے، ہم روزانہ کی خبریں دیکھتے ہیں، بستیوں کی بستیاں اجڑ گئی، مظلوم صرف آپ نہیں ہے، مظلوم بہت بڑی تعداد ہے، دنیا کی غالب تعداد ہے، لیکن ہمارا جرم زیادہ ہورہا

ہے،اس لئے کہ ہم دوسری قوموں پر گواہ ہیں،اور گواہ کی زندگی بے داغ ہونی چاہیے۔

داعی کی زندگی مثالی ہو

داعی کی زندگی مثالی ہونی چاہیے،ہم چونکہ دوسرے اقوام عالم کے لئے قرآن کے مطابق اللہ نے ہمیں گواہ بنایا،اور ہمیں داعی بنایا،ہماری بے عملی دوسرے قوموں کے مقابلہ میں بڑا جرم ہے،اللہ تعالی نے دوسری قوموں کے مقابلہ میں ہمیں اقتدار کی نعمت زیادہ دی ہے،خلافت راشدہ کا دور،بنو امیہ کا دور،بنو عباسیہ کا دور،خلافت عثمانیہ کے سوا چھ سو سال،خلافت اندلس اور اس کے بعد ہندوستان میں سوا سات سو سال ،اور پھر دوسرے ملکوں کے اندر علی محمد صلابیؒ کی کتابیں دیکھئے،سلاجقہ کا دور کتابوں کی کتابیں ہیں،آپ کا دور اقتدار دوسری قوموں کے مقابلہ میں زیادہ ہے،ایک فرقہ پرست کو بارہ چودہ سال سے کرسی مل گئی کچھ دیر کے لئے تو ہم پریشان ہیں،ہم نے اقتدار کا کیا حق ادا کیا ہے،خود احتسابی کا اصل موقع ہے،ہم نے دعوت اسلام کا فریضہ کتنا ادا کیا ہے،اور اللہ تعالی ہر قوم کو موقع دیں گے،اور نا اہلوں کو زمین سے صاف کرتے رہیں گے۔

قائد کو بدلنا چاہیے،قائد کو قافلہ لے کر چلنا چاہیے،میں اور آپ قائد تو نہیں ہیں متبع ہیں،قائد کی ذمہ داریاں قائد جانیں،الگ موضوع ہے،ہم متبع ہیں،متبع کی کیا ذمہ داریاں ہیں،ہم میں سے کسی نے اپنے استاذ سے وفاداری کی ہے،ہم میں سے کس کس نے شیخ کے ساتھ جاں نثاری کی ہے،ہم میں سے کس نے قائد کے ساتھ تن من دھن کی بازی کے لئے تیار ہو گئے،قائد تنہا کھڑا ہوا ہے،وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس کر رہا ہے،بڑے بڑے قائدین اور بڑے بڑے شیوخ کا عالمی سطح پر میں اس کا تأثر سنا رہا ہوں،ایسے وفادار ساتھی نہیں ہیں۔

مولانا قاسم نانوتویؒ نے کام کیا،تنہا دماغ کام نہیں کرتا،ہاتھ پیر چاہیے،پچاس پچاس پڑھانے والے مدرس جن اداروں کو ملے ہیں وہ ادارے کام کر رہے ہیں،مولانا الیاس صاحبؒ نے کام کیا ہے،کیسے وفادار ساتھی تھے،مولانا عبیداللہ بلیاویؒ،عمر صاحب پالن

پوریؒ،سعید احمد خان مکیؒ موت پر بیعت لی ہے،مرنا ہے میرے ساتھ،حاجی عبدالوہاب صاحبؒ سے کہا: کہ تجھے رائے ونڈ کے گاؤں میں رہنا ہے،لوگوں نے قبریں بنالی،وفادار، جاں نثاراور فدائی ساتھی ہیں۔

محمد فاتح نے استنبول فتح کردیا،کئی سو سال کے عیسائی مرکز کو فتح کردیا،کیسے ساتھ تھے،پہاڑ پر سائیکل لے کر جانا نہیں ہے،توپ لے کر جانا ہے،پہاڑ پر پانی کے جہاز لے جانے ہے،پانی کے جہاز کے لئے پانی کے تختے بنانا ہے،تختوں پر گھسیٹنے کے لئے چربی لگانا ہے،چربی لگانے کے لئے جانوروں کو ذبح کرنا ہے،بولنا آسان ہے،میرے لئے دسیوں کشتیاں پہاڑ سے پار کی ہیں،اس کے بعد دشمن حیران کہ کوئی ایسا بھی طریقہ ہوسکتا ہے مقابلہ کے لئے،وفادار ساتھی،ہم نے کس سے وفاداری کی ہے؟ پھر اجتماعی کام کیسے ہوگا۔

تواضع کے ذریعہ اتحاد قائم ہوگا

اتحاد قائم ہوتا ہے تواضع کے ذریعہ سے، اتحاد قائم ہوتا ہے ایثار کے حوالہ سے، ہزاروں خداؤں کو ماننے والے ایک ہوجاتے ہیں،ایک خدا کو ماننے والے ٹکڑوں میں بٹ جاتے ہیں،ایک بہت بڑے مفکر نے کہا تھا کہ مجھے تعجب ہوتا ہے،﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ (۱) ہم جاہل رہ گئے،صفائی کا اتنا سبق،آپ کے محلے گندے ہیں،آپ کے عقیدے ایک ہیں،آپ بکھرے ہوئے ہیں،کیسا عجیب قسم کا انداز ہے کہ نماز،روزے کے وقت کی پابندی ہے،زندگی میں وقت کی پابندی نہیں ہے،اپنے آپ کی زندگی ٹٹولنے کی ضرورت ہے،اپنے بڑوں سے جڑنے کی ضرورت ہے،چھوٹی چیزوں کو آدمی نظرانداز کردیتا ہے،اصولی مسائل پر اپنی صلاحیتیں لگایئے،میرے آگے بڑھنے کے لئے دوسرے کو گرانا ضروری نہیں ہے،میرے بقاء کے لئے دوسرے کا فنا ضروری نہیں ہے،میں باقی رہوں شرط یہ ہے آپ دفن ہوجائیں،یہ حاسدانہ ذہنیت،یہ تنگ نظری کا مزاج ہمیں نقصان

(۱) العلق:۱

پہنچائے گا، کم علمی، تنگ نظری پیدا کرتی ہے، اور دوریاں فرقے بناتی ہیں، غلط فہمیاں فرقے بناتی ہیں، دوسرے کے بارے میں، دوسرے ادارے، دوسری تنظیم، دوسرے مسلمان کے بارے میں ایسا بول بولنا چھوڑ دیجئے، جو امت میں فاصلے بڑھانے والے ہے، اتحاد قائم کرنے کے لئے پورے مدرسے ختم کردیجئے ایک ہوجایئے، پورے مسلک ختم کردیجئے ایک ہوجایئے، پوری جماعتیں ختم کردیجئے ایک ہوجایئے، اختلاف ختم کرنے کا طریقہ، اتحاد پیدا کرنے کا طریقہ، تنظیموں، جماعتوں کو ختم کرنا نہیں ہے، جوڑنے والے پہلوؤں پر محنت کرنا ہے، مادی اشتراک چیزوں پر محنت کرنا ہے، اشتراک پیدا ہوجائے گا۔

انفرادی کاموں کے ساتھ اجتماعی کاموں کی فکر

آپ اپنے کاموں میں رہئے، مکتب کے کام میں رہئے، مدرسے میں بھی لگے رہئے، جمعیت کے کام میں رہئے، قضاء کے کام میں رہئے تصنیف کے کام بھی کرئے، امامت بھی کیجئے، آپ انفرادی کاموں میں رہتے ہوئے اجتماعیت کو قوت پہنچایئے، اجتماعیت کو نظرانداز مت کیجئے، بڑوں سے حکم آیا کہ ڈاکومنٹس (Documents) درست کرلیجئے، بڑوں سے حکم ملا کہ نیو ایجوکیشن پالیسی ہے، مکتب میں صرف تحفیظ اور رٹانے کے ساتھ تفہیم اور سمجھانے پر توجہ دیجئے، فوراً آدمی کو عمل کرنا چاہیے، میں اور آپ ایک محلہ سے جڑنا نہیں چاہتے ہیں، پورا ملک کیسے جوڑ لیں گے؟ میں اور آپ ایک برادری کے ہیں، متحد ہونا نہیں چاہتے، سیاست کو متحد کرنا چاہتے ہیں، میں اور آپ آخرت چاہنے والے ہیں ہم متحد ہونا نہیں چاہتے، تو دنیا چاہنے والے وہ کیسے متحد ہوجائیں گے، نظریے نہیں بدلتے ہیں، فکر نہیں بدلتی ہے، کام کرنے کے انداز الگ الگ ہوسکتے ہیں، طبیعت کے رجحان الگ الگ ہوسکتے ہیں۔

ہر آدمی دوسرے کو یہ سمجھے یہ میرے کام کی تکمیل کرنے والا ہے، یہ میرا محسن ہے، دوسرے کے کام کی تنقیص کی فکر نہ کرے، آپ کا کام بے حیثیت ہے، میرا کام بڑا

ہے،نہیں صاحب! آپ مکتب کھول کر احسان کررہے ہیں،آپ مدرسہ کھول کر بڑا احسان کررہے ہیں،آپ بیت المال کھول کر بڑا کام کررہے ہیں،ایک دوسرے کے کام کو جو لفظ ہمارے یہاں بار بار کہا جاتا ہے رفیق بن کے کام کرو،فریق بن کے مت کرو، پیر چلنا چاہتا ہے ہاتھ ساتھ نہیں دیتا،ہاتھ کام کرنا چاہتا ہے پیر اٹھانا نہیں چاہتا ہے،پھر جسم کیسے آگے بڑھے گا؟

بڑوں کے فیصلوں پر عمل کریں

اسی طریقہ سے ہمارے بڑے جو فیصلہ کرتے ہیں امت کے سارے طبقات اس کو ترجیحی طور پر کرنے لگ جائیں تو پوری امت آگے بڑھ جائے گی،ہمارے استاذ محترم سے ایک صاحب نے ایک جگہ کی گروپ بندیوں کے بارے میں پوچھا،انہوں نے کہا: کون سا گروپ حق پر ہے،اور کونسا باطل پر ہے،یہ تو ان کے بڑے جانیں،لیکن تم مخلص ہو یا نہیں ہو،اور تم مخلص کے ساتھ مروگے یا غیر مخلصوں کے ساتھ مروگے،پہلے اس کا فیصلہ کرو،جہاں پر بھی تم ہو،تمہارے جذبات،تمہاری تمنائیں،تمہاری تنہائیاں،تمہارے ارادے اور عزائم مخلصانہ ہے یا غیر مخلصانہ ہے پہلے اس کا فیصلہ کرو۔

مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے پاس ایک صاحب آئے اور سنانے لگے کہ فلاں ایسا کررہا ہے،فلاں ایسا کررہا ہے،حضرت نے فرمایا: کہ کام کی حفاظت تو اللہ کرلے گا،تم اپنی حفاظت کرو،کام کی حفاظت کے غم میں تمہیں غیبت کی ضرورت نہیں ہے،کام کی حفاظت کے غم میں اپنے قرآن کی تجوید کی درستگی کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے،کام کو بچانے کے غم میں اپنے علاقہ کے کسی اہل حق عالم سے دور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

اتحاد پیدا کرنے کے طریقے

حضرت علی میاں ندویؒ فرماتے تھے: کہ میں جانتا ہوں کہ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے،لیکن خلوص کی طاقت کے بغیر آواز نہیں آئے گی،جسموں کا جڑنا بھیڑ کا جمع ہونا ہے،دلوں کا جڑنا

اجتماع کا ہونا ہے، میں آپ کے لئے تنہائیوں میں دعا کروں گا، تنہائیوں میں مل کر میں آپ کی کچھ مالی خدمت کروں گا، اپنی بیوی کے ذریعہ سے آپ کی بیوی کی زچگی میں تعاون کروں گا، یہ ہے اتحاد پیدا کرنے والے طریقے، ایک تنظیم دوسری تنظیم کے بارے میں، ایک مدرسہ دوسرے مدرسہ کے بارے میں، مخلصانہ جذبات، بے نفسی کا طریقہ، یہ ہمارے اکابر کا طریقہ ہے۔

مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند آئے، تو ان کے ساتھی نے کہا: مولوی عمر کہاں آ گئے ہو حضرت! حسین احمد مدنیؒ کی روح کو مبارک باد دینے، اور شکر ادا کرنے کے لئے آیا ہوں کہ ہم اپنے بڑوں کے پاس معتمد بنے، اپنے چھوٹوں کے درمیان محبوب بنے، اس سے اجتماعیت چلتی ہے، ہم بڑوں کے پاس چاپلوس بن جائیں، چھوٹوں پر مسلط ہوجائیں کام نہیں ہوگا، بڑوں میں شفقت نہیں سخت مزاجی ہے، چھوٹوں میں اطاعت نہیں بغاوت ہے، اجتماعیت ٹوٹ جائے گی، اخلاص والا وہ ہوتا ہے جو اپنی نیت کے بارے میں ڈرتا ہے، جو اپنی نیت کے بارے میں مطمئن نہیں ہے۔

نفسانی موانع کے ساتھ کام نہیں ہوسکتا

قانونی موانع کے ساتھ کام ہوسکتا ہے، نفسانی موانع کے ساتھ کام نہیں ہوسکتا ہے، عرب ملکوں میں دیکھ لیجئے، ۵۲ رعرب ملک ہیں، نماز پڑھنے والے آپ کے ملکوں سے زیادہ نہیں ہیں، وہاں پر زکوۃ دینے والے آپ سے زیادہ نہیں ہیں، پردے والے آپ سے بھی کم ہے، اگر حکومت کا بدلنا حل ہوتا آپ کا اکثر میں آنا حل ہوتا، قانونی رکاوٹ ہی حقیقی رکاوٹی ہوتی ہے، آپ کو ان ملکوں میں عمل کرنے کے لئے کیا تکلیف ہوگئی، مولانا الیاس صاحبؒ فرمایا کرتے تھے: جتنا راستہ کھلا ہے چل کر بتاؤ، تو اوپر والا جو بند راستہ ہے وہ کھل جائے گا، جو راستہ کھلا ہے چلنے تیار نہیں ہے، جو راستہ بند ہے وہ کھولنے سے کیا ہونے والا ہے، جو آرہے ہیں ان کو صحیح سے پڑھانے تیار نہیں ہے، جو نہیں آرہے ہیں ان کی کیا قدر کریں گے؟ جو میدان اسے دیا گیا ہے وہاں پر کچھ کرنے تیار نہیں ہے، ابھی پارلمنٹ اسمبلی

آئی بھی نہیں، ابھی کونسلری ملی بھی نہیں، جہاں پر جاہ اور دولت کے پرکشش للچانے والے منظر زیادہ ہوتے ہیں وہاں بے چارہ کیا بچائے گا۔

موجودہ کاموں کی قدر کریں

یہ بات بہت یاد رکھنے کی ہے، حالات اتنے نہیں بگڑے، جتنا ہم بگڑے ہوئے سمجھ ہیں۔

حبشہ میں ایک بچہ کو ۸/سال کی عمر میں پڑوسی ملک میں لے گئے، ۲۲/۲۵/سال کی عمر میں وہ آیا، اپنی مسجد میں نورانی قاعدہ سے بخاری تک پڑھتا ہے، تنزانیا میں جماعت والوں سے پوچھئے! ایک وقت کا کھانا کھا کر نہ تہجد چھوٹتی اور نہ تحیۃ الوضو چھوٹتی ہے، ہمیں تو اللہ نے بہت عافیت سے رکھا ہے، ترکی کے حالات، جو مصطفی کمال ترک کے زمانہ میں گزرے ہیں، رشیہ کے حالات جو کمیونزم کے دور میں تھے، اب بھی بارہ ممالک میں یہی حالات ہیں، ہماری ملاقات رشیہ کے کرگستان کے علماء سے ہوتی تھی، اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے پڑوسی ملک بھیجتے ہی اس بے چارے نے دوسرے ملک میں دوسرا نکاح کیا کہ میرے ملک کی نسل تو کمیونسٹ بن چکی ہے، یہ دوسری بیوی کی اولاد مسلمان باقی رہ جائے، امریکہ میں ایسے مکتب آباد کرنے والے، دار الافتاء چلانے والے، حلال سرٹیفکیشن کے ادارے قائم کرنے والے علماء موجود ہیں، اس ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ حالات اتنے نہیں بگڑے، جتنا ہم سمجھ رہے ہیں، مواقع اتنے ختم نہیں ہوگئے جتنا ہم مواقع کو ختم ہوا سمجھ رہے ہیں، ہندو راشٹر کیا چیز ہے، مکہ مکرمہ ہی ہندو راشٹر ہے، ہندو راشٹر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا محنتیں کی، شکایت کتنی ہے، دعا کتنی ہے، کوشش کتنی ہے خواہش کتنی ہے، قربانیاں کتنی ہیں فون کا استعمال کتنا ہے، میں بھی مجرم ہوں، ہم کوئی آسمان کی رہنے والی قوم سے نہیں ہیں۔

مکاتب دینی اعتبار سے خود کفیل بنیں

ہمیں اپنے مکاتب کو دینی اور مالی اعتبار سے خود کفیل کرنے کے لئے سب سے پہلے تو ارادہ کرنا ہے کہ مجھے بانجھ بن کر نہیں مرنا ہے، مجھے اپنے بعد رجال تیار کر کے مرنا ہے۔

ان مکاتب کو دینی اعتبار سے خود کفیل بنانے کا پہلا کام ہے جڑنا، آپ اپنے ۴؍بجے سے لے کر ۹؍بجے کے وقت کو قیمتی بنائیں، مکتبی عالمی کورس، اللہ کرے کوئی اسی شکل بن جائے کوئی آدمی خالی نہ رہے، فرصت فساد مشغولیت نجات، اس زمانہ کی تنہائیاں کوئی ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند نہیں ہیں، تعلیمی سلسلہ جاری رکھئے، جب مجھے پتہ چلے گا، فیاضی، شکیلی، قادیانی کیا ہیں تبھی تو سمجھا پاؤں گا، نیو ایجوکیشن پالیسی کیا ہے تبھی تو میں کچھ دے پاؤں گا، چھ نمبر کی تقریر اور امام صاحب کی تقریر اگر برابر ہے تو پھر اس کو آپ کے پاس بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے، اگر آپ کے علم کی سطح سامع سے اونچی نہیں ہے، آپ کے مواد بھی وہی ہیں جو واٹس ایپ پر جو شیئے مقرر کے ہیں، آپ کا اپنا کوئی ذاتی مطالعہ نہیں ہے، خود کفیل بنانے کا دینی اعتبار سے مالی بات نہیں کروں گا، تنخواہوں کے بڑھانے کے مطالبے، کمیٹیوں کی روش درست کرنے کے مطالبے وہ ان کا کام ہے، میرے اور آپ کا کام نہیں ہے۔

شیخ سے رابطہ

مرید بننے والے تو کم ہیں، کم از کم مستشیر تو بن جایئے، مشورہ تو لے کر جایئے، مرید بن کر شیخ کو جتلانے والے زیادہ ہیں، آپ کا مرید بن کر احسان کر رہا ہوں، صاحب! میرے بیٹھنے سے آپ کا مجمع زیادہ ہوگیا، یہ بدتمیزی ہے، مرید تو باب افعال کا فاعل ہے، اس میں ارادے کو ختم کر دینے والا معنی ہے، مرید وہ ہے جو اپنا ارادہ فنا کر کے آئے، مستشیر تو بنئے، پوچھ کر چلئے، حادثہ سے مت سیکھئے، نکالے جانے کے بعد مت آیئے، عمر ڈھل جانے کے بعد آ کر کیا کریں گے، ابتدائی عمر میں کیا کیا۔

خوددار اور مثالی علماء

آپ جب تک گاؤں میں ہے وہاں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو مدرسہ میں داخل کروایئے، یوپی کے جتنے علماء آئے، میں آپ کو آندھرا، تلنگانہ کی تاریخ بتا رہا ہوں، یہ علماء ایسے مثالی، ایسے خوددار رہتے تھے کہ لوگ جاتے ہوئے ان کو اپنی اولاد دیتے تھے۔

میں آپ کو راجمنڈری کی مثال دیتا ہوں، وہاں پر ایک مولوی صاحب آئے، لوگ آج

تک ان کو نہیں جانتے کہ وہ کہاں کے تھے، کیا مخلص تھے، ان کا نام عبدالرشید تھا، علماء کو تیار کیا، آج تک ان کا نام نہیں پتہ ہے۔

نلگنڈہ میں حسین شریف ترمذیؒ نگینہ کے رہنے والے تھے، پورے ضلع نلگنڈہ میں دیوبندیت کو قائم کردیا، نظام آباد میں مولانا سید ولی اللہ صاحبؒ کے والد سرکاری ٹیچر تھے، نرمل اور مختلف علاقوں میں علماء کی ایک جماعت تیار کردی، ہمارے اکابر بانجھ نہیں رہے۔

ایک چھوٹے سے گاؤں کا واقعہ بتلاتا ہوں، آرمور کے اندر بھینگل ایک گاؤں ہے، وہاں پر ایک مولوی توفیق صاحب رہتے ہے، ان کے ساتھ ایک اور کمیٹی کے ذمہ دار حافظ صاحب سفید ڈاڑھی والے، میں نے کہا آپ کہاں حافظ بنے، تو انہوں نے کہا: یہاں پر یوپی کے ایک مولوی صاحب تراویح پڑھانے آئے تھے، وہ تراویح پڑھا کر جانے لگے تو مجھے اپنے ساتھ یوپی لے کر چلے گئے، حافظ بن کر آگیا، ان کی زندگی ایسی مثالی، ایسی خودداری، ایسی عمل کی چاشنی اور ایسا مقتدائیت کا رنگ ماں باپ کے منہ میں پانی آجاتا تھا، ہم تو نہیں جانتے علم اور مدرسہ کیا ہے لیکن ایسا آدمی میرا بیٹا لینے آیا ہے۔

قریب کی مثال دیتا ہوں، ہمارے یہاں کوکٹ پلی میں ایک عالم صاحب ہے، بچوں کا نام نوال الرحمن، جمال الرحمن، قریب کے ایک دیہات میں نوال الرحمن، جمال الرحمن کو رکھے، ان کی زندگی اچھی دکھی، ان کے والد آیا کرتے تھے، ہمارے دیہاتوں میں، ہمارے علاقوں میں اتنی محبت، پانچ سال ایک جگہ رہا، کسی کے دل میں محبت کا ایک بیج نہیں بوسکا، میں انسان ہوں یا پتھر ہوں۔

اکابر سے تعلق

اکابر کو اپنے گاؤں اور علاقہ میں بلانے سے زیادہ اپنی کمیٹیوں، ساتھیوں اور معاونوں کو لے کر اکابر کی صحبت میں آجائیں، اس سے آپ کی بہت ترقی ہوگی، اس سے آپ

کے علاقہ میں عظمت بڑھے گی، طلب پر فضل متوجہ ہوگا، اکابر کے پاس جایئے، کوئی بڑا کام نہیں ہے، اللہ تعالی نے ہر زمانہ میں دین کے علم کو سستا رکھا، دنیا کے علم کو مہنگا رکھا، دینداروں سے استفادہ کو اللہ نے آسان رکھا، دنیاداروں سے استفادہ کو ہمیشہ مشکل رکھا، وکیل کے پاس بیٹھنا مشکل ہے، لیڈر کے پاس بیٹھنا مشکل ہے، آپ کے ملک کے ایک بڑے عالم کے پاس رہنا آسان ہے۔

بڑوں کو بڑاپن دیں

بڑوں کو بڑاپن دینا چاہیے، جو انتظامی اعتبار سے بڑا ہو اسے بڑا پن دینا چاہیے، پوچھ کر چلیں، اور سفید بال میں بھی اس کا اکرام کرنا، اللہ کا اکرام کرنا ہے، مجھے اپنے علم کی فضیلت پتہ ہے بڑھاپے کی فضیلت پتہ نہیں ہے، تحقیق کا رویہ کیوں نہیں، کمیٹیوں کے ساتھ تعاون کا طریقہ، آپ انہیں بڑوں سے جوڑیے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ کے ماتحت ہیں، محفل میں نہ ٹوکئے، کمیٹیوں کو قابو کرنے کا آسان طریقہ ان کی اولاد کی زندگیوں کو بدل دیجیے، ان کی اولاد کو دیندار بنادیجئے، ان کی نسلیں تمہاری شکرگزار بن جائیں گی، چوزوں کو لے لیجئے مرغی تو خود ہی آجائے گی، آدمی نافع چیز کی قیمت کا انکار نہیں کرسکتا، نافع چیز ہی کو زمین پر باقی رہنے کا حق ہے، یہ فطرت کا اصول ہے، بستی میں آپ کے نہ رہنے سے کیا فرق پڑا، اس کا مطلب میں نافع نہیں تھا، فلانے عالم صاحب چلے گئے اتنے مرید رونے لگے، فلاں مولوی صاحب چلے گئے اتنے حفاظ کمی محسوس کرنے لگے، میں چلے گیا سوائے اس کے کہ ایک چھوٹا شخص چلا گیا، سوائے اس کے اور کوئی کمی محسوس نہیں ہو رہی ہے، یہ شخص اپنی نافعیت کا دائرۂ کار کتنا رکھتا تھا، اس کی موت سے پتہ چلے گا۔

اپنی نیت درست ہو

سوائے اللہ کے کسی سے ہماری غرض وابستہ نہ ہو، مخلوق سے آدمی جتنا بڑا سوال کرتا ہے اتنا زیادہ ذلیل ہوتا ہے، ایک عام آدمی دورانِ بیان کہتے رہتے تھے، جملہ یادرہ گیا، اگر تم سے تمہاری بیوی کہنے لگے، میں تم سے ۹۵/ ۹۸/ ۹۹/ فیصد محبت کرتی ہوں اور ۵/ ۲/ ۱/

فیصد فلاں آدمی سے کرتی ہوں، آپ اسے نکاح میں باقی رکھنا پسند نہیں کریں گے، میرے رب کے ساتھ میرا معاملہ شاید اس سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

آپ کا مستقبل وہی ہے جو آپ کا حال ہے، آپ جو حال میں کررہے ہیں وہی آپ مستقبل میں کریں گے، حالات دشمنوں کی سازش کا نتیجہ نہیں ہے، میرے غلط فیصلوں کا نتیجہ ہے، ان سے کوئی غرض وابستہ مت رکھئے، انتظامات میں دخل مت دیجئے، پابندی کرنا چاہیے، تعلقات استوار رہنا چاہیے۔

مکاتب کا دینی استحکام

مکتبی نظام کو دینی اعتبار سے مستحکم کرنے کا طریقہ، تبلیغی جاعت سے جوڑنا، آنے والی غیر اختلافی جماعتوں کی خدمت کرنا، نوجوانوں کو قریب کرنا چاہیے، حلال کا سبق دیں، شادی کورس سے جوڑئے، عصری تقاضوں پر ابھارئے، علاقے نہ بدلئے۔

ان مولوی صاحب سے کوئی کام نہیں ہوتا ہے جو بار بار علاقے بدلتے ہیں، کام استقامت والوں سے ہوتا ہے، سو فیصد ایک مزاج کے کہیں نہیں ملیں گے، مسائل سے جو جی چرانا چاہتا ہے وہ جنت میں چلے جائے، انسانوں کی بستی میں نہ رہے، زمین پر، آسمان کے نیچے رہنے والے کو مسائل کا سامنا کرنا ہی ہے، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (۱) غم تو جنت میں ہی ختم ہوگا۔

آخری عمل خود کفیل بنانے کا، کچھ وقت مطالعہ کے لئے فارغ کریں، اکابر کی مجالس میں شرکت ہو۔

مکاتب مالی اعتبار سے خود کفیل بنیں

دوسرا موضوع ہے مالی اعتبار سے خود کفیل بنانے کی ترتیب، سب سے بڑا طاقتور سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کو بہتر بناتے ہوئے سوائے اللہ کے کسی کے سامنے ضرورت نہ

---

(۱) فاطر: ۳۴

رکھے، مفتی اشرف علی صاحبؒ فرماتے ہیں: تنگی کا زمانہ، ابتدائی دور، ۳۰۰/ روپے کی ضرورت تھی، مسجد میں گیا، رونے بیٹھا، ایک صاحب حج کے سفر سے آئے، ملاقات کرنا چاہ رہے تھے، ہدیہ پیش کیا، کھجور، زم زم نہیں رقم دے دی **"وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ"** جہاں سے عقل ختم ہوتی ہے وہاں سے دروازہ کھلتا ہے، جہاں سے امکان ختم ہوتا ہے وہاں سے اللہ دیتے ہیں، اورانسان اپنی بنائی تدبیر میں سوچتا ہے کہ کہاں سے آئے گا، تعلیم کے لوازم پر توجہ دیجئے، مال آئے گا اگر مال کی ضرورت ہے مال کی، تنخواہ کا دینا ہے، کتابوں کا ہونا ہے، تپائی کا ہونا ہے، ضرورت ہے بالکل ضرورت ہے، تنخواہ لینا اخلاص کے خلاف نہیں ہے، تنخواہ لینا توکل کے خلاف نہیں ہے، ہم حضرت ابوبکرؓ سے بڑے متوکل نہیں ہے، حضرت عمرؓ سے بڑے متوکل نہیں ہے، حضرت نانوتویؒ وحضرت زکریاؒ سے بڑے متوکل نہیں ہیں، تنخواہ لے کر بھی ہم سلیقہ سے پڑھا دیں بہت ہے، طبیعت بھی کمزور ہے، یقین بھی مضمحل ہے۔

مٹھی فنڈ کا نظام شروع کریں

تیسرا نظام مٹھی فنڈ کا حضرت ہردوئیؒ نے شروع کیا تھا، علاقوں کو خود کفیل بنانے کے لئے، اداروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے، مالداروں کے بڑے چندہ سے زیادہ غریبوں کے مالی تعاون میں اخلاص بھی ہوتا ہے، قبولیت بھی ہوتی ہے، نورانیت بھی ہوتی ہے، فصل کی کٹائی کا نظام قاضی ابوالعاصیؒ نے شمال میں شروع کیا تھا، جو فصل کٹ کر آ گئی اس میں تین فیصد دے دی جائے، منتظم دینیات کا جو طریقۂ کار, Parentns meeting, رکھی جائے، والدین کے سامنے بچوں کا تعلیمی مظاہرہ کیا جائے، والدین کو پتہ چلے گا کہ کیا کیا جارہا ہے۔

چھوٹی تعاون کی شکلیں

آندھرا کے دیہاتوں میں اسکیم چلتی تھی کہ جب بھی بچہ مکتب پڑھنے آئے ایک روپیہ لے کر آجایا کریں، تاکہ ان کا مال لگے، تنخواہ کی تکمیل کا جذبہ کم تھا، مال کی قربانی وصول کرنے

کا جذبہ زیادہ تھا، ایک ایک روپیہ صرف پندرہ بچے ایک گھنٹہ میں پڑھاؤں گا، مہینہ میں تین سو ہو گئے، اور اس کے بعد کچھ رقم ملادی جائیں گی، مکتب کی تنخواہ بن جائیں گی۔

برکت ہے اس کے اندر، نقدی رقم تعاون لینے کے مقابلہ میں چیزوں کے ذریعہ سے، تعاون لینے پر اعتماد زیادہ رہتا ہے، آدمی اپنے ہاتھ میں پیسے نہ لے، مکتب کی ضرورتوں کو پورا کروادے، مالیات کی شفافیت ہے، کمیٹیوں اور مال کے وصول کرنے میں، کرویش کرناٹک کا علاقہ ہے، وہاں ایک چھوٹے سے مدرسہ کے جلسہ میں ہم گئے، پوچھا بجٹ کیسے پورا ہوتا ہے، کہاں ۸/لاکھ کا بجٹ ہے، چھ لاکھ روپئے ڈبوں سے پورے ہوتے ہیں، صدقہ کا ڈبہ رکھا ہوا ہے، دیہاتوں کے اندر ہمارے مدرسہ سے اتنے دیہات جڑے ہوئے ہیں، خوشی سے صدقہ کا ڈبہ رکھتے ہیں، ہفتہ میں تین دن میں وصولی ہوتی ہے، احمد خان پوری صاحبؒ سے وابستہ لوگوں کا ارادہ ہے۔

ہمارا ایک دوست آندھرا کے دیہات میں ۱۶، ۱۷/کی عمر کا نوجوان، مولانا مکتب شروع کرنا ہے، کچھ نہیں جانتے، باتیں بعد میں سے ہوں گی، تمہارے جیب میں کتنے پیسے ہے، نکالو! ۱۰۰/روپئے، ۵۰/روپئے، ڈبے خرید کر لاؤ، گاؤں میں اعلان کردو، فلانے کی نگرانی میں مکتب چل رہا ہے، اس کے اخرجات کے لئے یہ نظام ہے، آج گیارہ مکتب اس گاؤں میں چلتے ہیں، اعتماد کیا، اساتذہ کی قدر کی، گرمائی کورس میں ہم گئے تو مسجد ۶۰، ۷۰/بچوں سے بھری ہوئی ہے، ہر دین نئے چپس، نئے چاکلیٹس، تعلیمی لوازم پر خرچ کریں، پھر آدمی کام پر لگیں، اللہ کی ذات بہت غیرت مند ہے، اللہ کی ذات بڑی صمد ہے۔

مفتی نوال الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ کا واقعہ سنایا، راستہ میں ایک آدمی کی گاڑی فیل ہوگئی، مدد چاہنے کے لئے رک گیا، ایک صاحب آئے انہوں نے اپنی گاڑی روکی، اور کہا کہ آپ کو کیا مدد چاہیے، کہا کہ ٹایر چینج کرنا ہے، مجھے نہیں آتا ہے، وہ اتر گیا، اس نے پوری گاڑی ٹھیک کردی، جب کام پورا ہوا تو اس نے ڈالر دئے، یہ لو میری طرف سے رکھ لو، آپ کا تحفہ، کہا نہیں نہیں، اوپر کی طرف اشارہ کر کے کہا: اس سے لینا چاہتا

ہوں آپ سے نہیں لینا چاہتا، اپنی گاڑی میں بیٹھ کر نکل گیا، جب وہ چلا گیا تو اس نے سوچا کہ اس نے میری اتنی بڑی خدمت کی میں اس کی کیا خدمت کروں، اس گاڑی والے کا نمبر پلیٹ دیکھ کر اس کے جتنے قرضے اور لون سارے بینکوں اور اور دکانوں میں تھے اس نے اس کے سارے قرضے ادا کر دئے، مفتی صاحب نے کہا: کہ ایک انسان کی غیرت کا یہ حال ہے اللہ کی غیرت کا کیا حال ہوگا، وہ تمہاری نسل میں کوئی مجدد پیدا کر دے گا، وہ تمہاری نسل میں کسی ولی کو پیدا کر دے گا، معنوی نعمتیں وہ زیادہ دیتے ہیں، حسی نعمتوں کے مقابلہ میں، آپ کے ایک سبحان اللہ سکھانے کا بدلہ بھی اس رب کی قسم! اس کی وہ اجرت باقی نہیں رکھے گا۔

اللہ تعالی ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

⊙ ⊙ ⊙

خطبات مکاتب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم ممبران! آپ حضرات کی خدمت میں حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی حفظہ اللہ ورعاہ کے مکاتب سے متعلق ۱۳ قیمتی بیانات یکجا پیش خدمت ہیں۔ کسی بھی مطلوبہ بیان کو سننے کرنے کے لیے مذکورہ لنک پر جائیں اور استفادہ کریں۔

https://t.me/muftiAbubakarjaberqasmi

(۱) مکاتب کی اہمیت وضرورت

https://youtu.be/MWHFeiE7pMM

(۲) مکاتب کے قیام اور استحکام کی ضرورت

https://youtu.be/ZUNluQ4hU2w

(۳) مکاتب کا قیام وقت کی ایک ناگزیر ضرورت

https://youtu.be/otfPYbqHB9s

(۴) بالغات کے مکاتب اہم اصول اور مفید تجربات

https://youtu.be/Z5ZOjDmaITU

(۵) افتتاح مکتب بالغات کے موقع پر

https://youtu.be/MJH6YbjXvUs

(۶) مستورات کے مکاتب کی اہمیت

https://youtu.be/oPaO6IQLeC0

(۷)مکاتب کے فوائد اور والدین کے لیے ضروری ہدایات

https://youtu.be/8Wf7JCAq3lA

(۸)دعوتی احباب بالغات کے مکاتب کیسے قائم کریں؟

https://youtu.be/h65vqO6oQEE

(۹)مکاتب بنات کیسے کامیاب ہوں؟

https://www.youtube.com/watch?v=zkJGYbMLMcQ

(۱۰)مکاتب کے اساتذہ کیسے کام کریں؟

https://youtu.be/31AoMPLYyuY

(۱۱)مکاتب کے اساتذہ اپنے کام کو کیسے بہتر بنائیں؟

https://youtu.be/cxC8O4blNMA

(۱۲)مکاتب کے لیے معاونین کی خدمت میں چند نصیحتیں

https://youtu.be/YgEW-v743Bg

(۱۳)مکتب دینی اور مالی اعتبار سے خود کفیل کیسے ہو؟

https://youtu.be/5OU8Y56kdcs